جنت کی راہ
www.KitaboSunnat.com
ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
نور اسلام اکیڈمی
لاہور ـــــ پاکستان

جنت کی راہ

"اور دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔" (آل عمران، ۱۳۳)

جنّت کی راہ

تالیف

ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور

پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون : 588 4789

تعلیمی اداروں اور پبلک لائبریریوں کے لیے محکمہ تعلیم (پنجاب) سے منظور شدہ
بمطابق چٹھی نمبر S.O.(A-IV)4-20/2000 مورخہ 10 جون 2000ء

نام کتاب	:	جنت کی راہ
مؤلف	:	ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور
ناشر	:	منتظم نور اسلام اکیڈمی لاہور' فون: 5884789
مطبع	:	شرکت پرنٹنگ پریس' 43 نسبت روڈ لاہور
اشاعت	:	اوّل ——— جولائی 1995ء
		دہم ——— جولائی 2004ء

ملنے کے پتے:

۞ قرآن اکیڈمی' 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 5869501-03
۞ مکتبہ سلفیہ' شیش محل روڈ لاہور' فون: 7237184
۞ نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ' اردو بازار لاہور' فون: 7321865
۞ ادارہ مطبوعات خواتین' بالمقابل تعمیر سیرت کالج' منصورہ' ملتان روڈ لاہور

عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

ازقلم : ڈاکٹر محمد نذیر مسلم

سوچئے تو!

اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم اور لامحدود کائنات کسی تفریح کے لئے پیدا نہیں کی۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ ایک عبث کام ہوتا جس کی نسبت خدائے علیم و حکیم کے ہرگز شایانِ شان نہ ہوتی۔ وہ فرماتا ہے :

"اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشہ کے طور پر نہیں بنایا ہے۔ اگر ہم کوئی کھیل ہی بنانا چاہتے تو خاص اپنے پاس ہی بنا لیتے اگر ہم یہ کرنے والے ہی ہوتے"۔ (الانبیاء : ۱۶-۱۷)

بلکہ وہ اس امر کی صراحت فرماتا ہے کہ اس نے زمین کی ایک ایک چیز انسان کے لئے پیدا کی ہے۔ سورج، چاند اور ستارے انسان ہی کی خدمت پر مامور کیے گئے ہیں اور اس نے کائنات کی اکثر مخلوق پر انسان کو برتری عطا کی ہے۔ فرمانِ باری ہے :

"تم اللہ کا کس طرح انکار کرو گے اور حال یہ ہے کہ تم بے جان تھے تو اس نے تمہیں زندگی عطا کی، پھر وہ تم کو موت دے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے، پھر آسمان کی طرف توجہ کی اور سات آسمان استوار کر دیئے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔ (البقرہ : ۲۸-۲۹)

نیز فرمایا :

"ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور خشکی اور سمندر میں ان کو سواری عطا کی اور انہیں پاکیزہ رزق سے نوازا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضیلت عطا کی"۔ (الاسراء : ۷۰)

غور تو کیجئے! یہ روشن سورج، چمکتا ہوا چاند، جگمگاتے تارے، سربفلک پہاڑ، سرسبز میدان، لہلہاتے کھیت، پُرشور دریا، خاموش جھیلیں، پُرسکون ندیاں، تیرتے ہوئے بادل، گرم و سرد ہوائیں، لذت بھرے میوے، مشامِ جاں پھول، کیا ایک ایک چیز انسان کی زندگی اور دلربائی کی ضامن نہیں ہے؟

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

"وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم پیتے ہو اور اسی سے وہ نباتات اگتی ہیں جن میں تم مویشی چراتے ہو۔ وہ اسی سے تمہارے لئے کھیتی، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔ اور اس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو تمہاری نفع رسانی پر لگا دیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم سے نفع رسانی میں لگے ہوئے ہیں۔ بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور زمین میں تمہارے لئے طرح طرح کی چیزیں پھیلائیں۔ بے شک اس میں بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو یاددہانی حاصل کریں۔ اور وہی ہے جس نے سمندر کو تمہاری نفع رسانی پر لگا رکھا ہے تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے وہ زیور نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو جو اس میں (پانی کو) چیرتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم (اس میں سفر کرتے ہوئے) اس کے فضل کے طالب بنو اور تاکہ تم اس کے شکرگزار بنو۔ اور اس نے زمین میں پہاڑ ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ تمہیں لے کر جھک نہ پڑے اور نہریں جاری کر

دی ہیں اور راستے نکال دیئے ہیں تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور دوسری علامتیں بھی ہیں۔ اور ستاروں سے بھی وہ راہ یاب ہوتے ہیں۔ تو کیا جو پیدا کرتا ہے ان کی مانند ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے؟ تو کیا تم سوچتے نہیں؟ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ان کا احاطہ نہ کر سکو گے۔ بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔" (النحل : ۱۰-۱۸)

اپنے گردوپیش نظر دوڑایئے' اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی بے مقصد پیدا نہیں کی' ہر چیز کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے اور وہ اپنے مقصد زندگی کو پورا کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ اور پھر یہ سب اشیاء مل جل کر ایک بڑے مقصد یعنی انسانی زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرنے میں مصروف ہیں۔

غور کیجئے! اگر یہ سورج نہ ہو تو کیا اس کی روشنی اور حرارت کے بغیر زندگی ممکن ہے؟ اگر ہوا نہ ہو تو انسان دم گھٹ کر مر نہ جائے گا؟ اور اگر پانی نہ ہو تو نہ زمین پر زندگی کے آثار ہوں اور نہ انسان زندہ رہ سکے۔ تو جب خالق نے انسان کی بقا کے لئے اتنے سامان کئے ہیں' تو کیا انسان بلا مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ اگر انسانی زندگی کا مقصد اتنا ہی ہے کہ وہ کھائے پیئے' اولاد پیدا کرے اور مر جائے' تو اس مقصد کے لئے حیوانات ہی کافی تھے۔ آخر انسان جیسی باصلاحیت' باشعور' عقل و فکر سے مزین مخلوق کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر آسمان و زمین کی ایک ایک چیز بامقصد ہو اور ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہو تو یہ بات عقل سے کتنی بعید ہے کہ زمین کی اعلیٰ ترین مخلوق کی زندگی کا سرے سے کوئی مقصد ہی نہ ہو؟ حالانکہ عقل کا صریح تقاضا یہ ہے کہ انسان جیسی بالغ نظر' دل و دماغ سے آراستہ اور اعلیٰ ترین مخلوق کا مقصد زندگی بھی اعلیٰ ترین ہو۔ جس طرح انسان روئے زمین کی ہر مخلوق سے ممتاز ہے اسی طرح اس کا مقصدِ زندگی بھی ہر مخلوق کے مقصد زندگی سے ممتاز ہونا چاہئے۔

انسان کا مقصدِ زندگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝﴾

(الذاریات : ۵۶)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی اور رسول نے لوگوں کو ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دی اور طاغوت کی عبادت سے بچ کر رہنے سے آگاہ کیا۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل : ۳۶)

"اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو) اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچ کر رہو"۔

اللہ تعالیٰ نے یہی بات اپنے آخری رسول حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نہایت جامع الفاظ میں کہلوائی۔ فرمایا :

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾ (الانعام : ۱۶۲،۱۶۳)

"کہہ دو بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اس بات کے اعلان کا حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا اس کا فرمانبردار ہوں"۔

دراصل انسان کے لئے یہ لازم ہے کہ جس ہستی نے اسے وجود بخشا، بہترین جسمانی قوتوں اور اعلیٰ ترین ذہنی صلاحیتوں سے نوازا، وہ اس سے ٹوٹ کر محبت کرے :

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرہ : ۱۶۵)

"اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں"۔

اس کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اس کی رضاجوئی میں بسر ہو۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (البقرہ : ۲۰۷)

"اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اپنے آپ کو اللہ کی رضاجوئی کے لئے وقف کر دیتا ہے اور اللہ اپنے بندوں کے معاملہ میں نہایت شفیق ہے"۔

وہ دن رات رکوع و سجود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کا طالب رہے۔ سورۃ الفتح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح : ۲۹)

"تم دیکھو گے کہ وہ رکوع و سجود میں ہیں اور اپنے رب کی رضا اور اس کے فضل کے طالب ہیں"۔

انسان آزمائش میں ہے

یہ زندگی کسی کھلنڈرے کا کھیل نہیں ہے کہ انسان اسے کھیل کود اور لہو و لعب میں گزار دے' نہ یہ دار الحرب ہے کہ انسان جنگ و جدل' لوٹ مار اور قتل و غارت گری کو اختیار کرے' نہ یہ دار الجزاء ہے کہ ہر انسان اپنے کیئے کا پورا پورا بدلہ یہاں پا لے اور نہ یہ دار العیش ہے کہ انسان اس دھن میں مبتلا ہو کر زندگی گزار دے کہ ع "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" (بابر بہیں عیش و عشرت سے زندگی گزار لے کیوں کہ دوبارہ زندگی ملنے والی نہیں) بلکہ یہ زندگی سراسر آزمائش ہے۔ جو لوگ اس زندگی کو لہو و لعب' زیب و زینت اور مال و اولاد میں باہمی تفاخر اور معیارِ زندگی کو

اونچا کرنے کی دھن میں گزار دیتے ہیں، قرآن اس کی تمثیل نہایت جامع الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے :

"جان رکھو دنیا کی زندگی ----- لہو و لعب، زیب و زینت اور مال و اولاد کے مقابلہ میں باہمی تفاخر و تکثیر ----- کی تمثیل اس بارش کی ہے جس کی اپجائی ہوئی فصل کافروں کے دل کو موہ لے، پھر وہ بھڑک اٹھے اور تم اسے زرد دیکھو، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اور آخرت میں ایک عذابِ شدید بھی ہے اور اللہ کی طرف سے خوشنودی بھی۔ اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹی ہے"۔ (الحدید : ۲۰)

قرآن کی دعوت یہ ہے کہ اگر تم نے ایک دوسرے سے مقابلہ ہی کرنا ہے تو پھر اپنے رب کی مغفرت اور جنت کو پا لینے کے لئے مقابلہ کرو، کیونکہ دنیوی مال و متاع اور عزت و جاہ میں مقابلہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ فرمایا :

"تم مسابقت کرو اپنے رب کی مغفرت اور ایک ایسی جنت کی طرف جس کا طول و عرض آسمان کے طول و عرض کے مانند ہو گا۔ وہ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، اس کو بخشے گا جس کو چاہے گا۔ اور اللہ بڑا ہی فضل والا ہے"۔
(الحدید : ۲۱)

حقیقت یہ ہے کہ انسان اس زندگی میں جو بوئے گا آخرت کی زندگی میں وہی پائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ)) "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔

یعنی جو اس زندگی میں کاشت کرو گے وہی دوسری زندگی میں برداشت کرو گے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک شخص یہاں رہ کر کانٹے بوئے اور وہاں جا کر پھولوں سے جھولی بھر لے! اور نہ یہ ممکن ہے کہ یہاں گناہ کے حنظل کاشت کرنے والے کی میزبانی سیب،

انار اور انگور سے ہو۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی' جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے ' نہ ناری ہے

لہٰذا انسان کی یہ زندگی سراسر امتحان اور آزمائش کی زندگی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿ اَلَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ (الملک : ۲)

"وہی ہے جس نے زندگی اور موت کو وجود بخشا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون اچھا ہے"۔

نیز فرمایا :

﴿ وَهُوَ الَّذِی جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِی مَآ اٰتٰكُمْ ﴾

(الانعام : ۱۶۵)

"اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین کی خلافت بخشی اور بعض کے بعض پر درجات بلند کیے تاکہ وہ اس میں جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے تمہیں آزمائے"۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ صرف اس کے گرد و پیش پھیلی ہوئی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے بلکہ اسے ایسی جسمانی اور روحانی صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا ہے جو دوسری مخلوق کے حصے میں بہت کم آئی ہیں۔ لہٰذا وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان خدا کی نعمتوں کو پا کر کیا رویہ اختیار کرتا ہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو کس طرح کام میں لاتا ہے۔ آیا وہ اپنے معبودِ حقیقی کو پہچانتا ہے یا دوسروں کے پیچھے بھاگتا ہے' وہ اپنے ربِّ اعلیٰ کی بارگاہ میں شکر سے سر جھکاتا ہے یا غیروں کے آستانوں پر جبیں سائی کرتا ہے' وہ اپنی

صلاحیتوں اور اس کی نعمتوں کو اپنے مالک کی امانت سمجھ کر استعمال کرتا ہے یا ایک خود سرباغی اور احسان فراموش کا رویہ اختیار کرتا ہے' وہ دوسروں کو اپنے مقابلہ میں کمزور پاکر اپنی خدائی کا ڈنکا بجاتا ہے یا اپنے خدا کا بندہ اور اس کی مخلوق کا خادم بن کر زندگی گزارتا ہے۔

آزمائش میں کامیابی کے لئے دست گیری

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی دنیوی زندگی کی بقا کے لئے ساز و سامان کیا ہے اسی طرح اس کی اخروی زندگی کی کامیابی کے لئے بھی اس کی دست گیری کی ہے۔اس نے انسان کو پیدا کر کے اسے کسی تاریک اور سنسان راہ پر نہیں دھکیل دیا ہے بلکہ اخروی زندگی کی شاہراہ پر چلنے کے لئے روشنی کا پورا پورا انتظام کیا ہے۔ایک طرف اس نے انسان میں خیرو شر کی تمیز کی بہترین صلاحیت رکھ دی ہے اور دوسری طرف انبیاءاور رسولوں جیسے عظیم رہنماؤں کی رہنمائی سے مشرف کر کے اسے ایسے قائد عطا کر دیئے کہ جن کی رہنمائی میں وہ آزمائش کی منزل کو نہایت آسانی سے طے کر کے اخروی کامیابی حاصل کرلے۔فرمایا :

> "پس شاہد ہے نفس اور اس کی اعلیٰ ساخت' پس نفسِ انسانی کو ہم نے اس کی نیکی اور بدی الہام کردی' جس نے اپنے نفس کو سنوارا وہ کامیاب رہا اور جس نے اسے آلودہ کیا وہ ناکام رہا"۔ (الشمس : ۷۔۱۰)

نیز فرمایا :

> "ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں' ہم نے اسے سمیع و بصیر بنایا۔ہم نے اس کو راہ بھی دکھادی' چاہے وہ شکر کرنے والا بنے یا ناشکرا بنے"۔ (الدھر : ۲۔۳)

جب تک انسان اپنی نیکی اور بدی کو پہچاننے کی صلاحیت کو صحیح طریق سے کام میں لاتا

ہے تو اس کی یہ صلاحیت جلا پاتی رہتی ہے مگر جب وہ اپنی خواہشِ نفس کا بندہ بن کر اپنی اس صلاحیت کو زنگ آلود کرلیتا ہے اور اپنے ضمیر کی آواز کو بار بار دبا کر بے ضمیر بن جاتا ہے تو پھر اس کی یہ صلاحیت دم توڑ جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے' اگر توبہ کر لیتا ہے تو دل صیقل ہو جاتا ہے' ورنہ نقطہ بڑھتا ہی رہتا ہے اور جب بار بار گناہ کرتا ہے تو اس کا دل پوری طرح سیاہ ہو جاتا ہے"۔ (احمد' عن ابی ھریرہ)

یعنی اس میں خیر و شر کی تمیز باقی نہیں رہ جاتی اور اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ اسی کیفیت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے :

"کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ وہ ان سے سمجھتے یا ان کے کان ایسے ہو جاتے کہ وہ سنتے' کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں"۔
(الحج : ٤٦)

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

حقیقت یہ ہے کہ مؤمن وہی ہے جس کا دل زندہ ہے' جب وہ نیکی کرے تو پھولا نہ سمائے اور جب اس سے برائی سرزد ہو جائے تو اس کا دل بے قرار ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں اس کی بہترین تشریح فرمائی ہے۔

"ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ؐ نے جواب میں فرمایا : جب تیری نیکی تجھے لبھائے اور تیری برائی تجھے بری معلوم ہو تو تو مؤمن ہے۔ اس نے عرض کیا : یا رسول اللہ گناہ کیا ہے؟ فرمایا : جو بات تیرے دل میں کھٹکے (کہ بری ہے) اسے چھوڑ دے (وہ گناہ ہے)"۔ (احمد' بحوالہ مشکوٰۃ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب انسان اپنے جوہرِ حقیقی سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اندر سے خیر و شر کی تمیز ہو ختم ہو جاتی ہے تو ایسا آخرت فراموش انسان چوپاؤں کی سطح پر گر جاتا ہے بلکہ ان سے بھی گیا گزرا ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے :

"ان کے دل تو ہیں مگر یہ ان سے سمجھتے نہیں' ان کی آنکھیں تو ہیں مگر یہ ان سے دیکھتے نہیں' ان کے کان تو ہیں مگر یہ ان سے سنتے نہیں' یہی لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جو (اپنی آخرت سے) غافل ہیں"۔ (الاعراف : ۱۷۹)

چنانچہ جب انسان نیکی اور بدی میں فرق کرنے کا اہل نہ رہے بلکہ اچھائی اور برائی اس کی نظر میں یکساں ہو جائے اور اس کی تگ و دَو کا مرکز دنیا ہی بن جائے اور وہ اس کے آرام و آسائش پر مرمٹے تو پھر وہ اپنے حقیقی نصب العین سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے جس کی وجہ سے اس کی آخرت سراسر ناکام ہو جاتی ہے۔ قرآن کہتا ہے :

"کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ لوگ جن کی ساری کوشش دنیا ہی کی زندگی میں غارت ہو کر رہی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ کوئی شاندار کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا' پس ان کے اعمال اکارت گئے اور قیامت کے دن ہم ان کو ذرا بھی وزن نہ دیں گے۔ یہی جہنم ان کا بدلہ ہے بوجہ اس کے کہ انہوں نے کفر کیا' میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا"۔

(الکہف : ۱۰۳۔۱۰۵)

یعنی یہ آخرت فراموش لوگ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بڑی کامیاب بازی کھیل رہے ہیں۔ یہ دنیا میں بڑے بڑے بینک بیلنس' اونچے اونچے محلات اور کوٹھیاں تعمیر کرنے' آرٹ گیلریاں' یونیورسٹیاں' کارخانے اور معمل بنا کر یہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے

میدان مار لیا ہے اور انہیں اس دوران رضائے الٰہی اور فلاحِ آخرت کا بھول کر بھی خیال نہ آیا۔

انبیاء اور رسولوں کی رہنمائی

اللہ تعالیٰ نے ایک طرف اگر انسانوں کو خیر و شر کے امتیاز کی بہترین صلاحیت عطا کی تو دوسری طرف ان کی راہنمائی کے لئے انبیاء اور رسول بھیجے 'جن کی آمد کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ لوگوں کو زندگی کے ہر مرحلہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کی راہ دکھائیں۔ پھر اس مقدس گروہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنی رضا سے آگاہ کیا اور وحی کو محفوظ کرنے کے لئے رسولوں کی طرف صحائف اور کتابیں نازل کیں تاکہ رسولوں کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ان کی تعلیمات انسانوں کی رہنمائی کے لئے برابر موجود رہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی آخری وحی یعنی قرآن حکیم اپنی اصلی شکل میں پوری طرح محفوظ ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی رسولِ خدا ﷺ نے کتاب اللہ کی روشنی میں عبادات سے لے کر معاملات تک قرآن حکیم کی جو تشریح کی ہے وہ بھی حدیث و سنت کی شکل میں ایک ریکارڈ اور امت کے متواتر عمل کی شکل میں محفوظ ہے۔ آیئے دیکھیں حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے لئے کس طرح تیار کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پیغام

جب آپ ﷺ کو بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوا کہ :

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء : ۲۱۴)

"(اے محمدؐ) اپنے قریبی رشتہ داروں کو (آخرت کے عذاب سے) خبردار کریں"۔

تو آپؐ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر اپنی اوڑھنے کی چادر ہوا میں لہرائی اور بلند آواز سے پکارا وَاصَبَاحَاہ' واصباحا' یعنی صبح ہی صبح خطرہ درپیش ہے' ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ نعرہ عرب میں اُس وقت بلند کیا جاتا تھا جب کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلہ پر چڑھائی کے لئے آئے تو چڑھائی کرنے والوں کی طرف سے قبیلہ کے جس شخص کو بھی خطرہ نظر آتا وہ کسی پہاڑی یا اونچے ٹیلے پر چڑھ کر اپنے کپڑے پھاڑ کر اور کمر کی چادر کو ہوا میں لہراتا۔ اسے "نذیر عریاں" کہا جاتا تھا' چنانچہ نذیر عریاں کی پکار پر یقین کرتے ہوئے پورا قبیلہ فوراً اپنے دفاع کے لئے تیار ہو جاتا۔ جب رسولِ خدا ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنی چادر ہوا میں لہرائی تو قریش کوہ صفا کی طرف دوڑ پڑے اور آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپؐ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا :

"بتاؤ اگر میں کہوں کہ اِس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر حملہ آور ہو رہا ہے تو تم میری بات کو مانو گے ؟" سب نے بیک زبان جواب دیا "ہاں ہم مان لیں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا پایا ہے"۔ تب آپؐ نے فرمایا : "لوگو میں تم کو ایک آنے والے سخت عذاب سے باخبر کرتا ہوں"۔

یعنی جس طرح میں پہاڑ کے اوپر کھڑا پہاڑ کے دونوں طرف دیکھ رہا ہوں اسی طرح میں مقامِ رسالت پر کھڑے ہو کر اس دنیا کو بھی دیکھ رہا ہوں اور آخرت بھی میرے سامنے ہے لہٰذا اپنے آپ کو آخرت کے عذاب سے بچا لو۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر آپؐ کے چچا ابولہب نے کہا :

"تجھ پر ہلاکت ہو' کیا ہم سب کو صرف اس لئے جمع کیا تھا؟"

یہ ایک دنیادار آخرت فراموش انسان کی آواز ہے جو اپنی دنیا میں مگن اور اپنی آخرت سے غافل ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے ایک دعوتِ طعام کا انتظام کیا اور اپنے رشتہ داروں کو

کھانا کھلانے کے بعد آپ ؐ نے کھڑے ہو کر مہمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا :

"اے قریش کے لوگو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالو کیونکہ میں خدا کے ہاں نہ تمہارے نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ نقصان سے بچا سکتا ہوں---- اے عبدِ مناف کی اولاد! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں نہ تمہیں نفع پہنچا سکتا ہوں نہ نقصان سے بچا سکتا ہوں---- اے عبد المطلب کی اولاد! اپنے نفسوں کو آگ سے چھڑاؤ کیونکہ میں تمہارے نفع نقصان کے لئے کچھ نہیں کر سکتا---- اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اپنی جان کو دوزخ کی آگ سے بچالے کیونکہ میں اللہ کے ہاں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا' تو میری لختِ جگر ہے' میں دنیا میں اس کا حق ادا کر دوں گا"۔
(خطبات نبوی ؐ)

ایک اور مجلس میں آپ ﷺ نے قریش کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا :

"قافلہ کا چارہ تلاش کرنے والا اپنے ساتھیوں کو کبھی جھوٹی خبر نہیں دیتا۔ واللہ اگر میں سب لوگوں سے جھوٹ کہنے پر تیار ہو جاتا تب بھی تمہیں جھوٹی بات نہ کہتا۔ اور اگر میں سب لوگوں کو دھوکا دینے پر تیار ہو جاتا تو تمہیں ہرگز دھوکا نہ دیتا۔ اس خدا کی قسم جو تنہا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' میں تمہاری طرف خصوصاً اور باقی دنیا کی طرف عموماً رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ بخدا تم کو ایک دن ضرور مرنا ہے جیسے تم ہر روز سوتے ہو اور تمہیں لازماً زندہ ہونا ہے جیسے تم نیند سے بیدار ہوتے ہو۔ اور تمہارے اعمال کا ضرور محاسبہ ہو گا' نیکی کا بدلہ نیکی اور برائی کا بدلہ برائی مل کر رہے گا۔ اس وقت ہمیشہ کے لئے یا جنت میں جانا ہے یا ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ٹھکانہ ہے"۔ (خطباتِ نبوی ؐ)

ایک اور موقع پر مدینہ منورہ میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے سامنے تقریر کی اور فرمایا :

"لوگو! ہمارے طرزِ عمل سے ایسے معلوم ہوتا ہے گویا موت ہمارے لئے نہیں

ہے بلکہ فقط دوسروں کے لئے مقرر ہو چکی ہے اور گویا حقوق کی ادائیگی ہم پر نہیں بلکہ تنہا دوسرے لوگوں پر ہے۔ اور جن مُردوں کے ساتھ ہم قبرستان تک آتے ہیں گویا وہ چند دن کے مسافر ہیں جو واپس لوٹ کر ہم سے آملیں گے۔ ہم ان کو تو قبر میں دفن کر دیتے ہیں اور ان کا مال ایسے اطمینان سے کھاتے ہیں گویا ان کے بعد دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ نصیحت کی ہر بات ہم بھلا بیٹھے اور ہر آفت کی طرف سے مطمئن ہو چکے۔ مبارک ہے وہ شخص جو اپنے عیوب پر نظر کر کے دوسروں کی عیب جوئی سے بچ رہا۔ مبارک باد ہے اس کے لئے جس نے حلال کی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کی اور جس نے علماء اور عقلمندوں کی مجلس اختیار کی اور غریبوں اور مسکینوں سے ملتا جلتا رہا۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جس کا دل پاکیزہ' اخلاق اچھے' اور اعمال خوش کن ہوں اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھے۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور فضول گفتگو سے پرہیز کرے اور سنت پر عمل کرنا اس کے لئے آسان ہو اور بدعت اسے اپنی طرف راغب نہ کرے"۔ (خطباتِ نبوی)

رسول اللہ ﷺ اور فکرِ آخرت

رسول اللہ ﷺ اور آپ ؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ :

"محمد اللہ کے رسول اور جو آپ ؐ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت' آپس میں رحم دل ہیں۔ تم ان کو اللہ کے فضل اور اس کی رضا کی طلب میں رکوع و سجود میں سرگرم پاؤ گے۔ ان کا امتیاز ان کے چہروں سے سجدوں کے نشان سے ہے"۔ (الفتح : ۲۹)

اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اللہ کی رضا اور طلبِ آخرت میں کبھی نصف رات اور کبھی دو تہائی رات اس کی بارگاہ میں عجز و نیاز سے کھڑے رہتے۔ فرمایا :

"بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم شب میں دو تہائی رات کے قریب یا نصف یا تہائی رات قیام کرتے ہو اور ایک گروہ تمہارے ساتھیوں میں سے بھی"۔ (المزمل : ۲۰)

اللہ تعالیٰ کے بعد آپؐ کے اصحابؓ کی گواہی : حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر طویل قیام کرتے کہ پاؤں پر ورم آ جاتا۔ اصحابِ رسولؐ نے عرض کیا : یا رسول اللہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ کی تو اگلی پچھلی تمام خطاؤں معاف کر دی گئی ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا : "کیا میں اُس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟" (مشکوٰۃ' باب قیام اللیل)

نیز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں کھڑے ہوتے تو آپؐ رو رو کر اپنے لئے رحمت طلب کرتے۔ حضرت عبداللہ بن شخیر بیان کرتے ہیں کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس وقت آپؐ نماز میں تھے' آپؐ کے سینہ سے رونے کی آواز اس طرح آ رہی تھی جیسے ہنڈیا ابلنے کی آواز آتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد فی الشمائل)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو دعا کرتے :

"اے اللہ تیرے ہی لئے شکر و حمد ہے' تو ہی آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے' اس کا قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی لئے سب تعریف ہے۔ تو ہی آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے' اس کو روشن کرنے والا ہے اور تیرے ہی لئے ہر طرح کی حمد ہے۔ تو ہی آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے' اس کا مالک ہے اور تیرے ہی لئے ساری حمد ہے۔ تو ہی حق ہے' تیرا

وعدہ حق ہے' تیری ملاقات سچ ہے' تیرا قول سچ ہے' جنت واقعی موجود ہے اور دوزخ کا وجود حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمد (ﷺ) حق ہے اور قیامت کا آنا سچ ہے۔ اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار بنا' میں تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھی پر توکل کیا اور میں تیری ہی بارگاہ میں جھکا اور میں تیری مدد سے دشمنوں سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی بارگاہ میں فریاد لایا ہوں۔ تو میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے اور ان خطاؤں کو بھی بخش دے جو مجھ سے کھلے یا چھپے سرزد ہو گئی ہوں اور تو ان باتوں کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی اول ہے' تو ہی آخر ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔ (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں ایک ایسی دعا بھی کی کہ جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ نہایت عجز و نیاز سے بارگاہِ الٰہی میں عرض پرداز ہوئے:

"یا اللہ! تو میرے حال کو جانتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میری بات کو سنتا ہے اور تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور میری کوئی بات تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں ایک شکستہ حال محتاج ہوں' فریاد کرنے والا' پناہ مانگنے والا' ڈرنے والا خائف' اپنے قصوروں کا اقرار و اعتراف کرنے والا۔ اے اللہ! میں تجھ سے مسکینوں کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک پست حال قصوروار کی طرح تیری بارگاہ میں گڑگڑاتا ہوں اور میں تجھے ایک خوف زدہ نابینا کی طرح پکارتا ہوں اور اس شخص کی طرح جس کی گردن تیرے سامنے جھک گئی ہو اور اس کی آنکھیں تیرے آگے اشکبار ہوں اور تیرے خوف سے اس کا جسم لاغر ہو گیا ہو اور اس کی ناک تیرے لئے خاک آلود ہو گئی ہو۔ اے اللہ! تو مجھے اپنی رحمت سے محروم نہ کرنا۔ اور تو میرے معاملہ میں شفیق و رحیم بن جا۔

اے عطا کرنے والوں سے بہتر عطا کرنے والے! اور اے بہترین نوازنے والے! اور اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے!! سب شکر ربِ کائنات کے لئے ہے۔ الٰہی میری دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرما!"
(طبرانی)

کبھی کسی دوسرے کی زبان سے رحمتِ الٰہی کی بات سن کر بے چین ہو جاتے۔ آپ ﷺ ایک مرتبہ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں ایک پڑاؤ پر ایک عورت بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی۔ پاس ہی اس کا لڑکا بیٹھا تھا۔ جب آگ بھڑک اٹھی تو وہ عورت بچے کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟" فرمایا "ہاں' بے شک میں اللہ کا رسول ہوں"۔ پھر اس نے سوال کیا "ایک ماں جس قدر اپنے بچے پر مہربان ہے' اللہ اس سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان نہیں؟" آپؐ نے فرمایا "ہاں' اللہ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے"۔ اس عورت نے کہا "پھر ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی"۔ اس کی یہ بات سن کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پھر آپؐ نے سر اٹھا کر فرمایا: "اللہ اس بندے کو عذاب دے گا جو سرکش اور باغی ہے' اللہ کا نافرمان ہے اور اس کو واحد نہیں مانتا"۔

رسول اللہ ﷺ امت کی فکر میں

رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کی اخروی کامیابی کی ہر آن فکر دامن گیر تھی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات تہجد کی نماز میں آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

"اگر تو انہیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تُو غالب حکمت والا ہے"۔

آپ ﷺ طلوعِ فجر تک یہی آیتِ کریمہ پڑھتے رہے' جو صریح طور پر امت کے لئے دعا تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور جب مقام عزوزا کے قریب پہنچے تو آپ سواری سے اتر گئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر ایک ساعت بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہے' پھر سجدہ ریز ہو گئے اور دیر تک سجدہ میں پڑے رہے' پھر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر اللہ تعالیٰ سے دعا کی' پھر دیر تک سجدہ میں پڑے رہے' پھر آپ نے قیام فرمایا' پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ وقت دعا کی' پھر آپ نے سجدہ کیا' پھر فرمایا :

"میں نے اپنے رب سے دعا کی اور اپنی امت کی بخشش کے لئے سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تہائی امت عطا کی (یعنی ان کے حق میں میری سفارش قبول فرمائی) میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر میں نے سجدہ سے سر اٹھا کر اپنی امت کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت عطا کی' میں پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر پڑا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے باقی تہائی امت بھی مجھ کو عطا کر دی اور میں شکر ادا کرنے کے لئے پھر سجدہ ریز ہو گیا"۔ (احمد۔ ابوداؤد)

لیکن آپ ﷺ کی یہ دعا ان لوگوں کے لئے بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی ہے جو آپ کی امت میں سے آپ کے پیروکار اور اطاعت گزار ہیں۔ رہے وہ لوگ جو بڑی جسارت کے ساتھ آپ کے احکام کی نافرمانی کرتے اور سرکشی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں' ان کے حق میں نہ آپ کی شفاعت ہے اور نہ بارگاہ الٰہی میں ان کے لئے

آپ ؑ کی دعا قابلِ قبول ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"میری امت کے تمام لوگ جنتی ہیں سوائے اس کے جس نے میرا انکار کیا"۔

آپ ؑ سے پوچھا گیا : آپ کا انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا :

"جس نے میری پیروی کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا"۔ (بخاری)

اسی طرح بدعتی، دین میں تعریف کرنے والے اور اسلام کو اپنی خواہشات کے تابع کرنے والے آپ ؑ کی شفاعت سے محروم ہو جائیں گے۔ حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا :

"میں حوضِ کوثر پر تمہارا میرِ ساماں ہوں گا، جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ (حوض کوثر سے) پانی پیئے گا، جو وہ پانی پی لے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ البتہ بہت سی قومیں آئیں گی، میں ان کو پہچان لوں گا، وہ مجھے پہچان لیں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان (ایک پردہ) حائل ہو جائے گا۔ میں کہوں گا : یہ تو میرے لوگ ہیں، پھر مجھے بتایا جائے گا کہ تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں (دین میں) رائج کی ہیں۔ میں کہوں گا : وہ لوگ مجھ سے دور ہوں دور ہوں جنہوں نے بعد میں دین میں تبدیلی کی ہے"۔

(بخاری و مسلم)

تاجدارِ مدینہ ﷺ اور آخرت

رسولِ خدا ﷺ کوئی تارک الدنیا انسان نہ تھے۔ اگر کوئی راہب عیش و راحت کی زندگی سے گریزاں اور لذات سے کنارہ کش ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ ہو گی۔ جس شخص کا نہ کوئی گھر در ہو، نہ اہلِ دنیا سے کوئی واسطہ ہو، نہ

معاشرہ سے کوئی تعلق ہو' نہ دنیوی مال و متاع کو کبھی آنکھوں سے دیکھا ہو اور نہ تاج و تخت کی کبھی تمنا کی ہو' ایسے شخص کا ان دنیوی چیزوں سے دور رہنا کسی کے لئے کوئی حیرت کی بات نہیں۔ لیکن ایک ایسی شخصیت جو دنیا اور اس کے تمام معاملات سے ہمہ پہلو اور ہمہ وقت متعلق ہو' پھر نہ وہ دنیا کے مال و دولت کو آنکھ اٹھا کر دیکھے' نہ اپنے عیش و عشرت کی کوئی تمنا کرے' نہ لذاتِ کام و دہن کے لئے کوئی اہتمام کرے' حکمران ہوتے ہوئے اس کا کوئی محل نہ ہو' کوئی پہرہ دار نہ ہو' کوئی ہٹو بچو کی صدا لگانے والے چاؤش نہ ہوں' نہ کسی فتح کی یادگار قائم کرے' نہ کسی کامیابی پر اترائے' نہ خزانے جمع کرے' نہ جاگیریں بنائے' پھر ایسی شخصیت کے طرز عمل پر اگر انسان انگشت بدنداں نہ ہوں تو یہ بجائے خود ایک حیرت کی بات ہو گی۔ وہ بیک وقت عدالت کا جج ہو' فوجوں کا جرنیل ہو' تاجروں کا تاجر ہو' معلّموں کا معلّم ہو' داعی الی اللہ ہو' نماز کا امام ہو' ملت کا قائد ہو اور لاکھوں انسان اس کے جنبشِ لب پر جان دینے کے لئے تیار ہوں' مگر اس میں نہ کوئی فخر ہو نہ سرداری کی خوبو ہو' بلکہ وہ سراپا انکسار اور انتہائی ہمدردِ انسانیت ہو تو ایسی شخصیت تاریخ کے معلوم صفحات میں صرف ایک ہی ملے گی اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہے۔

گھر کیسا : آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) الگ الگ حجروں میں رہتی تھیں۔ ان کمروں کا نہ کوئی صحن تھا نہ دالان تھا۔ ہر ایک کمرہ چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھا۔ دیواریں مٹی کی تھیں جن میں سوراخ ہو گئے تھے۔ حجروں کی چھتیں کھجور کی شاخوں اور پتیوں کی تھیں۔ بارش سے بچنے کے لئے اوپر کمبل ڈال دیئے جاتے تھے۔ کمروں کی بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو ہاتھ سے چھو سکتا تھا۔ ایک بالاخانہ تھا جو ہر طرح کی آرائش سے بے نیاز تھا۔ اس بالاخانہ کی کیفیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنئے' کہتے ہیں کہ : میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کھجور کی ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس نے حضورؐ کے پہلو پر نشان ڈال دیئے تھے۔ آپؐ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے' وہ آپؐ کی امت کو فراخی عطا فرمائے' فارس اور روم کے لوگ خوش حال ہیں حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے"۔ آپؐ نے فرمایا : "خطاب کے بیٹے' کیا تو ابھی اسی خیال میں ہے؟ انہیں تو دنیا کی راحت کا سامان اسی دنیا کی زندگی میں دے دیا گیا' کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لئے یہ سب کچھ دنیا میں ہو اور ہمارے لئے آخرت میں ہو؟" (بخاری۔ مسلم)

طعام کیسا : رسول اللہ ﷺ نہایت سادہ غذا کھاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی میدہ کی چپاتی دیکھی ہو اور نہ دم پخت بکری کا گوشت کھایا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : نہ حضور ﷺ نے زندگی بھر میدہ کی روٹی کھائی اور نہ چھنا ہوا آٹا استعمال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بعض مہینے ہم پر ایسا بھی گزرا کہ ہم نے آگ نہ جلائی اور کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا الا یہ کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت لایا جاتا۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے کبھی دو روز مسلسل جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔ آپؐ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور الحمد للہ کہہ کر ختم کرتے۔ حضورؐ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہ کہا' اگر خواہش ہوتی کھا لیتے' اگر رغبت نہ ہوتی چھوڑ دیتے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حاضرِ خدمت ہوا' دیکھا کہ آپؐ بیٹھ کر

نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ میں آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھ رہا ہوں' آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمایا : ابو ہریرہ' بھوک کی وجہ سے۔ میں رونے لگا۔ فرمایا : ابو ہریرہ نہ رو' بھوکے کو جب کہ وہ اللہ سے اجر کی امید رکھتا ہو قیامت کے دن بھوک نہ ستائے گی (ابو نعیم وابن عساکر)۔ بھوک کی حالت میں بھی آخرت پر نظر' یہ بات بھی آپ ﷺ پر ختم ہے۔ ابن جریر ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا : کیسے بیٹھے ہو؟ دونوں نے جواب دیا : حضور بھوک کے مارے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا : اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں بھی اسی وجہ سے اِس وقت نکلا ہوں۔ اب آپؐ انہیں لے کر ایک انصاری کے گھر آئے' ان کی بیوی صاحبہ مل گئیں' پوچھا : تمہارے میاں کہاں ہیں؟ کہا : گھر کے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ مشک اٹھائے ہوئے آگئے۔ خوشی سے کہنے لگے : آج کے دن مجھ جیسا خوش قسمت کوئی نہیں جس کے گھر اللہ کے نبی تشریف لائے۔ مشک لٹکا کر کھجوروں کے تازہ خوشے لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا : چن کر الگ کر کے لائیے۔ عرض کیا : حضور میں نے چاہا کہ آپؐ اپنی پسند سے چن لیں اور نوش فرمائیں۔ پھر چھری لی کہ کوئی جانور ذبح کر کے گوشت پکائیں تو آپؐ نے فرمایا : دیکھو دودھ دینے والی کو ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے ذبح کیا۔ آپؐ نے وہیں کھانا تناول فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا : "دیکھو گھر سے بھوکے نکلے اور اب سیر ہو کر جا رہے ہیں۔ یہی وہ نعمتیں ہیں، جن کے متعلق قیامت کے دن سوال ہو گا"۔

لباس کیسا : حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے دکھانے کے لئے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک چادر کاتہ بند نکالا اور فرمایا : انہی دو کپڑوں میں آپ ﷺ کی روح قبض کی گئی۔ حضرت انس

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؐ کو لباس میں حیرہ (سرخ یا سبز دھاریوں والی چادر) پسند تھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک رومی جبہ پہنا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیض جس کی آستین پہنچے تک ہوتی پہننا پسند تھی۔ حضورؐ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ آپؐ سر پر عمامہ باندھتے اور شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اگر تو دنیا اور آخرت میں مجھ سے وابستگی چاہتی ہے تو دنیا سے اتنا لے جتنا ایک سوار کو کافی ہوتا ہے اور دولت مندوں کی مجلس سے دور رہ اور اس وقت تک کپڑے کو پرانا نہ سمجھ جب تک وہ پیوند کے قابل رہے (ترمذی)۔ حضرت عمرانؓ بن حصین کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: میں ارغوانی رنگ کے زین پر سوار نہیں ہوتا' کسم سے رنگا ہوا کپڑا نہیں پہنتا' ریشمی سنجاف کا کرتہ استعمال نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: خبردار مرد جو خوشبو لگائیں اس میں خوشبو ہو رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو رنگ دار ہو اس میں خوشبو نہ ہو (ابوداؤد) جب آپؐ نیا کپڑے پہنتے تو دعا کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی کَسَانِی مَا اُوَارِیَ بِهٖ عَوْرَتِی وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی حَیَاتِی "سب شکر اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے ایسا کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور جس سے اپنی زندگی کو زینت دیتا ہوں"۔

نشست و برخاست کیسی: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اصحابِؓ رسول' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو محبوب نہ رکھتے تھے لیکن ان کی عادت یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھتے تو تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے' اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند نہیں فرماتے۔ حضرت واثلہؓ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ اپنی جگہ سے ذرا ہٹ گئے اور اس کے لئے جگہ خالی کر دی۔ اس شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ جگہ کافی کشادہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا : ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ کسی مسلمان کو آتا دیکھے تو اس کے لئے اپنی جگہ سے حرکت کر کے اس کے لئے جگہ نکالے۔ آپؐ مسجد میں بیٹھتے تو دو زانو ہو کر بیٹھتے اور دونوں ہاتھوں کا حلقہ زانوؤں پر باندھ لیتے۔ آپؐ سونے کے لئے لیٹتے تو دائیں کروٹ لیٹتے۔ پیٹ کے بل اوندھے منہ لیٹنے سے منع فرمایا۔

زندگی کا عام طرز : آپ ﷺ سب سے زیادہ متواضع اور تکبر سے دور تھے۔ جس طرح بادشاہوں کے لئے ان کے خدام اور حاشیہ بردار کھڑے رہتے ہیں اس طرح اپنے لئے آپؐ صحابہ کرامؓ کو کھڑے ہونے سے منع فرماتے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے تھے' فقراء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے' غلام کی دعوت منظور فرماتے تھے اور صحابہ کرامؓ میں کسی امتیاز کے بغیر ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں : آپؐ اپنے جوتے خود ٹانکتے تھے' اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ اپنی بکری دوہتے تھے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ آپؐ سب سے بڑھ کر عہد کی پابندی اور صلہ رحمی فرماتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت اور مروّت سے پیش آتے تھے۔ رہائش اور ادب میں سب سے اچھے تھے۔ آپؐ اخلاق میں اپنی نظیر آپ تھے۔ بد خلقی سے سب سے زیادہ دور و نفور تھے۔ نہ عادتاً فحش گو تھے نہ بہ تکلف فحش کہتے تھے' نہ لعنت کرتے تھے' نہ بازار میں چیختے چلاتے تھے' نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیتے تھے' کسی کو اپنے پیچھے چلتا ہوا نہ چھوڑتے تھے' اور نہ کھانے پینے میں اپنے غلاموں اور لونڈیوں پر ترفع اختیار فرماتے تھے۔ کبھی اپنے خادم کو اف نہیں کہا' نہ اس پر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر عتاب فرمایا۔ مسکینوں سے محبت کرتے اور ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اور ان کے جنازوں میں حاضر

ہوتے تھے۔ کسی فقیر کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے تھے۔ ساتھیوں کو جوڑتے تھے توڑتے نہ تھے۔ ہر قوم کے معزز آدمی کی تکریم کرتے تھے اور اس کو ان کا والی بناتے تھے۔ لوگوں کے شر سے محتاط رہتے اور ان سے بچاؤ اختیار فرماتے تھے لیکن اس کے لئے کسی سے اپنی خندہ پیشانی ختم نہ فرماتے تھے۔ اپنے اصحابؓ کی خبرگیری کرتے اور لوگوں کے حالات دریافت فرماتے۔ اچھی چیز کی تحسین و تصویب فرماتے اور بری چیز کی تقبیح و توہین۔ آپؐ معتدل تھے' اِفراط و تفریط سے دور تھے' غافل نہ تھے کہ مبادا لوگ غافل یا ملول خاطر ہو جائیں۔ حق سے کوتاہی نہ فرماتے تھے' نہ حق سے تجاوز فرما کر ناحق کی طرف جاتے تھے۔ آپ اٹھتے بیٹھتے' گھر آتے گھر سے باہر جاتے اللہ کا ذکر ضرور فرماتے۔ آپؐ کی خاموشی فکر کی حامل اور آپؐ کی گفتگو ذکر سے لبریز ہوتی۔ آپؐ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے' سب سے زیادہ اس کی رضا کے طالب' سب سے زیادہ مقامِ محمود کے آرزومند اور سب سے زیادہ اس کی ناراضی سے خائف رہتے تھے۔

پیغمبر ﷺ فاتح کے روپ میں : قریشِ مکہ نے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ستایا۔ انہوں نے مسلمانوں کا خون بہانے سے بھی گریز نہ کیا۔ حضورؐ کی جان لینے کے درپے ہوئے' یہاں تک کہ پیغمبرؐ اور آپ کے اصحابؓ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو اپنا مستقر بنایا۔ وہاں بھی قریش نے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو چین نہ لینے دیا' یہاں تک کہ بدر' اُحد اور خندق جیسے خونی معرکے پیش آئے۔ اب اسی مکہ میں آپؐ بحیثیتِ فاتح داخل ہو رہے تھے۔ آپؐ اونٹ پر سوار تھے' آپؐ کا سر مبارک عجز و انکسار سے اللہ کی بارگاہ میں اس طرح جھکا ہوا تھا کہ آپؐ کی ٹھوڑی بار بار کجاوے سے ٹکرا رہی تھی۔ زبان پر حمد و ثنا کے کلمات جاری تھے۔

اس موقع پر اسلامی لشکر کے ایک علمبردار حضرت سعدؓ بن عبادہ نے اسلام کے

سب سے بڑے دشمن ابوسفیان کو دیکھ کر کہا : "اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ۔ اَلْیَوْمَ تَسْتَحِلُّ الْحُرْمَةَ"۔ یعنی "آج خونریزی اور مار دھاڑ کا دن ہے۔ آج حرمت حلال کرلی گئی ہے" اور یہ بھی کہا کہ "آج قریش کے لئے ذلت مقرر کردی گئی ہے"۔
اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو ابوسفیان نے سعدؓ کی بات آپؐ کو سنائی۔ آپؐ نے فرمایا : "نہیں، بلکہ آج کا دن وہ دن ہے کہ جس میں کعبہ کی تعظیم کی جائے گی، آج کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ قریش کو عزت بخشے گا"۔ آپؐ نے سعدؓ کے پاس آدمی بھیج کر جھنڈا ان سے لے لیا وہ ان کے بیٹے قیس کے حوالے کر دیا۔ آپؐ نے اعلان فرمادیا : "جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوگا اس کے لئے پناہ ہے، جو بیت اللہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے پناہ ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا اس کے لئے پناہ ہے"۔

فتح کے بعد آپ ﷺ نے بیت اللہ کے دروازے میں کھڑے ہو کر قریش سے خطاب کیا۔ قریش نیچے تھے، بیت اللہ کے گرد صفیں لگائے ہوئے تھے۔ مسجدِ حرام میں چاروں طرف ہجوم تھا۔ آپؐ نے فرمایا :

> "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے سارے لشکروں کو شکست دے دی۔ اے قریش کے لوگو! اللہ نے جاہلیت کے غرور اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کردیا۔ سارے لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے"۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کی یہ تلاوت فرمائی :

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ ﴾

"اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو' بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے"۔ (الحجرات : ۱۳)

خون کے پیاسے جانی دشمنوں کے لئے عفوِ عام اور آزادی کا اعلان' اپنی قوم کے فخر و غرور کا خاتمہ اور انسانوں میں مکمل مساوات قائم کرنا' اپنی افواج اور اپنے کسی کارنامہ پر فخر کرنے کی بجائے ایک اللہ تعالیٰ کے وعدۂ نصرت کا اظہار اور اسی ذاتِ تنہا کی فتح کا ڈنکا بجانا اسی شخصیت کے لئے زیبا ہے جس کے سامنے صرف رضائے الٰہی اور مقصودِ آخرت ہو۔

صدرِ اول کے مسلمان حکمران اور یومِ آخرت کا کھٹکا

حکمرانی بالعموم انسانی دماغ پر ایک ایسا نشہ طاری کرتی ہے کہ جس کی تاثیر سے اکثر لوگ بہک جاتے ہیں۔ بعض حکمران غرور و تکبر کا مجسمہ بن جاتے ہیں۔ اگر یہ نشہ دو آتشہ ہو جائے تو ایسے حکمران خدائی تک کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں۔ دورِ حاضر میں اگر علی الاعلان خدائی کا دعویٰ نہ بھی کریں تو ان کا عمل پکار پکار کر کہتا ہے کہ وہ اپنی سلطنت میں خدا بنے بیٹھے ہیں جو اپنے آپ کو کسی کے سامنے جواب دِہ نہیں سمجھتے۔ اس میں مسلمان اور غیر مسلم حکمرانوں کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ بعض صدر مملکت یا وزیر اعظم اپنی قوم کے معاملہ میں نہایت بامروت اور عادل نظر آتے ہیں مگر دوسری قوموں کے معاملہ میں وہ نہایت شقی القلب اور جابر کا روپ دھار لیتے ہیں۔ اس سے وہی حکمران مستثنیٰ ہیں جنہیں آخرت کی جوابدہی کا زبردست احساس ہو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور فکرِ آخرت

رسولِ خدا ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسولؐ کی حیثیت سے مسلمانوں کے حکمران بنے۔ اول اول تو انہوں نے مسلمانوں کے بیت المال سے کوئی معاوضہ لینے سے سرے سے انکار کر دیا مگر بعد میں امتِ مسلمہ کے اجتماعی فیصلہ کو انہیں تسلیم کرنا پڑا اور مسلمانوں کے بیت المال سے ماہوار اتنا ہی معاوضہ قبول کیا جو ایک اوسط درجے کے گھرانے کے اخراجات کے لئے کافی ہو۔ ایک روز ان کی بیوی نے کسی میٹھی چیز کی فرمائش کی۔ فرمانے لگے: میرے پاس کوئی رقم نہیں کہ شیرینی لاؤں۔ انہوں نے روز مرہ کے خرچ سے کچھ دام بچا کر آپؓ کو دیئے کہ شیرینی لا دیں۔ پیسے لے کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے درہم ہم خرچ سے زیادہ لیتے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ چند درہم لا کر بیت المال میں جمع کرا دیئے اور آئندہ کے لئے اسی قدر اپنا وظیفہ کم کر دیا۔ ایک روز دورانِ مرض دریافت کیا کہ بیت المال سے اب تک میں نے کُل کتنا وظیفہ لیا ہے۔ حساب کیا گیا تو چھ ہزار درہم بنے۔ وصیت فرمائی کہ میری زمین فروخت کر کے جو روپیہ میں نے بیت المال سے لیا ہے وہ واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کی زمین فروخت کر کے کل رقم بیت المال کو واپس لوٹا دی گئی۔ اسی طرح یہ بھی تحقیقات کیں کہ خلافت کے بعد میرے مال میں کیا اضافہ ہوا۔ چنانچہ ایک حبشی غلام، ایک اونٹنی اور ایک چادر بیت المال سے ان کی ملکیت میں نکلی۔ فرمایا: میری وفات کے بعد یہ تینوں چیزیں خلیفۂ وقت کو دے دی جائیں۔ جب یہ تینوں چیزیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لوٹائی گئیں تو انہوں نے روتے ہوئے کہا: "اے ابو بکرا آپ اپنے جانشینوں کے لئے کام بہت دشوار کر گئے"۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ وہ آخرت میں پکڑے نہ

جائیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے بیت المال سے کہیں اپنی ضروری حاجت سے زیادہ نہ لے لیا ہو۔

ایک مرتبہ ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے دیکھا تو کہنے لگے : "اے چڑیا تو کتنی خوش نصیب ہے۔ اے کاش میں تیرے جیسا ہوتا۔ تو درخت پر بیٹھتی ہے، پھل کھاتی ہے اور پھر اُڑ جاتی ہے۔ تجھ سے کوئی حساب و کتاب نہیں۔ آہ ایک ابو بکر ہے جس کا حساب و کتاب ہونے والا ہے"۔ ایک بار فرمایا : "کاش میں سرِ راہ کوئی درخت ہوتا، اونٹ وہاں سے گزرتا، اپنا منہ مجھ میں مارتا، مجھ کو چباتا اور پھر مینگنی کی شکل میں مجھ کو خارج کر دیتا، یہ سب کچھ ہوتا مگر میں بشر نہ ہوتا"۔ منہ پر کوئی تعریف کرتا تو کہتے : "اے اللہ تو میرا حال مجھ سے بہتر جانتا ہے اور تعریف کرنے والوں سے میں اپنا حال بہتر جانتا ہوں۔ جو ان کا گمان میری نسبت ہے اس سے مجھ کو اچھا کر دے اور میرے وہ گناہ بخش دے جن کو یہ نہیں جانتے اور جو یہ کہتے ہیں اس کا مواخذہ مجھ سے مت کیجئو"۔

جمعہ کے دن آپؓ نے منبر سے اعلان فرمایا : "آج میں صدقے کے اونٹ تقسیم کروں گا، سب لوگ آئیں، مگر اجازت لئے بغیر میرے پاس کوئی نہ آئے۔ مگر ایک شخص مہار لئے بلا اجازت چلا آیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے بطورِ تادیب اسی مہار سے اس کو مارا۔ جب اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو فرمایا : "اس شخص کو بلاؤ جسے میں نے مہار سے مارا تھا"۔ وہ ڈرتا ڈرتا آیا۔ خلیفۃ الرسول نے فرمایا : "میں نے تمہیں اس مہار سے مارا تھا، تم بھی اس مہار سے مجھے مار لو"۔ حضرت عمرؓ پاس موجود تھے۔ انہوں نے کہا : "خلیفۃ الرسول، یہ رسم قائم نہ کیجئے، آپ نے بلا وجہ تو نہیں مارا بلکہ حکم کی خلاف ورزی پر سزا دی تھی"۔ آپؓ نے فرمایا : "یہ صحیح ہے مگر قیامت کے دن اگر باز پرس ہوئی تو خدا کو کیا جواب دوں گا؟"۔

مدینہ کے کنارے ایک محتاج اندھی بڑھیا رہتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس

ارادے سے جاتے کہ اس کی کچھ خدمت کریں، مگر جب پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی ان سے پہلے آ کر گھر کا کام کاج کر گیا ہے۔ ایک دن چھپ کر دیکھتے رہے کہ دیکھیں کون شخص ہے جو مجھ سے پہلے آتا ہے۔ وقتِ مقررہ پر وہ شخص آیا۔ دیکھا تو وہ خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپؓ فرماتے تھے "تم میں کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے، اس لئے کہ چھوٹا سا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے"۔ خلافت سے پہلے محلہ کی لڑکیاں آپؓ کے پاس بکریاں لاتیں تو آپؓ دودھ دوہ دیتے۔ جب خلیفہ ہو کر محلہ میں گئے تو لڑکیوں نے دیکھ کر کہا "اب یہ دودھ نہیں دوہیں گے"۔ ان کی بات سن کر کہا "بکریوں کا دودھ ضرور دوہوں گا۔ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس منصب سے میری کسی عادت میں فرق نہ آئے گا"۔

جب مرض کا غلبہ ہوا تو بعض صحابہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا "اگر اجازت ہو تو کسی طبیب کو بلا کر دکھا دیں"۔ فرمایا "طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے"۔ انہوں نے پوچھا "طبیب نے کیا کہا ہے؟" آپؓ نے جواب دیا : وہ فرماتا ہے "میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں"۔ موت کی ساعتیں لحہ بہ لحہ قریب آ رہی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غم زدہ آپؓ کے سرہانے بیٹھی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا "بہت سی نورانی صورتیں ہیں جن سے بادل پانی مانگتے تھے۔ وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے سہارا تھے"۔ یہ سن کر صدیقؓ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا : "میری بیٹی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی"۔ انہوں نے دوسرا شعر پڑھا "قسم ہے تیری عمر کی جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے تو پھر کوئی زر و مال کام نہیں دیتا"۔ فرمایا : یہ نہیں، اس طرح کہو : جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ "موت کی بے ہوشی شدنی بن کر آ گئی۔ یہ وہی وقت ہے جس سے تم بھاگتے تھے"۔ آخری الفاظ زبان مبارک سے نکلے : رَبِّ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا

وَاَلْحِقْنِی بِالصّٰلِحِیْنَ "اے اللہ مجھے فرمانبردار کی حیثیت سے موت دے اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما"۔

آخری وقت جب کہ انسان کو اپنی ہی پڑی ہوئی ہوتی ہے' ایسے وقت میں صدیق اکبرؓ نے امتِ مسلمہ کے اجتماعی معاملات کو جس مؤمنانہ فراست سے انجام دیا وہ ان کے "وصیت نامہ" سے ظاہر ہے۔ وصیت نامہ کے الفاظ یہ ہیں :

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ابو بکر بن ابی قحافہ کا وصیت نامہ ہے جو اس نے دنیا کے آخر وقت میں جب کہ وہ دنیا سے کوچ کر رہا ہے اور آخرت کے شروع وقت میں جب کہ وہ عالمِ بالا میں داخل ہو رہا ہے' قلمبند کروایا ہے۔ یہ ایسے وقت کی نصیحت ہے جس وقت کافر ایمان لے آتے ہیں' بدکار سنبھل جاتے ہیں اور جھوٹے حق کے روبرو گردن جھکا دیتے ہیں۔ میں نے اپنے بعد عمر بن خطابؓ کو تم پر امیر مقرر کیا ہے لہٰذا تم ان کا حکم سننا اور اطاعت کرنا۔ میں نے اس معاملہ میں خدا کی' رسول ﷺ کی' خود اپنی اور آپ لوگوں کی بھلائی کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اب اگر عمر عدل کریں گے تو ان کے متعلق میرا علم اور حسنِ ظن یہی ہے۔ اگر وہ بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے' نیک نیتی سے کیا ہے اور غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ جو لوگ ظلم کریں گے وہ اپنا انجام جلد دیکھ لیں گے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اس کے بعد آپؓ نے حضرت عمرؓ کو خلوت میں بلایا اور مناسب وصیتیں کیں۔ پھر ان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا :

"خداوندا میں نے یہ انتخاب اس لئے کیا ہے تاکہ مسلمانوں کی بھلائی ہو جائے۔ مجھے یہ خوف تھا کہ وہ کہیں فتنہ و فساد میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اے میرے مالک جو کچھ میں نے کیا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے' میرے غور و فکر نے

یہی رائے قائم کی تھی اور اس لئے میں نے ایک ایسے شخص کو والی مقرر کیا ہے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ مستقل مزاج ہے اور سب سے زیادہ مسلمانوں کی بھلائی کا آرزو مند ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حکم سے اس دنیائے فانی کو چھوڑتا ہوں' اب تیرے بندے تیرے حوالے۔ وہ سب تیرے بندے ہیں' ان کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اے اللہ! مسلمانوں کو صالح حاکم عنایت فرما۔ عمرؓ کو خلفائے راشدین کی صف میں جگہ عطا کر اور اس کی رعیت کو صلاحیت سے بہرہ مند فرما!"

امیرالمومنین حضرت عمرؓ اور فکرِ آخرت

جس انسان کے دل میں آخرت کی جوابدہی کا خوف نہیں ہے وہ دل ایمان کی نعمت سے محروم ہے۔ اور اگر کسی حکمران کا دل فکرِ آخرت سے خالی ہو تو وہ اپنی رعایا سے نہ عدل کر سکتا ہے اور نہ اپنی خواہشات پر قابو پا سکتا ہے۔ ایسا حکمران اقتدار کے نشہ میں ہر ناجائز کام کر گزرتا ہے اور رعیت کے مال پر داد و دہش دیتا اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتا ہے۔ مگر جس کے دل میں اللہ کی رضاجوئی اور آخرت کی کامیابی کے جذبات موجزن ہوں ایسے حکمران کا وجود رعایا کے لئے سراسر رحمت اور اپنوں اور بیگانوں کے لئے عدل ہی عدل بن جاتا ہے۔ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ ایسے ہی حکمران تھے' جنہیں اقتدار ملا تو راحت و آرام خواب و خیال بن گئے' رات کی نیندیں حرام اور دن کا چین جاتا رہا۔ آپؓ شام کے سفر سے واپس آئے تو تنہا گشت کر کے لوگوں کے حالات معلوم کر رہے تھے کہ سرِ راہ ایک بڑھیا سے ملاقات ہو گئی۔ وہ آپؓ کو پہچانتی نہ تھی' اس نے امیرالمومنینؓ سے دریافت کیا : "تمہیں معلوم ہے کہ آج کل عمر کیا کرتا ہے؟" حضرت عمرؓ نے جواب دیا : "ابھی شام کے سفر سے واپس آیا ہے"۔ ضعیفہ کہنے لگی : "اللہ تعالیٰ میری طرف سے اسے جزائے خیر نہ دے"۔ آپؓ نے

کہا : "کیوں' اس نے کیا کیا ہے؟" بڑھیا کہنے لگی : "جب سے وہ خلیفہ بنا بیت المال سے مجھے ایک درہم نہیں ملا"۔ امیرالمومنین نے فرمایا : "اماں' عمر کو تمہاری حالت معلوم نہ ہو گی"۔ ضعیفہ بولی : "سبحان اللہ' یہ تم نے کیا کہا؟ جو شخص خلیفہ مقرر ہوا ہے اسے یہ نہ معلوم ہو کہ مشرق و مغرب میں کیا ہو رہا ہے! میں اسے نہیں مان سکتی"۔ یہ سنتے ہی آپؓ کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں۔ فرمایا : "اے عمر تجھ پر افسوس' تیری رعایا تجھ سے کس قدر مباحثہ کرتی ہے۔ ہر شخص تجھ سے زیادہ علمِ دین جانتا ہے"۔ پھر بڑی بی سے مخاطب ہو کر کہا : "بڑی بی' تو اپنا دعویٰ کتنے میں فروخت کر سکتی ہے؟ میں عمر کو اس پر راضی کر لوں گا"۔ بڑھیا نے کہا : "جاؤ' اللہ تم پر رحم کرے' تمسخر نہ کرو"۔ امیرالمومنین نے کہا : "میں تمسخر نہیں کر رہا"۔ بالآخر بیس درہم میں اسے راضی کر لیا۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ادھر آ نکلے۔ انہوں نے آپؓ کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کیا۔ ضعیفہ یہ معلوم کر کے کہ آپ ہی امیرالمومنین ہیں' بہت ڈری۔ آپؓ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا : "بڑی بی' تم کسی بات کا خوف نہ کرو' تم نے جو کہا بالکل صحیح کہا"۔ اس کے بعد دونوں اصحابؓ کو بڑھیا کے سامنے گواہ بنایا کہ میں نے اپنے ابتدائے خلافت سے اب تک ہر طرح کا دعویٰ بیس درہم میں خرید لیا' تاکہ یہ قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں میرے خلاف کوئی دعویٰ پیش نہ کرے۔

اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک رات گشت کر رہے تھے' دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے اس کے گرد بیٹھے رو رہے ہیں۔ دوبارہ وہاں سے گزرے' عورت اور بچوں کو اسی حالت میں دیکھا تو پکار کر کہا : "تم بڑی سنگ دل ماں ہو' بچے رو رہے ہیں اور تم اطمینان سے بیٹھی ہو"۔ اس نے جواب دیا : "بچوں کے کھانے کے لئے کچھ نہیں' میں نے تو بچوں کو بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا چڑھا رکھی ہے۔ کل

قیامت کے دن میرے اور عمر کے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا"۔ آپ رضی اللہ عنہ بے چین ہو کر چلے' مدینہ آئے' بیت المال سے کھانے پینے کا سامان لیا اور کندھے پر رکھ کر چلنے لگے تو آپؓ کے غلام نے کہا: "امیر المومنین! لائیے' یہ بوجھ میں اٹھاتا ہوں"۔ آپؓ نے فرمایا: "تم آج تو میرا بوجھ اٹھا لو گے لیکن قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟" یہ کہہ کر خود ہی سامان اٹھا لے گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے' جب اس آیت پر پہنچے ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ' مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾ "بلاشبہ تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہنے والا ہے' اسے کوئی ٹالنے والا نہیں" تو اس قدر روئے کہ آنکھیں سوج گئیں۔

ایک بار چلتے چلتے راہ میں ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا: "کاش میں بھی خس و خاشاک ہوتا' کاش میری ماں مجھے نہ جنتی"۔ آپؓ فرماتے تھے: "اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا کے تمام لوگ جنتی ہیں تو پھر بھی میرا خوف دور نہ ہو گا کہ شاید وہ بدقسمت انسان میں ہی ہوں"۔

ابو بردہ' حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: "تم جانتے ہو میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا؟" میں نے جواب دیا: "مجھے معلوم نہیں!" عبداللہ نے کہا: "میرے باپ نے تمہارے باپ سے کہا تھا: "اے ابو موسیٰ کیا یہ بات تجھ کو خوش کرتی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدا میں ایمان لائے' آپؐ کے ساتھ ہجرت کی اور آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ہمارے سارے اعمال جو آپؐ کے ساتھ تھے ان کا تو ہمیں صلہ مل جائے اور جو اعمال ہم نے آپؐ کے بعد کئے ہیں ان میں برابر چھوٹ جائیں تو ہمارے لئے کافی ہے؟" تمہارے باپ نے یہ سن کر میرے باپ سے کہا: "نہیں' خدا

کی قسم یوں نہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد نمازیں ادا کیں، روزے رکھے اور بہت سے نیکی کے کام کئے اور بہت سے لوگ ہمارے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ہم پر امید ہیں کہ ہمیں ان اعمال کا اجر ملے گا"۔ میرے باپ نے یہ سن کر کہا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، میں چاہتا ہوں کہ جو اعمال ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے ان کا ہمیں صلہ مل جائے اور جو اعمال ہم نے آپ ﷺ کے بعد کئے ہیں ان سے ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں۔" میں نے یہ سن کر کہا: "خدا کی قسم، تمہارے ابا جان میرے ابا جان سے بہت بہتر تھے"۔ (بخاری)۔

آپ رضی اللہ عنہ امتِ مسلمہ کے بیت المال سے اتنا ہی لیتے تھے جس سے تنگی ترشی سے گزر بسر ہو جائے۔ ایک دن آپؓ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جرأت کر کے کہہ دیا: "ابا جان! آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا درجہ دیا ہے، آپ کو اچھے لباس اور اچھی غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے"۔ آپؓ نے فرمایا: "جانِ پدر! معلوم ہوتا ہے تم رسول اللہ ﷺ کے فقر و فاقہ کو بھول گئی ہو۔ خدا کی قسم، میں انہی کے نقش قدم پر چلوں گا تاآنکہ آخرت کی مسرت حاصل کروں"۔ اس کے بعد آپؓ نے حضور ﷺ کی تنگ دستی کا ذکر چھیڑ دیا، یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ بے قرار ہو کر رونے لگیں۔

ایک بار امیر المومنینؓ بیمار پڑ گئے، طبیب نے شہد تجویز کیا۔ آپؓ نے مسجد نبوی میں سب کو جمع کر کے درخواست کی کہ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں۔ لوگوں نے منظور کیا تو بیت المال سے شہد لیا۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے کرتہ کے پیوند گنے جو شمار میں بارہ تھے۔ صحابہؓ نے آپؓ کے مبارک جسم پر کبھی نرم کپڑا نہیں دیکھا تھا۔ آپؓ کے کرتہ پر پیوند ہوتے تھے، سر پر پھٹا ہوا عمامہ ہوتا اور پاؤں میں

پھٹا ہوا جوتا ہوتا تھا۔ پھر جب اس حال میں قیصرو کسریٰ کے سفیروں سے ملتے تو مسلمان شرما جاتے تھے مگر آپؓ پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ سر پر چادر ڈال کر دوپہر کو گشت کے لئے نکلے۔ اسی وقت ایک غلام گدھے پر سوار جا رہا تھا۔ چونکہ تھک گئے تھے اس لئے سواری کی خواہش ظاہر کی۔ غلام فوراً گدھے سے اتر پڑا۔ آپؓ نے فرمایا :

"اس تکلف کی ضرورت نہیں' تم بدستور سوار رہو' میں پیچھے بیٹھ جاتا ہوں"۔ اسی حالت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ لوگ حیران ہو کر دیکھ رہے تھے کہ غلام آگے بیٹھا ہے اور امیرالمومنین اس کے پیچھے سوار ہیں۔

۱۸ھ میں قحط پڑا۔ اس وقت امیرالمومنینؓ کی بے قراری قابلِ دید تھی۔ گوشت' گھی اور دوسری مرغوب غذائیں ترک کر دیں۔ ایک دن بیٹے کے ہاتھ میں خربوزہ دیکھا تو سخت خفا ہوئے۔ فرمایا : "مسلمان بھوکے مر رہے ہیں اور تم میوے کھا رہے ہو!"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح سویرے مجھے شک ہوا کہ سامنے کے جھونپڑے میں امیرالمومنین تشریف فرما ہیں۔ پھر خیال آیا کہ امیرالمومنین کا یہاں کیا کام؟ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں ایک نابینا ضعیفہ رہتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ اس کی خبرگیری کے لئے آتے ہیں۔

۲۳ھ میں کرمان' بجستان' مکران اور اصفہان کے علاقے فتح ہوئے۔ گویا سلطنتِ اسلامی کی حدود مصر سے بلوچستان تک وسیع ہو گئیں۔ اسی سال آپؓ نے آخری حج کیا۔ حج سے واپسی پر راہ میں ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ کنکریوں پر چادر بچھا کر لیٹ گئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے :

> "اے اللہ! اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے' میرے قویٰ کمزور پڑ گئے ہیں اور میری رعایا ہر جگہ پھیل گئی ہے۔ اب تو مجھے اس حالت میں اٹھا لے کہ میرے

اعمال برباد نہ ہوں اور میری عمر کا پیانہ اعتدال سے تجاوز نہ کرے"۔

وفات کا وقت قریب آیا تو ایک شخص نے آپؓ کے پاس آکر آپؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے علم و تقویٰ کی تعریف کی اور کہا کہ آپ انہیں اپنا جانشین مقرر کیجئے۔ آپؓ نے فرمایا : "تمہارا برا ہو' اس تجویز کے پیش کرنے میں تمہاری نیت بخیر نہیں ہے۔ اگر امارت کوئی اچھی چیز تھی تو میں نے اس سے اپنا حصہ پالیا اور اگر بری چیز تھی تو اللہ نے مجھے اس سے الگ کر لیا۔ آلِ عمر کے لئے یہی بہت ہے کہ ان میں سے ایک شخص سے اس معاملے میں بھی سوال کیا جائے اور امتِ محمدیہ کے بارے میں باز پرس ہو۔ میں نے اپنے آپ کو اس کام میں تھکا ڈالا اور اپنے اہل و عیال کو ان کے بہت سے حقوق سے محروم رکھا۔ تاہم اگر برابر سرابر بھی چھوٹ جاؤں کہ نہ مجھے کوئی نفع ہو نہ نقصان تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا"۔

انتقال سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے بیٹے عبداللہؓ سے فرمایا : "میرے کفن میں بے جا صرف نہ کرنا' اگر میں اللہ کے ہاں بہتر ہوں تو مجھے از خود بہتر لباس مل جائے گا' اگر بہتر نہیں ہوں تو یہ کفن بے فائدہ ہے"۔ آپؓ کا وقت آخر تھا۔ حضرت عبداللہؓ آپ کا سر مبارک زانو پر لئے بیٹھے تھے۔ آپؓ نے فرمایا : "میرا سر زمین پر رکھ دو۔" صاحبزادے نے تعمیلِ ارشاد کی اور سر مبارک زمین پر رکھ دیا۔ آپؓ نے دونوں پاؤں برابر کر لئے اور فرمایا : "میری اور میری ماں کی تباہی اگر اللہ نے مجھے بخش نہ دیا"۔ یہی کہتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

آپؓ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ انتخابِ خلافت کے مسئلہ کو طے کئے بغیر اپنے اللہ سے جا ملیں' لیکن مسلمانوں کا اصرار بڑھتا گیا کہ آپ مسلمانوں کے لئے خلیفہ کا انتخاب کریں۔ بالآخر آپؓ نے فرمایا : "میرے انتقال کے بعد عثمان' علی' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص تین دن کے اندر اندر جس شخص کو منتخب

کرلیں اسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے"۔ یاد رہے کہ یہ چھ کے چھ اصحابِ رسول ﷺ عشرہ مبشرہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ہیں۔

جب کرب اور تکلیف کی حالت حد سے بڑھ گئی تو اسی حالت میں لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "جو شخص مسلمانوں کا امیر منتخب ہو وہ پانچ جماعتوں کے حقوق کا لحاظ رکھے: مہاجرین کا' انصار کا' اعراب کا' ان اہلِ عرب کا جو دوسرے شہروں میں جاکر آباد ہوئے' اور اہلِ ذمہ کا"۔ پھر ہر جماعت کے حقوق کو وضاحت سے بیان کیا اور اہلِ ذمہ (غیر مسلم رعایا) کے متعلق ارشاد فرمایا: "میں خلیفۂ وقت کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری کا لحاظ رکھے۔ اہلِ ذمہ سے کئے ہوئے تمام معاہدات پورے کئے جائیں' ان کے دشمنوں سے جنگ کی جائے اور انہیں طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے"۔

امیرالمومنین عثمانؓ بن عفان اور فکرِ آخرت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیرالمومنین کی حیثیت سے جماعتِ مسلمین سے خطاب فرمایا:

"لوگو! اللہ عزوجل نے تمہیں دنیا محض اس لئے دی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے آخرت طلب کرو' اس لئے نہیں دی کہ تم اسے دل دے بیٹھو۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دنیا فنا پذیر ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اس لئے یہ فانی دنیا تمہیں بہکا نہ دے اور آخرت سے تمہیں غافل نہ کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ تم فانی کو باقی پر ترجیح دو۔ یقین مانو' دنیا اختتام پذیر ہے اور آخر کار اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ عزوجل سے ڈرو' بلاشبہ اللہ سے ڈرنا اس کے عذاب سے ڈھال ہے اور اس کی رحمت اور قرب کا وسیلہ ہے۔ اللہ غیور سے ڈرو اور اپنی جماعت کو لازم پکڑو' فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ۔ اور اپنے

اور اللہ کی نعمت کو یاد کیا کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پس اللہ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے"۔ (طبری، البدایہ والنہایہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا: جب آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ روتے نہیں، مگر قبر کے ذکر سے رونے لگتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، پس جس نے اس منزل سے نجات پائی اس کو اس کے بعد آسانی ہے اور جس نے اس منزل سے نجات حاصل نہ کی اس کے لئے اس کے بعد دشواری ہی دشواری ہے"۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "میں نے کبھی کوئی منظر قبر سے زیادہ بھیانک نہیں دیکھا"۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مدینہ میں غلہ نایاب ہو گیا۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کل تک ان شاء اللہ فراخی کر دے گا"۔ اگلے روز حضرت عثمانؓ کا قافلہ غلہ لے کر آ گیا۔ مدینہ کے تجار جمع ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو تین گنا منافع دے کر غلہ خریدنا چاہا۔ آپؓ نے فرمایا: "میرا ایک ایسا گاہک ہے جو مجھے دس گنا منافع دیتا ہے"۔ مدینہ کے تاجروں نے اس پر حیرت کا اظہار کیا۔ آپؓ نے فرمایا: "اے اللہ! میں یہ غلہ مدینہ کے فقراء کو بلا قیمت اور بلا حساب دیتا ہوں" اور اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ یہ غلہ مدینہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔

شرحبیل بن مسلمہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو اعلیٰ کھانا کھلاتے تھے، خود سرکہ اور زیتون سے کھانا کھا لیتے۔ جب عمر زیادہ ہو گئی تو پھر آپؓ نرم اور اچھی غذا استعمال کرتے تھے۔ فرماتے تھے: "اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اب مجھے نرم اور اعلیٰ غذا پسند ہے"۔ عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں: "میں

نے امیر المومنین عثمانؓ کو جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے دیکھا' آپؓ کے جسم پر محض چار یا پانچ درہم کا قمیص تھا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں : "ہم مدینہ کی مسجد میں داخل ہوئے' ایک نہایت وجیہ اور خوش شکل انسان کو کنکریوں پر سوئے پڑے دیکھا اور اس کی چادر اس کے سر کے نیچے تھی' جب وہ جاگا تو کنکریوں کے نشان جسم پر پڑے ہوئے تھے۔ دیکھا تو امیر المومنین عثمانؓ تھے جو جاہلیت اور اسلام دونوں میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی : ﴿أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ﴾ (الزمر : ۹) "وہ جو بارگاہِ الٰہی میں رات کے اوقات میں قیام و سجدہ میں رہتا ہے وہ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے" پھر کہا : "یہ عثمان بن عفان ہیں"۔ ایک دن غلام کا کان مروڑا۔ پھر اسے بلایا کہ "بدلہ میں میرا کان مروڑ لے"۔ اس نے آہستہ سے کان مروڑا۔ فرمایا : "زور سے مروڑو' دنیا کا بدلہ آخرت کے بدلہ سے بہتر ہے"۔ آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال سے سرے سے کوئی وظیفہ نہیں لیا اور مسلمانوں کے بعض اجتماعی کاموں مثلاً مسجد نبویؐ کی توسیع اور مہمان خانہ کی تعمیر اپنی جیبِ خاص سے کی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہاتھ اٹھا کر کسی کے لئے دعا نہیں کی کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ جائے مگر عثمانؓ کے لئے ایسے دعا فرمائی"۔ اس کے باوجود حضرت عثمانؓ کو اپنی آخرت کی اتنی فکر دامنگیر تھی کہ فرماتے تھے : "میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی نجات کے متعلق نہ پوچھا کہ میری نجات کیسے ہو گی"۔

امیر المومنین حضرت علیؓ اور فکرِ آخرت

حضرت عمروؓ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا : اے امیر المومنین آپ اپنے کرتے پر پیوند کیوں لگاتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا : "تاکہ دل

میں خشوع پیدا ہو اور مومن اس کی اقتدا کریں"۔

حضرت عبداللہؓ بن زرین بیان کرتے ہیں : میں حضرت علیؓ کی خدمت میں بقر عید کے روز آیا' آپؓ نے ہمارے سامنے حلیم پیش کی' ہم نے عرض کیا : "اللہ تعالیٰ آپ کو صلاحیت کے ساتھ باقی رکھے' اگر آپ ہم کو یہ بطخ کھلاتے تو بہت اچھا ہوتا' اللہ تعالیٰ نے تو خیرِ کثیر (مال کی زیادتی) کر رکھی ہے"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا : "ابنِ زرین' میں نے حضور ﷺ سے سنا تھا' آپؐ فرماتے تھے کہ خلیفہ کے لئے اللہ کے مال سے بجز دو پیالوں کے اور حلال نہیں' ایک وہ پیالہ جسے وہ خود کھائے اور ایک وہ پیالہ جسے لوگوں کے سامنے رکھے"۔

ایک مرتبہ آپؓ کے غلام قنبر نے بیت المال کے مال سے آپ کے لئے سونے چاندی کے کچھ برتن علیحدہ کر لئے اور آپؓ سے عرض کیا : "بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل و عیال کا بھی حق ہے' لیکن آپ کچھ باقی نہیں چھوڑتے' اس لئے میں نے آپ کے لئے ایک چیز چھپالی ہے"۔ فرمایا : "وہ کیا؟" قنبر نے عرض کیا : "چل کر ملاحظہ فرمالیجئے!" آپؓ نے جاکر دیکھا تو سونے چاندی کے برتن تھے۔ فرمایا : "تیری ماں تجھ کو روئے' تو میرے گھر کو اتنی بڑی آگ میں دھکیلنا چاہتا ہے" اور اسی وقت کُل برتن تول تول کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں بازار میں تشریف لے جاتے' جو لوگ راستہ بھولے ہوتے انہیں راستہ بتاتے' بوجھ ڈھونے والوں کے بوجھ اٹھا دیتے' کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو اسے اٹھا کر دیتے اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرماتے : (ترجمہ) "ہم آخرت کا گھر ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد کرنا نہیں چاہتے۔ اور عاقبت کی کامیابی تو خدا ترسوں کے لئے ہے"۔ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار اسدی سے کہا کہ وہ حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کریں۔

انہوں نے کہا : خدا گواہ ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا ہے :

"اری دنیا، تو مجھے رجھانے آئی ہے، دور ہو، دور ہو جا، میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے، میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں، اب تیری طرف رجوع کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ تیری عمر تھوڑی ہے، تیرا عیش حقیر ہے، تیرے خطرات بڑے ہیں۔ ہائے زادِ راہ کی کمی، سفر کی دوری اور راستہ کی وحشت انگیزی!"

یہ بیان سن کر حضرت معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور حاضرین مجلس بھی رونے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا : "اللہ ابوالحسن پر رحم کرے، خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے"۔

وفات کے وقت یہ وصیت لکھوائی :

"یہ علی بن ابی طالب کی وصیت ہے۔ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اس کا فرمانبردار بندہ ہوں۔ پھر اے حسن میں تجھے اور اپنی تمام اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب مرنا تو اسلام پر مرنا۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو، کیونکہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کا ملاپ رکھنا روزے نماز سے بھی افضل ہے۔ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھنا، ان سے بھلائی کرنا، ان کے منہ میں خاک مت ڈالنا، وہ تمہاری موجودگی میں ضائع نہ ہونے پائیں۔ اور دیکھو تمہارے پڑوسی --- اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنا کیونکہ یہ تمہارے نبی

ﷺ کی وصیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ برابر پڑوسیوں کے حق میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے شاید انہیں ورثہ میں شریک کردیں گے۔ اور دیکھو قرآن ---- ایسا نہ ہو کہ قرآن پر عمل کرنے میں کوئی تم سے بازی لے جائے۔ اور نماز --- نماز کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اور تمہارے رب کا گھر ---- اپنے رب کے گھر سے غافل نہ ہونا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ ---- جہاد فی سبیل اللہ۔ اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو۔ زکوٰۃ ---- زکوٰۃ پروردگار کا غصہ ٹھنڈا کر دیتی ہے اور ہاں تمہارے نبیؐ کے ذِمی ---- ایسا نہ ہو کہ تمہارے سامنے ان پر ظلم کیا جائے۔ اور تمہارے نبیؐ کے صحابی ---- تمہارے نبی کے صحابیؓ! یاد رکھو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابیوں کے حق میں اچھائی کی وصیت کی ہے۔ اور فقراء و مساکین ---- انہیں اپنی روزی میں شریک کرو۔ اور تمہارے غلام ---- غلاموں کا خیال رکھنا۔ خدا کے باب میں اگر تم کسی کی بھی پروا نہ کرو گے تو خدا تمہارے دشمنوں سے تمہیں محفوظ کر دے گا۔ خدا کے تمام بندوں پر شفقت کرو۔ ایسا ہی خدا نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ چھوڑنا، ورنہ تمہارے اشرار تم پر مسلط کر دیئے جائیں گے۔ پھر تم دعائیں کرو گے مگر قبول نہ ہوں گی۔ باہم ملے جلے رہو۔ بے تکلف اور سادہ زندگی بسر کرو۔ خبردار، ایک دوسرے سے نہ کٹنا اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا۔ نیکی اور تقویٰ پر باہم مددگار رہو مگر گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔ خدا سے ڈرو کیونکہ اس کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اے اہلِ بیت خدا تمہیں محفوظ رکھے اور اپنے نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر قائم رکھے۔ میں تمہیں خدا ہی کے سپرد کرتا ہوں اور تمہاری سلامتی اور برکت چاہتا ہوں"۔

اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کہا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔

اصحابِ رسولؓ اور فکرِ آخرت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : "قیامت کے ہولناک مناظر سے جی لرزتا ہے۔ خدا کے سامنے حاضری کا خیال آتا ہے تو طبیعت بے چین اور دل غمگین ہو جاتا ہے۔ کیا معلوم جنت کی طرف جانا ہے یا دوزخ کا سامنا ہے۔ دنیادار پر حیرانی ہے کہ موت اس کے پیچھے لگی ہے اور وہ اسے بھلا کر دنیا کی امیدوں اور آرزوؤں میں مگن ہے۔ معلوم نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض' لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ پھر بھی وہ قہقہے لگا رہا ہے"۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سعدیؓ بنتِ عوف بیان کرتی ہیں کہ ایک دن طلحہؓ نہایت اداس بیٹھے تھے' میں نے پوچھا : "کیا مجھ سے کوئی خطا ہو گئی؟" فرمایا : "نہیں' تم بہت اچھی بیوی ہو۔ میرے پاس چار لاکھ کی رقم جمع ہو گئی ہے"۔ میں نے کہا : "اسے تقسیم کروا دیجئے"۔ چنانچہ چار لاکھ کی رقم اپنی قوم میں تقسیم کر دی۔ بنو تمیم کے غرباء' یتیموں' بیواؤں کی پرورش ان کے ذمہ تھی۔ مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔ چنانچہ صبیحہ تیمی کا تیس ہزار کا قرض خود ادا کیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہر سال دس ہزار درہم پیش کرتے۔ راہِ خدا میں کثرت سے خرچ کرنے کی وجہ سے فیاض کا لقب پایا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نہایت عمدہ لباس پہنتے۔ خوشبو اس طرح استعمال کرتے کہ جدھر سے گزرتے راستہ معطر ہو جاتا۔ خوش وضع' خوش شکل اور خوش گفتار تھے۔ اسلام لانے کے بعد آزمائش کا دور شروع ہوا۔ ایک دن مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا' ایک کھال سے ستر پوشی کی ہوئی تھی' جس میں پیوند لگے ہوئے تھے' جسم کی کھال موٹی اور کھردری ہو گئی تھی۔ یہ ایک کپکپا دینے والا منظر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم راہِ حق کے مسافر کو اس حال

میں دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ آپؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا : "چند سال پہلے میں نے اس نوجوان کو دیکھا تھا کہ سارے مکہ میں اس سے بڑھ کر ناز و نعمت کا پروردہ' خوش رو' خوش لباس اور آسودہ حال کوئی نہ تھا' لیکن آج اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر اس نے اپنے تمام عیش و آرام کو قربان کر دیا اور حسنات کے شغف نے اسے دنیوی لذات اور اسباب و راحت سے بے نیاز کر دیا ہے"۔

احد میں شہید ہو گئے' حضور ﷺ ان کے جنازہ پر کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی : (ترجمہ) "مومنوں میں سے ایسے مردانِ کار ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا' ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنا عہد نبھا دیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی اپنے عہد کو نبھانے کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے عہد و پیمان میں کوئی رد و بدل نہیں کیا"۔ پھر فرمایا : "میں نے مکہ میں تم جیسا کوئی خوش پوش اور حسین نہیں دیکھا' مگر آج تمہارے بال گرد آلود ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گے"۔

سعد اپنے والد ابراہیم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے' افطار کے وقت ان کے سامنے کھانا لایا گیا۔ فرمانے لگے : "مصعبؓ بن عمیر شہید کر دیئے گئے' وہ مجھ سے بہتر تھے' انہیں صرف ایک چادر میں کفنایا گیا' اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر کھلا رہ جاتا تھا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اور حمزہؓ شہید کر دیئے گئے' وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ہمارے لئے دنیا فراخ کر دی گئی یا دنیا کے مال سے ہمیں نوازا گیا۔ جس طرح نوازا گیا مجھے خوف ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا گیا ہو"۔ یہ کہہ کر آپؓ نے رونا شروع کر دیا' یہاں تک کہ کھانا بھی نہ کھایا۔

عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی چراگاہ میں تھے کہ ان کی طرف ان کے بیٹے عمر آئے۔ پس جب سعد نے انہیں اپنی طرف آتے دیکھا تو دعا کی: "اے اللہ میں تجھ سے اس سوار کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں"۔ جب عمر آپ کے پاس آئے تو کہنے لگے: "ابا جان آپ اونٹوں اور بکریوں میں مصروف ہیں اور لوگوں کو چھوڑ آئے ہیں' وہ حکومت کے باب میں آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: "خاموش ہو جا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپؐ فرماتے تھے: "بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو خدا ترس' بے نیاز اور الگ تھلگ رہنے والا ہو (جھگڑوں سے)"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تابعین سے کہا: "تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے زیادہ روزے رکھتے ہو' زیادہ نمازیں پڑھتے ہو' زیادہ دوڑ دھوپ کرتے ہو' مگر وہ تم سے بہتر تھے"۔ لوگوں نے سوال کیا: "ابو عبدالرحمٰن' اس کی وضاحت فرمائیں کہ وہ ہم سے کس طرح بہتر تھے؟" فرمایا: "وہ دنیا سے بہت زیادہ بے نیاز اور آخرت کے بہت زیادہ طلبگار تھے"۔

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہنستے بھی تھے؟ انہوں نے فرمایا: "ہاں وہ ہنستے تھے' مگر ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط تھا"۔ یعنی وہ خدا سے بے خوف ہو کر نہیں ہنستے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی حالت تو یہ تھی کہ اگر انہیں اپنے متعلق آخرت فراموشی کا گمان بھی ہو جاتا تو انہیں شبہ ہو جاتا کہ کہیں ہم نفاق کی بیماری میں تو مبتلا نہیں ہو گئے۔ چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس سے دل نرم ہو گئے اور

آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہمیں اپنی حقیقت معلوم ہو گئی۔ میں آپ ؐ کی مجلس سے اٹھ کر گھر آ گیا۔ دنیا کا ذکر شروع ہو گیا' بچوں کے ساتھ باتیں اور بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق میں لگ گیا اور حضور ؐ کی محفل کی حالت باقی نہ رہی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں تو منافق ہو گیا۔ میں اس پر افسوس اور رنج کرتا ہوا گھر سے نکلا کہ "حنظلہ تو منافق ہو گیا"۔ سامنے سے ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا" حنظلہ منافق ہو گیا"۔ وہ سن کر بولے "سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے صورت حال بیان کی کہ جب ہم حضور ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور آپ ؐ دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا دوزخ اور جنت ہمارے سامنے ہیں' مگر جب وہاں سے آ جاتے ہیں تو یہ کیفیت نہیں رہتی۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "میری بھی یہی حالت ہے"۔ اس لئے دونوں حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حنظلہ نے عرض کیا : "حضور' میں تو منافق ہو گیا"۔ آپ ﷺ نے سوال کیا : "کیا بات ہو گئی؟" حنظلہؓ نے کہا : "جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا جنت اور دوزخ ہمارے سامنے ہیں' لیکن جب خدمتِ اقدس سے واپس لوٹ جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور گھر کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ بات باقی نہیں رہتی"۔ حضور ﷺ نے فرمایا : "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' اگر ہر وقت تمہارا وہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں تمہارے ساتھ مصافحہ کرنے لگیں' لیکن حنظلہ یہ کیفیت گاہے گاہے ہی ہوتی ہے"۔ سچ ہے' عشق است و ہزار بدگمانی۔ جس چیز سے انسان کا دلی تعلق جڑا ہوتا ہے وہ ذرا سا بھی ماند پڑ جائے تو انسان بے چین ہو جاتا ہے۔

میں نے فکرِ آخرت کے متعلق خلفائے راشدینؓ اور چند اصحابؓ ہی کا ذکر کیا ہے، ورنہ اس مقدس گروہ کا ہر شخص دن اور رات اپنی آخرت بنانے ہی کی فکر میں تھا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ ہر انسان اقتدار کے نشہ میں آخرت فراموش ہو جاتا ہے، مگر آپ نے خلفائے راشدینؓ کے عمل سے اندازہ کر لیا ہو گا کہ جو لوگ اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کو زندگی کا نصب العین بنا لیتے ہیں اقتدار پا کر وہ اور زیادہ ہوشیار ہو جاتے ہیں کہ کہیں اقتدار کا نشہ انہیں اللہ کی رضا سے دور اور ان کی آخرت کو برباد نہ کر دے۔ اس لئے وہ اس راہ میں ہر قدم پھونک کر رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نہ کبھی اپنے معبود حقیقی کی محبت سے دست کش ہو اور نہ کہیں آخرت فراموش بن کر زندگی گزارے۔ کیونکہ اس کی ساری دوڑ دھوپ کا اصل مقصد تو اپنے خالق و مالک کو راضی کر لینا اور اپنی آخرت کو کامیاب بنا کر جنت الفردوس کا حق دار بننا ہے۔

کچھ مصنّف کے بارے میں

عزیزم مولانا شبیر بن نور نے میرے سامنے آنکھیں کھولیں، علم حاصل کیا اور پھر راہِ حق کے مسافر بن گئے۔ انہوں نے تالیف و تصانیف کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس سے ان کا مقصود دنیا طلبی نہیں ہے، بلکہ وہ اس کے ذریعے سے ملتِ اسلامیہ کے افراد کو اس راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں جو راہ انہیں دنیا میں کامیابی اور آخرت کی فلاح سے ہم کنار کر دے اور ان کے دلوں میں اپنے معبودِ حقیقی سے محبت کے جذبات موجزن ہوں اور اپنے رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلنے میں وہ راحت ہی راحت محسوس کریں۔ قرآن حکیم ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے اور سنتِ رسول

ﷺ ان کے دلوں کا نور ثابت ہو۔ وہ زندہ رہیں تو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے اور ان کی موت آئے تو وہ راہ حق کے مسافر ہوں۔

☆ ☆ ☆

ابتدائیہ میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا :

۱۔ تفسیر ابن کثیرؒ
۲۔ تفہیم القرآن
۳۔ تدبر قرآن
۴۔ معارف القرآن
۵۔ تفسیر ماجدی
۶۔ صحیح بخاری
۷۔ صحیح مسلم
۸۔ ریاض الصالحین
۹۔ مشکوٰۃ المصابیح
۱۰۔ خطبات نبویﷺ
۱۱۔ خلفائے راشدین (مولانا شاہ معین الدین)
۱۲۔ سیر الصحابہؓ حصہ اول (مولانا عبد السلام ندوی)
۱۳۔ سیر الصحابہ حصہ دوم (مولانا عبد السلام ندوی)
۱۴۔ مثالی حکمران (مولانا عبد السلام ندوی)
۱۵۔ انسانیت موت کے دروازے پر (مولانا ابو الکلام آزادؒ)
۱۶۔ ابو بکر صدیقؓ (حبیب الرحمٰن خان شیروانی)
۱۷۔ الفاروقؓ (مولانا شبلی نعمانیؒ)
۱۸۔ سیرت سیدنا عثمانؓ (سید نور الحسن بخاری)
۱۹۔ علیؓ اور ان کی خلافت (پیام شاہجہان پوری)
۲۰۔ صدیقؓ نمبر "قومی ڈائجسٹ" لاہور
۲۱۔ فاروقؓ نمبر "قومی ڈائجسٹ" لاہور
۲۲۔ عثمان غنیؓ نمبر "قومی ڈائجسٹ" لاہور
۲۳۔ علیؓ نمبر "قومی ڈائجسٹ" لاہور
۲۴۔ الرحیق المختوم (مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری)

مقدّمہ از مؤلّف

الحمد للّٰہ رب العالمین وَ الصّلاۃ وَ السّلامُ علٰی اشرفِ الخَلق و خاتم النّبیّین وَعلٰی آلہِ الطیّبین الطاھرین وعلٰی اصحابہِ الصّادقین المُخلصین ومَن تبعھم بایمانٍ و احسانٍ الٰی یَوم الدِّین ...... امّا بَعد :

تاریخ انسانی پر ایک نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں انسانوں کا ایک بہت بڑا گروہ مرنے کے بعد اٹھنے' حساب و کتاب اور جزا و سزا کا منکر رہا ہے۔ ان کے خیال میں یہ زندگی بس اسی دنیا تک محدود ہے اور موت کے ساتھ ہی انسان فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ ان کے نظریات کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے :

﴿وَقَالُوا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِيْنَ ۝﴾ (الانعام : ۲۹)

"اور (آج یہ لوگ) کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے' اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔"

آگے چل کر ان منکرین کے نظریات و دلائل کو تفصیل سے بیان کیا۔ فرمایا :

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ

مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخٰسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا أَنَّكُمْ مُّخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝﴾ (المومنون : ۳۳-۳۷)

"اس کی قوم (قومِ عاد) کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا جن کو ہم نے دنیا میں آسودہ کر رکھا تھا وہ کہنے لگے :

"یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا' جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے۔ اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت قبول کر لی تو تم گھاٹے میں ہی رہے۔ یہ تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاؤ گے اُس وقت تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے؟ بعید' بالکل بعید ہے یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے۔ زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی' یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔" (۱)

زندگی اور موت کے بارے میں یہ تصور نہ صرف قدیم زمانے میں تھا بلکہ آج بھی اس نظریے کو علی الاعلان ماننے والے بے شمار لوگ موجود ہیں۔ ذرا گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت بھی اسی گمراہی کا شکار ہے' اسی لئے تو ان کی زندگیاں ہر طرح کے احساسِ جوابدہی سے خالی اور خالصتاً مادہ پرستانہ ہیں۔

۱ے قرآن کریم نے منکرین آخرت کی یہی بات استفہامِ انکاری کے اسلوب میں متعدد جگہ بیان کی ہے۔ ملاحظہ ہو الرعد : ۵' المومنون : ۸۲' النحل : ٦٧' الصافات : ۱٦ اور ۵۳' ق : ۳' الواقعہ : ۴۷

زیر نظر کتاب آخرت 'بعث و نشور' حساب و کتاب اور جزا و سزا کے منکرین کو تو
محض "قصے کہانیاں" ہی نظر آئے گی' ہاں البتہ ان مخلص اہلِ ایمان کے لئے جو اس
بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں مرنا ہے اور دوبارہ زندہ ہو کر حساب و کتاب کے مرحلے
سے گزرنا ہے اس میں تذکیر و موعظت کا سامان ضرور موجود ہے' بشرطیکہ مطالعے سے
پہلے کچھ ضروری' بنیادی اور اصولی باتوں کو ذہن نشین کر لیا جائے' بلکہ انہیں دل و
دماغ کی گہرائیوں میں اتار لیا جائے' تاکہ طلبِ جنت والا معاملہ جذباتی بن کر ہی نہ رہ
جائے اور نہ ہی خوش فہمیوں کے جنگل میں گم ہو جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام انسان اصولاً برابر ہیں' کیا عربی' کیا عجمی' کیا گورا' کیا
کالا' کیا دیہاتی' کیا شہری' کیا امیر' کیا غریب --- کیونکہ ان کا ربّ ایک' ان کا والد ایک
اور ان کا مادۂ تخلیق ایک' لہٰذا ایمان' عمل صالح اور تقویٰ کے علاوہ کوئی چیز ان کے
درمیان وجہِ تقسیم نہیں ہو سکتی۔ ان حقائق کو کتاب و سنت نے کھول کھول کر بیان کیا
ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً...... ﴾ (النساء : ۱)

"لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا' اور اسی (کی جنس) سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت (دنیا میں) پھیلا دیئے۔"

نیز فرمایا :

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا..... ﴾ (الاعراف : ۱۸۹)

"وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی (کی جنس) سے

اس کا جوڑا بنایا۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ (الحجرات : ۱۳)

"لوگو' ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں' تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو' درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

انہی حقائق کو مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ' وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ' أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ' وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ' إِلَّا بِالتَّقْوَى.....)) (۲)

"لوگو! سن لو' تمہارا رب ایک ہے' اور تمہارا باپ بھی ایک' لہٰذا یاد رکھو' نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے' نہ کسی سرخ (گورے چٹے) کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت ہے' ہاں البتہ تقویٰ وجہ فضیلت ہے۔"

فتح مکہ کے موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے کہا :

((يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ

۲۔ مسند الامام احمد ج ۵' ص ۴۱۱' استاذ شعیب اور استاذ عبدالقادر الارناووط نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو تخریج زاد المعاد ج ۵' ص ۱۵۸

الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللّٰهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ......)) (۳)

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے تکبر و نخوت اور باپ دادا کے حوالے سے بڑائی و کبریائی کو دور کر دیا ہے۔ تمام لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں : نیک اور پرہیزگار جو اللہ کو پسند ہے اور دوسرا بدکار و بدبخت جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ ورنہ تو سارے انسان آدم کی اولاد ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔"

(۲) اللہ تعالیٰ کے کارندے (فرشتے) ہر انسان کا ریکارڈ پوری امانت اور ذمہ داری سے تیار کر رہے ہیں' نہ کسی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی نظرانداز کی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی گناہ احاطۂ تحریر سے رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ، وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِO إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌO مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌO﴾ (ق : ۱۶-۱۸)

"ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں' ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ (ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں۔ کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ

۳۔ سنن الترمذی' کتاب التفسیر' باب ۴۹' حدیث ۳۲۷۰۔ الفاظ سنن الترمذی کے ہیں۔ اور سنن ابی داود' کتاب الادب' باب التفاخر بالاحسان' حدیث ۵۱۱۶--و-- مسند امام احمد ج ۲' ص ۳۶۱ و ۵۲۴۔ علامہ الالبانی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔" (۴)

اور یہ ریکارڈ قیامت کے روز اس کے سامنے پیش ہو گا تو وہ بوکھلا کر رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ یوں بیان کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ (الکہف: ۴۹)

"اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا تو اُس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری بدبختی یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے' اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝﴾ (الزلزلۃ: ۶-۸)

"اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔"

۴۔ سورت ق آیات ۱۶ تا ۱۸۔ یہی مضمون قرآن حکیم میں متعدد جگہ بیان ہوا ہے۔ مثلاً الرعد: ۱۱' الزخرف: ۸۰' الجاثیہ: ۵۹' یونس: ۲۱

(۳) ہر انسان کو اپنا بدلہ پانے کے لئے تنِ تنہا اللہ تعالٰی کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے :

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ﴾ (الانعام : ۹۴)

"لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے ہو جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا' جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔"

نیز فرمایا :

﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا﴾ (مریم : ۹۵)

"سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔"

بلکہ اللہ تعالٰی کے سامنے حاضری سے پہلے ہی انسان اپنے اعمال و کردار کے ساتھ تنہارہ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ' فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ- يَتْبَعُهُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ' فَيَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ' وَيَبْقٰى عَمَلُهُ)) (۵)

"تین چیزیں میت کے ساتھ جاتی ہیں' بالآخر دو تو واپس پلٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے رشتہ دار' اس کا مال اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا ہے۔ (دفن کے بعد) اس کے رشتہ دار اور مال تو واپس آجاتے ہیں البتہ اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔"

۵۔ صحیح البخاری' کتاب الرقاق' باب سکرات الموت' حدیث ۶۱۴۹۔ صحیح مسلم' کتاب الزھد و الرقائق' باب اول' حدیث ۲۹۶۰

(۴) ہر انسان کو اُس کے اچھے یا بُرے کردار کے مطابق ہی بدلہ ملے گا۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہوگی اور نہ ہی کسی کے ساتھ ظلم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ ﴾ (الاعراف : ۸-۹)

"اور وزن اس روز عین حق ہوگا۔ جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہمارے احکام کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

﴿ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ ﴾ (المومنون : ۱۰۲-۱۰۴)

"اُس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے۔ اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی، اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔"

اس سے ملتا جلتا مضمون سورت القارعہ میں بھی بیان ہوا ہے۔۔۔۔

چنانچہ نہ تو کسی کی نیکی ضائع ہوگی اور نہ ہی کسی کو اس کے قصور سے زیادہ سزا

ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ○ ﴾ (النساء : ۱۲۴)

"اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ ہو وہ مومن' تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی۔"

اور یہی اصول برائی کمانے والوں کے لئے ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :

﴿ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ ﴾ (الانعام : ۱۶۰)

"اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے قصور کیا ہے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔"

بلکہ یوں کہئے کہ قیامت' بعث' حشر اور اللہ کے حضور پیشی اسی لئے ہو گی کہ ہر انسان کو اس کی محنت کا پورا پورا صلہ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ○ ﴾ (طٰہ : ۱۵)

"قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے' میں اُس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر متنفس (جاندار) اپنی سعی و کوشش کے مطابق بدلہ پائے۔"

نیز فرمایا گیا :

﴿ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ ' لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَىْءٌ ' لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ' لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ اَلْيَوْمَ

تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ﴾

(المومن : ۱۶-۱۷)

"وہ دِن جب کہ سب لوگ بے پردہ ہو جائیں گے' اللہ سے ان کی کوئی بات چھپی ہوئی نہ ہوگی (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالَم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔ (اعلان ہوگا) آج ہر متنفس کو اُس کمائی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کی تھی' آج کسی پر ظلم نہ ہوگا۔۔۔۔"

یہی مضمون قرآن حکیم میں بیسیوں جگہ بیان ہوا ہے۔

(۵) کوئی انسان کسی دوسرے کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لے گا' بلکہ مکمل اور ناقابلِ تقسیم ذمہ داری صرف صاحبِ اعمال پر ہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ' وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ﴾ (فاطر : ۱۸)

"کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا' اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لئے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔"

کسی کا بوجھ اپنے سر لینا تو بڑی بات ہے' جو شخص اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہوگا اس کے بارے میں تو کوئی بات نہ کر سکے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا اَنْفُسَكُمْ ' لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔۔۔ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔۔۔ يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔۔۔ وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا اُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔۔۔ وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي ' لَا اُغْنِي عَنْكِ مِنَ

اللّٰہِ شَیْئًا)) (۶)

"اے خاندانِ قریش اپنے آپ کو آگ سے بچالو' اللہ کے حضور میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ اے خاندانِ عبدِ مناف اللہ کے حضور میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ اے چچا عباس بن عبد المطلب اللہ کے سامنے میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا' اور اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ اللہ کے حضور میں تمہاری بھی کوئی مدد نہیں کر سکتا' اور اے محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ میرے مال میں سے جو چاہتی ہو مجھ سے مانگ لو' البتہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آیت "وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے قریش کو بلا بھیجا' چنانچہ کیا خواص کیا عوام تمام لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((یَابَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ۔ یَابَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ۔ یَابَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ۔ یَابَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ۔ یَابَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ۔ یَابَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ۔ یَافَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ' فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا' غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا' سَاَبُلُّهَا

۶۔ صحیح البخاری' کتاب الوصایا' باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب' حدیث ۲۶۰۲

بِبِلَالِهَا)) (۷)

"اے کعب بن لوی کا خاندان! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے مرہ بن کعب کا خاندان! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے عبدِ شمس کا خاندان! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے عبدِ مناف کا خاندان! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے ہاشم کا خاندان! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے عبدالمطلب کا خاندان! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے فاطمہ! اپنی جان کو آگ سے بچا لے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہاری کسی مدد پر قدرت نہیں رکھتا۔ ہاں البتہ (اس دنیا میں) میں تمہارا قریبی رشتہ دار ضرور ہوں' اس رشتہ داری کے حقوق پورے کرتا رہوں گا۔"

کسی کے کام آنا یا کسی کی خاطر اپنے آپ کو کسی مشکل میں ڈالنا تو دور کی بات ٹھہری وہاں تو عالم یہ ہو گا کہ قریبی سے قریبی رشتہ دار اپنے بھائی بند کو دیکھ کر ہی دور بھاگے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرمایا :

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝﴾ (عبس : ۳۳-۳۷)

"آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی' اُس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص پر اُس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔"

آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ شریفہ کی ایسی واضح اور دو ٹوک راہنمائی و ہدایت کے

۷۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب وانذر عشیرتک الاقربین' حدیث ۲۰۴

باوجود بھی اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہے کہ فلاں پیر' صاحبِ درگاہ' مولوی یا امام ہمارا سہارا بن جائے گا تو بلاشبہ اس نے حقیقتِ نجات سمجھنے میں عظیم ٹھوکر کھائی ہے۔

(۶) شفاعت حق ہے اور جس کے حق میں شفاعت کی اجازت مل جائے وہ یقیناً بہت خوش نصیب انسان ہے۔ لیکن شفاعت کون کر سکے گا؟ اور کس کے حق میں قبول ہو گی؟ شفاعت کی اجازت کب اور کیسے ملے گی؟ یہ بہت اہم اور قابلِ توجہ سوال ہیں۔ چنانچہ کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ ﷺ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سفارش صرف وہی آدمی کر سکے گا جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔ فرمایا :

﴿ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ○﴾ (طٰهٰ : ۱۰۹)

"اور آوازیں خدائے رحمان کے آگے دب جائیں گی۔ ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے' اس روز شفاعت کارگر نہ ہو گی' اِلّا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے اور اس کی بات سننا پسند کرے۔"

نیز فرمایا :

﴿ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ○ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ○﴾ (النبأ : ۳۸)

"وہ دن جبکہ روح اور الملائکہ سب صف بستہ کھڑے ہوں گے' ذرا بات نہ کریں گے' صرف وہی بول سکے گا جسے رحمان اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔"

اور پھر یہ شفاعت ہر کسی کے لئے نہیں ہو سکے گی' بلکہ صرف اسی کے حق میں ہو گی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اجازت عنایت فرمائیں گے۔ فرمایا :

﴿ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ﴾ (الانبیاء : ۲۸)

"اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے بجز اس شخص کے جس کے حق میں
شفاعت سننے پر رحمان راضی ہو۔"

دوسری جگہ فرمایا :

﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ
شَيْـًٔا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى ۝﴾

(النجم : ۲٦)

"کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی شفاعت کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی بجز
اس صورت کے کہ اللہ سے اجازت لینے کے بعد کی جائے اور ایسے شخص کے
حق میں کی جائے جس کے لئے وہ شفاعت سننا چاہے اور پسند کرے۔"

مان لیا کہ کچھ لوگوں کو شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی اور کچھ خوش نصیبوں کے حق میں شفاعت قبول بھی ہو گی لیکن کب؟ جب وہ لوگ جہنم میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے اور کافی حد تک اپنے اپنے گناہوں کی سزا بھگت چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَاِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ
فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ ' وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ
بِذُنُوْبِهِمْ فَاَمَاتَهُمْ اِمَاتَةً ' حَتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْمًا
اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ ' فَبُثُّوْا
عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ)) (۸)

"جو لوگ مستقل جہنمی ہیں وہ نہ تو وہاں مر سکیں گے اور نہ ہی (صحیح معنوں

۸۔ صحیح مسلم ' کتاب الایمان ' باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار۔ حدیث ۱۸۵

میں) زندہ ہوں گے' البتہ جن لوگوں کو آگ کی سزا ان کے گناہوں اور غلطیوں کی پاداش میں ملے گی انہیں موت آ جائے گی' بالآخر جب وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تب ان کے حق میں شفاعت کی اجازت ملے گی تو انہیں مختلف جماعتوں کی شکل میں لا کر جنت کی نہروں پر پھیلا دیا جائے گا۔"

معلوم ہوا کہ موہوم اور متوقع شفاعت کے زعم میں مبتلا ہو کر گناہوں کا ارتکاب کرتے رہنا بڑے ہی گھاٹے کا سودا ہے' کیونکہ اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل ہی کالا ہو گیا اور بالآخر اس پر گمراہی کی مہر لگ گئی تو معاملہ انتہائی خطرناک ہے' اور اگر کئی سو سال کے بعد شفاعت نصیب ہو بھی گئی تب بھی کوئی معمولی عقل رکھنے والا آدمی پسند نہیں کرے گا کہ دس بیس یا زیادہ سے زیادہ پچاس سال کی آزادروی یا حرام خوری کی خاطر سینکڑوں سال جنت کی نعمتوں سے محروم رہ کر جہنم کی سزا میں مبتلا رہے۔

(۷) ایک قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ شیطان نے پہلے دن سے چیلنج دے رکھا ہے کہ وہ کسی کو سیدھے راستے پر چلنے نہیں دے گا اور انسانیت کو ہر طرف سے گھیر گھار کر سیدھے راستے سے بھٹکائے گا۔ نیز اس نے قیامت تک کے لئے مہلت اور آزادی بھی لے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو اس طرح بیان فرمایا ہے :

﴿ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○﴾

(الاعراف : ۱۴-۱۷)

بولا : "مجھے اُس دن تک مہلت دے جبکہ یہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے"۔ فرمایا : "تجھے مہلت ہے"۔ بولا : "اچھا تو جس طرح تو نے مجھے

گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا' آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا' اور تُو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔"

---- چنانچہ شیطان اور اس کے چیلے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہمہ وقت چوکس رہتے ہیں اور دائیں بائیں اوپر نیچے ہمہ جہت سے اس پر حملہ کرتے ہیں۔ لہٰذا :

☆ اِن کی پہلی کوشش ہوتی ہے کہ انسان کو کفر' شرک اور الحاد میں مبتلا کر کے اللہ کا باغی بنا دیا جائے اور انہیں ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و جنت سے محروم کر دیا جائے۔

☆ جو لوگ اس حملے سے بچ جاتے ہیں ان کے دلوں میں نفاق کی فصل کاشت کی جائے کہ بظاہر مسلمان بھی نظر آئیں اور حقیقت میں مشرک و کافر ہی رہیں۔

☆ البتہ جو لوگ ایمان قبول کر لیتے ہیں انہیں طفل تسلیاں دے کر سب سے پہلے فسق و فجور اور گناہ اور معصیت کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی جنت سے محروم اور جہنم کے مستحق ٹھہریں۔

☆ جن اصحابِ ایمان پر یہ حملہ کامیاب نہیں ہوتا انہیں بدعت فی الدین یا رَہبانیت یعنی ترکِ دنیا کا درس دیا جاتا ہے تاکہ دین کے لبادے میں وہ لوگ حقیقی دین سے دور ہو جائیں اور خدا کی رحمت و رضا سے محروم رہیں۔

☆ جو لوگ اس حملے سے بھی محفوظ رہ جاتے ہیں ان کے دل و دماغ میں نیکی کا زعم اور گھمنڈ پیدا کیا جاتا ہے' نتیجۃً وہ متکبر اور خود پسند ہو جاتے ہیں۔

☆ جن لوگوں کو کھلی برائی اور بے حیائی کی طرف لگایا تھا ان میں سے اگر کسی کو کسی وقت ہوش آنے لگتا ہے تو اسے مختلف مغالطوں اور غلط فہمیوں میں مبتلا کر کے واپس برائی کی راہ پر ڈال دیا جاتا ہے۔ شیطان اور اس کے چیلے انسان کو کہتے ہیں کہ :

ا ۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے توبہ کی کیا ضرورت' یہ تو انسان کی فطری مجبوری ہے۔

ب ۔ اللہ غفور رحیم ہے' ابھی گناہ کر لیتے ہیں' بعد میں توبہ کر لیں گے۔

ج ۔ توبہ کرنے کے لئے ابھی بہت عمر رکھی ہے' بوڑھے ہو کر تمام گناہوں سے توبہ کر لیں گے۔

د ۔ اگر آج توبہ کر لی اور کل پھر گناہ کیا تو ایسی توبہ کا کیا فائدہ؟

☆ اور جب انسان پوری طرح گناہوں میں دھنس جاتا ہے تو شیطان اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ تمہارے گناہ تو بہت زیادہ ہیں' آخر اتنے سارے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی مکاریوں اور دغابازیوں سے پیشگی مطلع کر کے بچنے کی ہدایت کی ہے۔ فرمایا :

﴿ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝﴾ (النساء : ۱۲۰)

"شیطان اِن لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے' مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔"

لہٰذا جنت کے راہی کو شیطان کی ان چالبازیوں اور چالاکیوں کو سمجھنا چاہئے۔ اور آخری سانس تک ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

(۸) جس شخص کو پختہ یقین ہو کہ اسے مرنا ہے' دوبارہ اٹھنا ہے' اللہ کے حضور تنہا پیش ہونا ہے' اور اپنے کئے دھرے کا سارا انجام خود بھگتنا ہے' اور کسی کی بے جا شفاعت یا مداخلت بھی ممکن نہیں ہے' اور پھر وہ شخص طلبِ جنت میں صادق اور اپنے آپ کے ساتھ مخلص ہو تو اسے ابھی سے اور بھرپور انداز سے جنت کی تیاری کرنی چاہئے' بلکہ ہر لحہ اس انتظار میں رہے کہ کب بلاوا آتا ہے اور وہ پیش ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے ذاتی عمل اور فرمودات سے یہ بات بہت واضح ہے۔ صحیح روایات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں زائد از ضرورت کسی قسم کا سامان نہ رکھتے تھے اور نہ سیم و زر اور مال و دولت ہی اپنے پاس جمع کرتے تھے' بلکہ جو بھی آتا فوراً تقسیم کر دیتے۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ سَاهِمُ الْوَجْهِ. قَالَتْ : فَحَسِبْتُ ذٰلِكَ مِنْ وَجَعٍ' فَقُلْتُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ اَرَاكَ سَاهِمَ الْوَجْهِ اَفَمِنْ وَجَعٍ؟ فَقَالَ : لَا' وَلٰكِنِ الدَّنَانِيرَ السَّبْعَةَ الَّتِي اُتِينَا بِهَا اَمْسِ' اَمْسَيْنَا وَلَمْ نُنْفِقْهَا' نَسِيتُهَا فِي خُصْمِ الْفِرَاشِ)) (۹)

"رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ کا چہرہ بجھا بجھا سا تھا۔ بیان کرتی ہیں : مجھے خیال گزرا شاید یہ کسی تکلیف کا نتیجہ ہے۔ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ! میں آپ کے چہرے کو بجھا بجھا سا محسوس کر رہی ہوں' کیا کسی بیماری کا اثر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : نہیں' بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ جو سات دینار کل ہمارے پاس آئے تھے شام ہو چلی ہے اور ہم نے انہیں کہیں خرچ نہیں کیا' میں انہیں بستر کے کونے میں رکھ کر بھول گیا تھا۔"

گویا کہ آپ ﷺ کی پریشانی کا سبب یہ معمولی سی رقم تھی کہ کہیں یہ رقم میرے گھر

---

۹ مسند امام احمد ج ۶' ص ۲۹۳ - ۳۱۴ - المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۳' ص ۳۲۷ - مسند ابو یعلی الموصلی ج ۱۲' حدیث ۷۰۱۷ - امام الہیثمی نے حدیث کو مجمع الزوائد (ج ۱۰' ص ۲۳۸) میں ذکر کر کے صحیح قرار دیا ہے۔

میں رکھی رہ جائے اور میں اللہ کے حضور پیش ہو جاؤں تو کیا جواب دوں گا۔ نہ صرف آپ ﷺ خود اپنے لئے یہ پسند فرماتے تھے بلکہ صحابہؓ کو بطورِ تلقین یہی کہا کرتے تھے کہ یہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے' بلکہ صرف گزر گاہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا :

((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ)) (۱۰)

"دنیا میں اس طرح رہو جیسے کہ تم پردیسی ہو یا راہی مسافر!"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے : "جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرنا' اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار مت کرنا"۔

دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِذَا قُمْتَ فِی صَلَاتِکَ فَصَلِّ صَلَاۃَ مُوَدِّعٍ)) (۱۱)

"جب تم نماز میں کھڑے ہو تو اس طرح ادا کرو جیسے کہ آخری نماز ادا کر رہے ہو!"

نہ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی اس تیاری کے ساتھ ہو بلکہ حقوق العباد بھی اسی تیاری کے نقطۂ نظر سے ادا کئے جائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیْئٌ یُوصِی فِیهِ یَبِیتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَکْتُوبَةٌ عِنْدَ رَاْسِهِ))

۱۰۔ صحیح البخاری' کتاب الرقاق' باب کن فی الدنیا... حدیث ۶۰۵۳

۱۱۔ مسند امام احمد ج ۵' ص ۴۱۲۔ المستدرک للحاکم ج ۴' ص ۳۲۶۔ سنن ابن ماجہ' کتاب الزھد' باب الحکمۃ' حدیث ۴۱۷۱۔ امام حاکم' امام الذہبی اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع' حدیث ۷۴۲

"جو مسلمان کسی چیز کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہو پھر اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دو راتیں بھی گزار لے الا یہ کہ اس کی وصیت تحریری شکل میں اس کے سر کے پاس موجود ہو۔" (۱۲)

مذکورہ بالا اصولوں پر جنت کی مکمل تیاری ہر حال میں رہے اور آخری سانس تک انسان اس پر استقامت کی کوشش کرتا رہے اور توفیقِ باری تعالیٰ کا طلب گار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ (الحجر: ۹۹)

"اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو' جس کا آنا یقینی ہے۔"

آخری بات

جن لوگوں نے موت' برزخ' حشر' جنت' دوزخ اور اس طرح کے دوسرے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے انہوں نے عام طور پر احتیاط اور ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیا (اِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّیْ)۔ ان اہل قلم نے قرآن حکیم اور صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ ضعیف' شدید ضعیف حتیٰ کہ من گھڑت اور موضوع احادیث کو بھی زیبِ داستان کے لئے ذکر کر دیا ہے' بلکہ بعض حضرات نے تو بزرگوں اور اہل اللہ کے نام خود ساختہ قصے کہانیاں بھی شاملِ کلام کر دیے ہیں۔ نتیجۃً بات حقیقت سے دور اور افسانے کے قریب معلوم ہوتی ہے' اسی لئے مفہوم و مدعا عام طور پر الجھ کر رہ گیا ہے' جس کی وجہ سے پڑھا لکھا اور ذی شعور طبقہ شدید ذہنی الجھن میں مبتلا ہے۔ نتیجۃً یہ حضرات عجیب و غریب ذہنی کیفیت کا شکار ہیں کہ نہ تو وہ ان مابعد الطبیعیات حالات و

۱۲۔ صحیح البخاری' کتاب الوصایا' باب اول' حدیث ۲۵۸۷۔
صحیح مسلم کتاب الوصایا' باب اول' حدیث ۱۶۲۷

واقعات پر صدقِ دل سے ایمان لا سکتے ہیں اور نہ ہی کھلے لفظوں میں انکار کر سکتے ہیں ---- چنانچہ شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر مستند معلومات جمع کی جائیں تاکہ حقیقت دلیل و برہان کے ساتھ سامنے آجائے۔ چنانچہ میں نے کوشش کی ہے کہ بات کتاب اللہ اور ثابت شدہ احادیث کے حوالے سے کی جائے۔ اقوال' قصے' کہانیاں' ذاتی آراء' خواب اور اس طرح کے غیر مستند ذرائع معلومات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

زیر نظر کتاب کا موضوع "جنت" ہے جو کہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

☆ باب اول میں بیان کیا گیا ہے کہ جنت کیسی ہو گی اور اہلِ جنت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا عنایتیں اور نوازشیں ہوں گی۔

☆ دوسرے باب میں "جنت میں داخلے" کی لازمی شرطوں کا بیان ہے۔

☆ تیسرے باب میں اُن "سو (۱۰۰) اعمال" کا تذکرہ ہے جو کسی مومن کو جنت میں لے جانے کا سبب بن سکتے ہیں۔

☆ شروع میں ایک مفصل تمہید ہے جس میں مبادی اور اصول بیان کئے گئے ہیں۔

حواشی کے بارے میں

آیات کا معاملہ تو بہت واضح ہے' اس لئے صرف سورت کے نام اور آیت نمبر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ البتہ احادیث کا معاملہ تحقیق طلب ہوتا ہے' اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ ہر حدیث کے کم از کم دو مراجع ذکر کئے جائیں اور اس کے علاوہ معتمد ترین اہلِ علم کی رائے بھی بیان کر دی جائے تاکہ حدیث کا درجۂ قبولیت واضح ہو جائے۔

☆ ☆ ☆

قارئین کرام سے التماس ہے کہ بندۂ ناچیز' میرے والدین' میرے اساتذہ اور محترم جناب ڈاکٹر محمد نذیر مسلم صاحب مدظلہ العالی کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آخری سانس تک ہمیں دین پر ثابت قدم رکھے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا میں انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی شدید مصروفیت' پیرانہ سالی اور بیماری و کمزوری کے باوجود وقت نکال کر اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور ایک جامع علمی مقدمہ تحریر فرمایا' فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا كُلَّ خَيْرٍ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ

آخر میں اللہ رب العزۃ والجلال کی جناب میں عاجزی وانکساری کے ساتھ دعاگو ہوں کہ :

- اس کتاب کے ذریعے اہلِ ایمان کو آخرت پر یقین کی نعمت سے نواز دے۔
- اسے عوام وخواص میں قبولِ عام کا درجہ بخش دے۔
- اور اسے مقبولِ درگاہ نیکیوں میں جمع کر کے میری بخشش اور جنت میں داخلے کا سبب بنا دے۔

"وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ' عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ"

محتاج دعا و اصلاح
ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
الدوادمی' سعودی عرب
۹/۱۲/۱۴۱۴ھ

باب اوّل
جنّت اور اس کی نعمتیں

فصل اول

جنت کیا ہے؟

جنت جو ہر مسلمان کا مطمح نظر اور مقصدِ حیات ہے اس کے بارے میں پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مقام کس شان والا ہے؟ وہاں پہنچنے والوں کو کن کن نعمتوں سے نوازا جائے گا اور جنتیوں کو کون کون سی راحتوں اور عظمتوں سے سرفراز کیا جائے گا اور انہیں کون کون سی سہولتیں دستیاب ہوں گی۔ جب جنت کی شان اور مقام معلوم ہو جائے گا تو از خود پتہ چل جائے گا کہ اس مقامِ عظیم اور درجۂ رفیعہ تک پہنچنے کے لئے کس قدر محنت و کوشش درکار ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد ہی انسان شوقِ منزل میں ہر وہ تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہوگا جو اس راستے کا لازمہ ہے۔

(ا) جنّت کے نام

کسی نے کیا خوب کہا ہے ع "اِک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں"۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جنت کو مختلف ناموں سے یاد کیا ہے اور ہر ہر نام کے اندر معانی کا دریا رواں ہے' بس غور کی ضرورت ہے۔

ا۔ "جنّت" : قرآن کریم میں چھیاسٹھ مقامات پر یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں ایسا باغ جو زیادہ اور گھنے درختوں کی وجہ سے زمین کو چھپا دے۔ اور اس لفظ کی جمع "جَنّٰتٌ" انہتر مرتبہ قرآن کریم میں آئی ہے' یعنی وہاں ایک ہی باغ نہیں ہوگا بلکہ طرح طرح کے باغات ہوں گے۔

۲۔ "دارالسّلام": یعنی امن و سلامتی کا گھر۔ اور جنت سے زیادہ اس نام کا اور کون مستحق ہو سکتا ہے جہاں جنتیوں کے لئے ہر مشکل، پریشانی، مصیبت، آفت، شامت، بیماری، تکلیف، الجھن اور بلاو فتنے سے امن و سلامتی میسر رہے گی۔ اسی دارالسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (الانعام : ۱۲۷)

"ان کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ﴾ (یونس : ۲۵)

"اور اللہ تمہیں دارالسلام کی طرف دعوت دے رہا ہے۔"

۳۔ "دارالخلد": ہمیشہ کا گھر۔ یہ دنیا یقیناً فانی اور اس کی نعمتیں عارضی ہیں۔ البتہ ہمیشہ کا گھر یقیناً آخرت ہی ہے، وہاں کی نعمتیں بھی جاودانی اور سزا بھی ابدی ہے۔ فرمایا:

﴿لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ﴾ (حم السجدة : ۲۸)

"اسی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا گھر ہوگا۔"

دارالخلد کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور اس میں کمی نہ ہوگی۔ فرمایا:

﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ۝﴾ (ھود : ۱۰۸)

"ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔"

اور پھر فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ۝﴾ (ص : ۵۴)

"یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا﴾ (الرعد : ۳۵)

"اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ لازوال۔"

اور اہلِ جنت کو یہ نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ میسر رہیں گی اور وہ کبھی ان سے محروم نہ ہوں گے۔ فرمایا:

﴿وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝﴾ (الحجر : ۴۸)

"اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔"

۴۔ "دار المقامہ": ابدی سکونت کا مقام۔ یہاں کی زندگی ہمیشہ کی ہو گی اور پرسکون ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۝ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ﴾ (فاطر : ۳۴ - ۳۵)

"اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا' یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے' جس نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی قیام کی جگہ ٹھہرا دیا' اب یہاں ہمیں کوئی مشقت پیش نہیں آئے گی۔"

۵۔ "جنۃ الماویٰ": یعنی ایسی جنت جہاں ٹھکانہ مل سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۝﴾ (النجم : ۱۵)

"جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔"

یہ جنتیوں کی مہمانی کا پہلا مقام یعنی ریسٹ ہاؤس ہے۔

۶۔ "جنات عدن": یعنی ایسی جنتیں جہاں کی رہائش ہمیشہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ﴾ (الصف : ۱۲)

"اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر (تمہیں عطا فرمائے گا۔)"

۷۔ "دار الحیوان": ایسی زندہ رہنے کی جگہ جہاں موت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝﴾ (العنکبوت: ۶۴)

"اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے کاش یہ لوگ جانتے۔"

۸۔ "الفردوس": یہ جنتوں میں اعلیٰ ترین مقام ہے جس کے باغات انگوروں کی بیلوں کے درمیان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝﴾ (الکہف: ۱۰۷)

"البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کی میزبانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔"

۹۔ "جنّاتُ النّعیم": ہر طرح کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال جنتیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝﴾ (لقمان: ۸)

"البتہ جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے نعمت بھری جنتیں ہیں۔"

۱۰۔ "المقام الامین": پُرامن جگہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝﴾

(الدخان: ۵۱ - ۵۲)

"خدا ترس لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے' باغوں اور چشموں میں۔"

۱۱۔ "مقعد صِدق": اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾
(القمر: ۵۴ - ۵۵)

"نافرمانی سے پرہیز کرنے والے یقیناً باغوں اور نہروں میں ہوں گے' سچی عزت کی جگہ۔"

(۲) جنت کی وسعت اور کشادگی

صحیح بات تو یہ ہے کہ عالمِ آخرت کے صحیح اور پوری تفصیل کے ساتھ مکمل حالات کا ادراک ہمارے بس میں ہی نہیں۔ عقلِ انسانی بڑی محدود اور وہ عالم ہر اعتبار سے لامحدود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں' نبیوں' صدیقوں' متقیوں اور نیکو کار لوگوں کو نوازنے کے لئے کتنی بڑی جنت کا اہتمام کیا ہے اس کا کامل تصور تو ہمارے ذہن میں نہیں آ سکتا' البتہ عقلِ انسانی میں سب سے بڑی اور وسیع کائنات کا جو تصور ازل سے آج تک موجود ہے وہ ہے زمین و آسمان کی کشادگی اور وسعت کا تصور' اس سے بڑی چیز انسانی فہم میں سما ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی وسعت اور کشادگی صرف ایک آسمان کو نہیں بلکہ تمام آسمانوں اور زمین کو قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝﴾

(آل عمران: ۱۳۳)

"دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی

ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ خدا ترس لوگوں کے
لئے مہیا کی گئی ہے۔"

اس میں بھی صرف ایک جنت کی وسعت بیان ہوئی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ "جنّات" یعنی بہت ساری جنتوں کا وعدہ کرتا ہے اور ہر ہر جنت دوسری جنت سے مرتبے اور مقام میں بیش از بیش فرق والی ہے۔ چنانچہ تمام جنتوں کی وسعت کا تصور تو کیا جا سکتا ہے عالمِ حاضر میں مثال نہیں دی جا سکتی۔

(۳) جنّت کے مرتبے

جنت کے اپنے مختلف درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر مقام اور حیثیت کا فرق ہے جیسے زمین اور آسمان کا فرق۔ ان درجات میں سے سو درجے تو صرف مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے مخصوص ہیں' دوسرے درجات دیگر اہل ایمان اور اہل علم کے لئے ہوں گے۔ مجاہدین کی فضیلت اور مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے:

﴿ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○﴾ (النساء : ۹۵)

"اللہ تعالیٰ نے بیٹھنے والوں کی بہ نسبت جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے۔ اگرچہ ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے' مگر اس کے ہاں مجاہدین کی خدمات کا معاوضہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں' مغفرت اور رحمت

ہے۔ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔"

مجاہدین کے درجات کی تفصیل اور وضاحت تو حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ہو جاتی ہے:

((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ بِرَسُولِهِ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِي اَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ، فَاِنَّهُ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ)) اَرَاهُ قَالَ: ((وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ)) (۱)

"جو آدمی اللہ اور رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یا اپنے اس علاقے میں ٹھہرا رہا جہاں پیدا ہوا"۔ صحابہ کرام نے اجازت چاہی: "کیا لوگوں کو ہم یہ خوشخبری نہ سنا دیں؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جنت میں جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف حضرات کے لئے سو درجے بنائے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جیسے زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ، جب تم اللہ سے جنت کی دعا کرو تو جنت الفردوس ہی مانگا کرو۔ جنت کا درمیانی حصہ اور اور اعلیٰ

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدین فی سبیل الله، حدیث ۲۷۹۰

حصہ فردوس پر مشتمل ہے"۔ "اللہ تعالیٰ کا عرش جنت الفردوس کے اوپر ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔"

اگر صرف مجاہدین کے لئے سو درجے مخصوص ہیں تو ساری جنت کے کتنے درجات ہوں گے' اس کا اندازہ آپ ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا :

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ : اِقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا' فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا)) (۲)

"حافظِ قرآن سے کہا جائے گا : قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا۔ اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر' جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتا تھا۔ اور تیرا مقام آخری آیت کے ختم ہونے پر ہو گا۔"

امام ابن القیمؒ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث واضح طور پر بتلا رہی ہے کہ جنت کے درجات سو سے کہیں زیادہ ہیں۔" (۳)

(۴) جنت کے مراتب میں فرق و تفاوت

بلاشبہ جنت میں اعلیٰ ترین مقام کا نام "الوسیلہ" ہے جو کہ سید الاولین والآخرین' امام المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا کے لئے مخصوص ہے' جس کی تفصیل آپ ﷺ نے یوں بیان فرمائی :

---

(۲) مسند امام احمد' ج ۲' ص ۱۹۲۔ علامہ ناصر الدین الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر' حدیث ۸۱۲۲۔ نیز استاذ احمد محمد شاکر نے بھی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ)) (۴)

"جب تم مؤذن کو سنو تو جیسا وہ کہے ویسا تم کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ پھر میرے لئے مقام "الوسیلہ" طلب کرو، یہ جنت میں ایک عظیم مرتبے کا نام ہے، اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ وہاں پہنچ سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہو سکتا ہوں۔ جو شخص میرے لئے مقام الوسیلہ طلب کرے گا اس کو میری شفاعت نصیب ہو گی"۔

اسی مقام الوسیلہ کے بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

((اَلْوَسِيلَةُ دَرَجَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَيْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ، فَسَلُوا اللّٰهَ أَنْ يُؤْتِيَنِي الْوَسِيلَةَ)) (۵)

"الوسیلہ اللہ تعالی کے ہاں ایک خصوصی مقام کا نام ہے، اس کے اوپر کوئی مقام نہیں، اللہ تعالی سے دعا کرو وہ مجھے یہ مقام عنایت فرما دے"۔

---

(۴) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، حدیث ۳۸۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب ما یقول اذا سمع المؤذن، حدیث ۵۲۳۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳۶۱۴

(۵) مسند امام احمد، ج ۳، ص ۸۳۔ استاذ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر، حدیث ۷۱۵۱

اس خصوصی مقام کے علاوہ بھی جنت کے مراتب میں نمایاں فرق و تفاوت ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ)) (۶)

"عام اہلِ جنت اپنے اوپر والے اہلِ غرف کو (عالی مقام پر فائز جنتیوں کو) بڑی محنت اور تکلّف سے دیکھ سکیں گے' جیسا کہ تم مشرق یا مغرب کے کنارے روشنی چھا جانے کے بعد چمکدار ستارے کو بمشکل دیکھ پاتے ہو۔ ان دونوں گروہوں کے درجات میں اس قدر فاصلہ ہو گا۔"

اس کے علاوہ عام جنت بھی یکساں مقام و مرتبے کی نہیں ہو گی بلکہ جنت کے ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ' بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ............)) (۷)

"جنت کے اندر سو مرتبے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے

---

(۶) صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة' حدیث ۳۰۸۳۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها' باب تراءی اهل الجنة اهل الغرف' حدیث ۲۸۳۱

(۷) صحیح البخاری' کتاب الجهاد' باب درجات المجاهدین فی سبیل الله' حدیث ۲۶۳۷۔۔ اسی معنی کی ایک حدیث سنن الترمذی کتاب صفة الجنة باب ماجاء فی صفة درجات الجنة' حدیث ۲۵۳۰ میں مذکور ہے۔ وہاں مجاہدین فی سبیل اللہ کی بجائے پابندِ فرائض اہل ایمان کا تذکرہ ہے۔

والوں کے لئے مخصوص کیا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسے زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔"

(۵) جنت کے دروازے

جنت کے کل آٹھ دروازے ہیں' جب اہل جنت وہاں پہنچیں گے تو انہیں کھلا پائیں گے اور جنت کے منتظمین فرشتے انہیں سلامی دیں گے اور مرحبا و خوش آمدید کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝﴾ (الزمر : ۷۳)

"جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے رہے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس (جنت) کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ: سلام ہو تم پر' بہت اچھے رہے' داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لئے۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝﴾ (ص : ۴۹ - ۵۱)

"یہ ایک ذکر تھا (اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لئے یقیناً بہترین ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے' ان میں وہ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے' خوب خوب فواکہ (خوش ذائقہ اور خوش رنگ

پھل) اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔"

جنت کے ان دروازوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ)) فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ : "بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟" قَالَ : ((نَعَمْ، وَاَرْجُو اَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)) (۸)

"جس کسی نے اللہ کی رضا کی خاطر دو قسم کے نیک کاموں کی پابندی کی اسے جنت کے ہر دروازے سے دعوت ملے گی (ہر دروازے کا منتظم کہے گا) اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والے کو "باب الصلاۃ" سے دعوت ملے گی۔ مجاہدین کو "باب الجہاد" سے پکار آئے گی۔ روزے داروں کو "باب الریان" سے آوازہ آئے گا اور صدقہ کرنے والوں کو "باب الصدقہ" سے بلایا جائے گا۔" حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا : "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، جسے ان تمام دروازوں سے

---

(۸) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث ۱۷۹۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب من جمع الصدقۃ واعمال البر، حدیث ۱۰۲۷

دعوتِ داخلہ ملے پھر اسے تو کوئی ڈر خوف نہیں ہو گا۔ اور کیا کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہے جسے ان تمام دروازوں سے دعوتِ داخلہ ملے؟"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں مجھے یقین ہے کہ تمہارا شمار ایسے ہی خوش نصیبوں میں ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

"مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوگی جن کا جنت کے ہر دروازے سے استقبال ہوگا اور اس حدیث میں اس بات کا بھی اشارہ موجود ہے کہ ایسے نیک کاموں سے مراد نفلی کام ہیں نہ کہ فرائض اور واجبات' کیونکہ بہت سارے لوگ تمام فرائض کی پابندی کرتے ہیں البتہ نفل عبادات بہت کم لوگ جمع کرپاتے ہیں۔ جو لوگ متعدد قسم کے نیک کام جمع کرلیں گے انہیں جنت کے تمام دروازوں سے عزت واحترام کی خاطر بلایا جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ داخلہ تو کسی ایک دروازے سے ہی ہوگا۔ شاید داخلہ عملاً اسی دروازے سے ہو گا جو نیکی کرنے والے کو زیادہ محبوب ہو۔" (۹)

جنت کے ان تمام دروازوں سے ہر صاحب ایمان گزر سکتا ہے بشرطیکہ وہ ایسے نیک وصالح کاموں کا اہتمام کرتا رہے جن کی بدولت وہ ان دروازوں سے گزرنے کا مستحق بن سکتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ))

---

(۹) فتح الباری' ج ۷' ص ۳۵' طبع الریان' القاهره' مصر

"تم میں سے جو کوئی وضو کرے' پھر اچھی طرح بنا سنوار کر وضو کرے' اس کے بعد کلمۂ شہادت پڑھے : " اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ " اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔" (۱۰)

(۶) ہر دروازے کی چوڑائی

ہر دانا و حکیم حسبِ ضرورت اور مناسبِ حال چیز مہیا کرتا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی جنت کی وسعت کی مناسبت اور اہلِ جنت کی ضرورت کے مطابق دروازوں کی چوڑان رکھی ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرمایا :

((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیعِ الْجَنَّۃِ کَمَا بَیْنَ مَکَّۃَ وَھَجَرَ)) (۱۱)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ جنت کے دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر فاصلہ مکہ اور ہجر کے درمیان ہے۔"

واضح رہے کہ مکہ مکرمہ اور مقام ہجر کے درمیان ایک ہزار ایک سو ساٹھ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱۰) صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ' باب الذکر المستحب عقب الوضوء' حدیث ۲۳۴۔ سنن الترمذی' کتاب الطھارۃ' باب ما یقال بعد الوضوء

(۱۱) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ' حدیث ۱۹۴۔ سنن الترمذی' کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع' باب ماجاء فی الشفاعۃ' حدیث ۲۴۳۴

((إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى))(۱۲)

"(جنت کے) دروازے کے دونوں کناروں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جیسے مکہ مکرمہ اور بُصریٰ کے درمیان فاصلہ ہے۔"

مکہ اور بُصریٰ کے درمیان ایک ہزار دو سو پچاس کلومیٹر کا سفر ہے۔ ان دو صحیح ترین حدیثوں کی روشنی میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کم از کم ایک دروزاے کی چوڑان ایک ہزار کلومیٹر ہوگی۔ واللہ اعلم

(۷) جنت کے ہر دو دروازوں کا درمیانی فاصلہ

جنت کے ہر دو دروازوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہو گا کہ سوار آدمی اپنی سواری پر ستر سال تک سفر کرتا رہے گا تو دوسرا دروازہ آئے گا۔ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یوں دریافت کیا:

قُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا الْجَنَّةُ وَالنَّارُ؟" قَالَ: ((لَعَمْرُ إِلٰهِكَ إِنَّ لِلنَّارِ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ، مَا مِنْهُنَّ بَابَانِ إِلَّا يَسِيرُ الرَّاكِبُ بَيْنَهُمَا سَبْعِينَ عَامًا، وَإِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ، مَا مِنْهُنَّ بَابَانِ إِلَّا يَسِيرُ الرَّاكِبُ بَيْنَهُمَا سَبْعِينَ عَامًا)) (۱۳)

---

(۱۲) صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ۲۰۳، ذرية من حملنا، حديث ۴۴۳۵۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها، حديث ۱۹۴

(۱۳) المعجم الكبير للطبراني ۱۹/ ۲۱۳ حديث ۴۷۷۔ مسند احمد ج ۴، ص ۱۳۔ مجمع الزوائد للهيثمي، ج ۱۰، ص ۳۲۸، باب جامع في البعث۔

میں نے عرض کیا : "یارسول اللہ! جنت اور دوزخ کیسے ہوں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا : "قسم بخدا! جہنم کے سات دروازے ہوں گے' ہر دو دروازوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہو گا کہ سواری پر آدمی ستر سال تک سفر کرتا رہے گا' اسی طرح جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دو دروازوں کے درمیان انسان سواری پر ستر سال تک سفر کرتا رہے گا۔"

(۸) جنت کے چشمے

اللہ تعالیٰ نے جہاں جنت کی دیگر نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں نمایاں ترین نعمت ابلتے ہوئے چشموں کا تذکرہ بھی ضرور کیا ہے۔ فرمایا :

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ﴾ (الذاریات : ۱۵)

"البتہ متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔"

اور اِن چشموں کی اضافی خوبی یہ ہو گی کہ اہل جنت کی مرضی کے مطابق حسب خواہش اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ابلنے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ○ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ○﴾ (الدھر : ۵ - ۶)

"نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ یہ ایک بہتا چشمہ ہو گا جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے شراب پئیں گے اور جہاں چاہیں گے باسہولت اس کی شاخیں نکال لیں گے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ﴿يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا﴾ کی تفسیر حضرت مجاہد اور حضرت الثوری رحمہما اللہ کے اقوال کی روشنی میں یوں بیان کی ہے :

"اہلِ جنت جب چاہیں گے اور جہاں چاہیں گے ان چشموں کو آگے پیچھے اپنے محلات میں 'گھروں میں 'محفلوں میں یا پڑاؤ کی جگہ پر جالو کرلیں گے۔" (۱۴)

اور یہ چشمے بلندی سے نیچے بہتے ہوئے آئیں گے تو پھر کیا خوب نظارہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ○ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ○ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ○ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ○ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ○ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ○ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ○﴾ (المطففین : ۲۲-۲۸)

"بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے۔ اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔ ان کو نفیس ترین سربند شراب پلائی جائے گی' جس پر مشک کی مہر لگی ہو گی۔ جو لوگ دوسروں سے بازی لے جانا چاہتے ہیں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں دوسروں سے بازی لے جانے کی کوشش کریں۔ اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس کے پانی کے ساتھ مقرب لوگ شراب پئیں گے۔"

اور یہ چشمے بڑے جوش کے ساتھ بلند ہو کر ابل رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴾ (الرحمٰن : ۶۶)

"دونوں باغوں میں دو چشمے فواروں کی طرح ابلتے ہوئے۔"

﴿ عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴾ کی تفسیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

---

(۱۴) ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر' تفسیر سورۃ الدہر' آیت ۵-۶

"وہ دونوں چشمے عنبر و کستوری کی خوشبو کے ساتھ اہلِ جنت کے گھروں پر اس طرح برسیں گے جس طرح اہل دنیا کے گھروں پر بارش برستی ہے۔" (۱۵)

(۹) جنت کی نہریں

"جنت یا جنات" یعنی باغ یا باغات کے ساتھ نہر کا تصور فطری و قدرتی عمل ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پچاس سے زیادہ مرتبہ "اَنْھَار" یعنی نہروں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور جنت کی نہریں اعلیٰ ترین جنت یعنی فردوس سے جاری ہوں گی' جیساکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :

((فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ' فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ' وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ' وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)) (۱۶)

"چنانچہ تم جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو فردوس کی درخواست کرو' وہ سب سے بہترین جنت ہے اور سب سے اعلیٰ جنت ہے' اسکے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور جنت کی تمام نہریں بھی وہیں سے جاری ہوتی ہیں۔"

اور ہاں جنت کی نہروں میں صرف پانی ہی نہیں بہے گا بلکہ دودھ' شراب اور شہد بھی رواں دواں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ' فِيهَا أَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ' وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ' وَ أَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ' وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ

---

(۱۵) ملاحظہ ہو حادی الارواح لابن القیم الجوزیۃ' ص ۲۳۷

(۱۶) صحیح البخاری' کتاب الجہاد' باب درجات المجاہدین' حدیث ۲۶۳۷

مُّصَفًّى ۚ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ (محمد : ۱۵)

"پرہیز گار لوگوں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے (صاف شفاف اور بدبو سے پاک) پانی کی' نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا' نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہو گی' نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی' اس میں ان کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔"

مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں حضرت امام ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ تعالی یوں رقم طراز ہیں :

"اللہ تعالی نے چار نعمتوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور دنیا میں یہ چیزیں جن خرابیوں کا شکار ہو جایا کرتی ہیں ان کی نفی بھی فرما دی۔ چنانچہ پانی کی کمزوری یہ ہے کہ زیادہ دیر پڑا رہنے کی وجہ سے بدبو دار اور بدمزہ ہو جاتا ہے' دودھ کی بیماری یہ ہے کہ اس کا ذائقہ کھٹا ہو جاتا ہے اور وہ پھٹ جاتا ہے' شراب کی خرابی یہ ہے کہ وہ بدمزہ اور کسیلی و کڑوی ہوتی ہے' اور شہد کا نقص یہ ہے کہ وہ صاف شفاف نہیں ہوتا۔" (۱۷)

ان نعمتوں میں خرابی پیدا نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کسی خارجی چیز کی آمیزش نہ ہو گی بلکہ ہر چیز خالص اور ستھری ہو گی۔ علاوہ ازیں یہ نعمتیں اللہ تعالی کے ہاں سمندروں کی شکل میں موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْمَاءِ' ثُمَّ تُشَقَّقُ الْاَنْهَارُ بَعْدُ))

---

(۱۷) حادی الارواح الی بلاد الافراح' ص ۲۳۷

"بلاشبہ جنت میں شہد کا سمندر ہے' شراب کا سمندر ہے' دودھ کا سمندر ہے اور پانی کا سمندر ہے۔ پھر ان میں سے نہریں نکالی جاتی ہیں۔" (۱۸)

(۱۰) جنت کی مٹی

جنت کی مٹی تو پھر جنت کی مٹی ہے' کوئی قادر الکلام بھی اس کی کیا صفت بیان کرے گا' ہاں البتہ جوامع الکلم سے متصف ہستی آنحضرت ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا :

((..... ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُوءِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ)) (۱۹)

"پھر میں جنت میں لایا گیا' کیا دیکھتا ہوں اس میں ہار موتی کے تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔"

دوسری حدیث میں ہے :

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِابْنِ صَائِدٍ : ((مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ؟)) فَقَالَ : "دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ" قَالَ : ((صَدَقْتَ)) (۲۰)

---

(۱۸) مسند امام احمد' ج ۵' ص ۵۔ سنن الترمذی کتاب صفة الجنة باب ماجاء فی صفة انهار الجنة' حدیث ۲۵۷۱۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ سنن الدارمی' ج ۲' ص ۳۳۷۔ استاذ الالبانی نے بھی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۲۱۲۲

(۱۹) صحیح البخاری' کتاب الصلاة' باب کیف فرضت الصلاة فی الاسراء' حدیث ۳۴۲۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب الاسراء برسول الله ﷺ حدیث ۱۶۳

(۲۰) صحیح مسلم' حدیث ۲۹۲۸' کتاب الفتن واشراط الساعة' باب ذکر ابن صیاد

رسول اللہ ﷺ نے ابنِ صائد سے پوچھا: "جنت کی مٹی کیسی ہے؟"
اس نے کہا: "گداز' سفید اور کستوری جیسی"۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے سچ کہا۔"

بعض دوسری حدیثوں میں جنت کی مٹی کو زعفران جیسی بھی کہا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ حَدِّثْنَا عَنِ الْجَنَّةِ مَابِنَاءُ هَا؟ قَالَ: ((لِبْنَةٌ ذَهَبٍ وَلِبْنَةٌ فِضَّةٍ وَمَلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفِرُ وَ حَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ وَتُرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ........)) (۲۱)

ہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ ہمیں جنت کے بارے میں کچھ بتائیں وہ کیسی ہوگی؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہوگی' اس کا گارا کستوری کی خوشبو والا' اس کے کنکر موتی اور یاقوت کے' اور اس کی مٹی زعفران جیسی ہوگی۔"

بخاری و مسلم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کی مٹی کستوری جیسی ہوگی جبکہ مسند امام احمد کی اِس روایت سے معلوم ہوا ہے کہ جنت کی مٹی زعفران جیسی ہوگی۔ درحقیقت یہ اختلاف نہیں بلکہ تنوع ہے' جس کی تفصیل یوں ہے:

ا: کہ کچھ مٹی زعفران جیسی اور کچھ کستوری جیسی ہو۔

ب: بالعموم مٹی زعفران جیسی ہو لیکن جب پانی میں گندھ جائے تو کستوری جیسی ہو جائے۔

ج: رنگ زعفران کا ہو کیونکہ زعفرانی رنگ منظر خیز ہوتا ہے اور خوشبو کستوری کی

---

(۲۱) مسند امام احمد حدیث ۸۰۳۰۔ استاذ احمد محمد شاکر نے مفصل بحث کے بعد حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ہو کیونکہ کستوری سے بہتر کوئی خوشبو انسان کی معلومات میں نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱۱) جنت کے درخت

دنیا میں موجود اکثر درختوں کے ہم نام درخت جنت میں موجود ہوں گے' البتہ ان کی جڑیں' ان کے تنے' ان کی شاخیں' ان کے پتے ان کے پھل اور پھول ہر اعتبار سے دنیوی درختوں سے اعلیٰ و اشرف اور ممتاز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۝ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝﴾ (الواقعہ : ۲۷-۳۳)

"اور دائیں بازو والے اور دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا۔ وہ بے خار بیریوں اور تہ در تہ چڑھے ہوئے کیلوں اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں اور ہر دم رواں دواں پانی اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں میں ہوں گے۔"

اور جنت کے درختوں کی چھاؤں "ظِلٍّ ممدود" کا عملی نمونہ ہوگی۔ آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا)) (۲۲)

---

(۲۲) صحیح البخاری' کتاب الرقاق' باب صفة الجنة والنار' حدیث ۶۱۸۶۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعیمها' باب ان فی الجنة..... حدیث ۲۸۲۸-۲۸۲۷

"جنت میں ایک ایک درخت ایسا ہے کہ سوار اپنی سواری پر سو سال تک اس کی چھاؤں میں چلتا رہے اسے عبور نہیں کر سکے گا۔"

علاوہ ازیں جنت کے درختوں کی یہ خوبی ہو گی کہ ان کے تنے سونے کے ہوں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ)) (۲۳)

"جنت کے ہر درخت کا تنا سونے کا ہو گا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جنت کی کھجور کا تنا سبز زمرد کا ہو گا' اس کی ٹہنیاں سرخ سونے کی' اس کی چھال اہل جنت کا لباس بنے گی' اسی سے ان کے مختصر لباس (بنیان' کچھا' تولیہ وغیرہ) اور زیور بنیں گے' اس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں کی مانند ہو گا' جو دودھ سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ ملائم ہو گا۔ اس میں گٹھلی نہ ہو گی)۔ (۲۴)

آیت کی تفسیر میں الفاظ اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہیں لیکن ذرا غور سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے یہ بات آپ ﷺ سے سنی لیکن آپؐ کا نام لئے بغیر بیان کر دی' کیونکہ ایسی بات جس کا تعلق حالاتِ آخرت سے ہو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے تو کہہ نہیں سکتے۔

---

(۲۳) سنن الترمذی' کتاب صفة الجنة' باب ما جاء فی شجرة الجنة' حدیث ۲۵۲۵۔ صحیح ابن حبان بحوالہ الاحسان حدیث ۷۴۱۰۔ استاذ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۵۶۴۷

(۲۴) المستدرک للحاکم' ج ۲' ص ۴۷۵' کتاب التفسیر باب اوصاف نخیل الجنة۔ امام حاکم اور امام حافظ الذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۴) جنت کا خیمہ

جنت نام ہی ایسی عظیم جگہ کا ہے جس کی مثل و مثال یا مشابہ چیز دنیا میں دستیاب نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا صحیح اور کامل تصور بھی انسان کی محدود عقل میں نہیں سما سکتا' اسی لئے ایمان سے محروم عقل پرست جنت اور اس کی نعمتوں کو خیالی بلکہ وہمی خیال کرتے ہیں' حالانکہ الصادق المصدوق ذات نے جن چیزوں کی اطلاع دی ہو اور پھر صحیح ذرائع سے نقل ہو کر ہم تک پہنچ چکی ہوں رسالت پر ایمان لانے کے بعد انہیں رد کرنے یا ان میں شک کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ جنت کی نعمتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث ان تفصیلات کو بیان کرتی ہیں۔

عَنْ اَبِی مُوسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ' طُولُهَا سِتُّونَ مِیلًا' لِلْمُؤْمِنِ فِیهَا اَهْلُونَ یَطُوفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ' فَلَا یَرَی بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) (۲۵)

"حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"

"مومن کے لئے جنت میں ایک خیمہ ایسا ہو گا جو ہیرے کو اندر سے کھرچ کر بنایا گیا ہو گا۔ اس کی لمبائی ساٹھ میل ہو گی۔ اس خیمے میں مومن کی متعدد بیویاں ہوں گی' وہ ہر ایک کے پاس جائے گا لیکن اس کے اہلِ خانہ آپس میں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گے۔"

---

(۲۵) صحیح البخاری' تفسیر سورة الواقعة' باب ۳۵۶' حدیث ۴۵۹۸۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعیمها' باب فی صفة خیام الجنة' حدیث ۲۸۳۸

(۱۴) جنت کی عمارتیں اور محلات

اللہ تعالیٰ نے جنت کی رہائش گاہوں کو "غُرَف"، "مساکن طیّبہ" اور "بیتُ الحمد" کے حسین و جمیل ناموں سے یاد کیا ہے۔ فرمایا:

﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝﴾ (الزمر: ۲۰)

"البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈر کر رہے' ان کے لئے بلند آراستہ و پیراستہ عمارتیں ہیں' منزل پر منزل بنی ہوئی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

مزید فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا ......﴾
(الفرقان: ۷۵)

"یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے صبر کی بدولت اونچے مقام کی رہائش گاہ پر ہوں گے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

﴿فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝﴾ (سبا: ۳۷)

"یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے عمل کی دہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔"

اہلِ جنت کی رہائش گاہوں کو "مساکنِ طیبہ" کا لقب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

﴿تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍ﴾

(الصف : ۱۲)

"اللہ تمہارے گناہ معاف کردے گا' اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔"

فرعون کی بیوی کی التجا ان الفاظ میں بیان فرمائی:

﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ (التحریم : ۱۱)

"اے میرے رب میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنادے۔"

جنت کے غُرف کیسے نفیس اور شفاف ہوں گے اس کی تفصیل حضور اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا)) (۲۶)

"جنت کی بلند و بالا رہائش گاہیں ایسی ہوں گی کہ اندر سے باہر نظر آئے گا اور باہر سے اندر نظر آئے گا۔"

ہاں البتہ یہ اہلِ غرف یعنی "بلند و بالا عمارتوں والے" عام اہل جنت سے بہت ہی زیادہ اونچے اور عالیشان مقام پر ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ))

---

(۲۶) مسند امام احمد' ج ۲' ص ۱۷۳۔۔ استاذ احمد محمد شاکر نے حدیث کو صحیح کہا ہے' حدیث ۶۶۱۵۔ سنن الترمذی' کتاب البر والصلۃ' باب ما جاء فی قول المعروف' حدیث ۱۹۸۴

"عام اہلِ جنت بلند عمارتوں والوں کو اپنے اوپر دور سے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم بہت دور ڈوبنے والے ستارے کو مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہو۔" (۲۷)

گویا کہ ان دونوں کے درمیان مقام و مرتبے کا اس قدر فرق ہو گا۔

جنت میں ایک مقام کا نام "بیت الحمد" ہے۔ جس انسان کا بچہ فوت ہو جائے اور وہ صبرو شکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے "اِنا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر قضاء الٰہی پر راضی رہے یہ مقام اسے نصیب ہو گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ' فَيَقُولُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ : نَعَمْ' فَيَقُولُ : مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ : حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ' فَيَقُولُ اللّٰهُ : اِبْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)) (۲۸)

"جب کسی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں : تم نے میرے بندے کا بچہ لے لیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں : ہاں! اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں : تم نے اس کے دل کا ٹکڑا چھین لیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں : ہاں! اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں : میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں : اس نے آپ کا شکر ادا کیا اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيهِ

---

(۲۷) صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة' حدیث ۳۰۸۳

(۲۸) مسند امام احمد' ج ۴' ص ۴۱۵۔ سنن الترمذی' کتاب الجنائز' باب المصیبة اذا احتسب' حدیث ۱۰۲۱۔ امام ترمذی اور علامہ الالبانی نے حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلة الاحادیث الصحیحة' حدیث ۱۴۰۸

رَاجِعُون" پڑھا۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں: میرے بندے کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرو اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھ دو۔"

(۱۴) جنت کے بازار

جنت میں اللہ تعالیٰ نے مرغوباتِ نفس کی ہر شکل کسی نہ کسی صورت میں مہیا کی ہے، حتیٰ کہ بازار بھی ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَسُوقًا یَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِیحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُو فِی وُجُوهِهِمْ وَثِیَابِهِمْ فَیَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَیَرْجِعُونَ اِلٰی اَهْلِیهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَیَقُولُ لَهُمْ اَهْلُوهُمْ: "وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا" فَیَقُولُونَ: "وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا")) (۲۹)

"جنت کے اندر ایک بازار ہے، اہلِ جنت ہر جمعہ وہاں تشریف لے جائیں گے۔ وہاں شمالی ہوا چلے گی جس کی وجہ سے ان کے چہرے اور کپڑے گرد آلود ہو جائیں گے۔ نتیجۃً بازار میں آنے والوں کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا۔ اس اضافی خوبصورتی کے بعد جب وہ لوگ اپنے اہلِ خانہ کے پاس پہنچیں گے تو گھر والے کہیں گے: "یہاں سے جانے کے بعد تو تمہاری خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور یہ لوگ اپنے اہل خانہ سے مخاطب ہو کر کہیں گے: "قسم بخدا ہماری عدم موجودگی میں تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔"

(۲۹) صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها، باب فی سوق الجنة، حدیث ۲۸۳۳۔ مسند امام احمد، ج ۳، ص ۲۸۴

(۱۵) جنت کے پھل

دنیا بھر میں ہر جگہ نئے نئے پھل پائے جاتے ہیں۔ کچھ پھل اگر ایک علاقے میں معروف ہیں تو دوسرے علاقے والے شاید انہیں جانتے بھی نہ ہوں۔ البتہ جنت میں یہ تمام کے تمام پھل دستیاب ہوں گے۔ اہل جنت کو جو پھل عنایت ہوں گے وہ نام اور شکل کی حد تک تو دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے' البتہ ان کی خوشبو' ان کا مزہ اور ان کی خوشنمائی دنیا میں موجود پھلوں سے ہزارہا درجہ افضل و اعلیٰ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا﴾ (البقرہ : ۲۵)

"اور (اے پیغمبر) جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور (اس کے مطابق) اپنے عمل درست کرلیں انہیں خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغوں کے پھل صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے۔ جب کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیئے جاتے تھے۔"

امام ابن جریر الطبری ؒ نے ج ۱ ' ص ۱۷۱۔ ۱۷۲ پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مفسرین کی یہی رائے تحریر کی ہے کہ ﴿هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ سے مراد دنیوی پھل ہیں۔" البتہ دنیا کے پھل جس طرح موسموں کے ساتھ مخصوص ہیں جنت کے پھل اس قید سے آزاد ہوں گے' چنانچہ وہ ہر وقت دستیاب ہوں گے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ پھل ہمہ قسم کے اور وافر مقدار میں ہوں گے۔ فرمایا:

﴿ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝﴾

(صٓ : ۵۰ - ۵۱)

"ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے' خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔"

اور فرمایا:

﴿ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝﴾

(الدخان : ۵۵)

"وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کے لذیذ پھل طلب کریں گے۔"

اور جنت کے پھل سدا بہار ہوں گے اور کسی کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝﴾

(الواقعہ : ۳۲-۳۳)

"اور (اہلِ جنت) کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں میں ہوں گے۔"

اور یہ پھل خوشوں اور گچھوں کی شکل میں قریب قریب ہی ہوں گے۔ انہیں حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی تکلیف یا زحمت نہ اٹھانی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝﴾ (الحاقہ : ۲۱ - ۲۳)

"وہ دل پسند عیش میں ہو گا' عالی مقام جنت میں جس کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔"

مزید فرمایا:

﴿وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا﴾

(الدھر : ۱۳ - ۱۴)

"اور جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے۔"

اور یہ پھل ہمہ قسم کے ہوں گے' خواہ ان کا نام و تذکرہ قرآن کریم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ میں آیا ہو یا نہ آیا ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾ (محمد : ۱۵)

"اس میں ان کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں گے۔"

اس تنوع اور کثرت کے ساتھ ساتھ شاہی انتظام اس شکل میں ہو گا کہ جس شاخ سے پھل توڑا گیا فوراً وہاں دوسرا پھل نمودار ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا نَزَعَ ثَمَرَةً مِنَ الْجَنَّةِ عَادَتْ مَكَانَهَا أُخْرٰى)) (۳۰)

"جنت میں آدمی جب کوئی پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ دوسرا پھل آجائے گا۔"

(۲) جنت کی خوشبو

جب جنت کی ہر شے باکمال اور لاجواب بلکہ بے مثال ہے تو پھر خوشبو بھی بے نظیر و بے مثل ہوگی۔ البتہ ہر آدمی اس خوشبو کو ایک ہی انداز سے محسوس نہیں کر سکے

(۳۰) المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۴۴۹ و مسند البزار ۳۵۳۰۔ مجمع الزوائد' ج ۱۰' ص ۴۱۴۔ امام الہیثمی نے بزار کی سند کو قابل اطمینان قرار دیا ہے۔

گا' بلکہ اپنے اعمالِ حسنہ اور درجاتِ رفیعہ کے اعتبار سے جنت کی خوشبو سے لطف اندوز ہوگا۔ کسی کو یہ خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہو جائے گی اور کسی دوسرے کو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہونے لگے گی۔ اور کچھ بعید نہیں کہ بعض حضرات کو یہ خوشبو سو سال' یا پانچ سو سال یا ہزار سال کی مسافت سے آنے لگے۔ احادیثِ رسول ﷺ کا اگر ذرا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ حضرات اس شان کے ہوتے ہیں کہ انہیں اس دنیا میں ہی جنت کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ ہم نے یہ تمام باتیں مندرجہ ذیل احادیث سے اخذ کی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِن مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)) (۳۱)

"جس کسی نے کسی ذمّی کو (بلا قصور) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے۔"

نیز فرمایا:

((أَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللّٰهِ' فَلَا يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ' وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِن مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)) (۳۲)

"سن لو! جس نے ایسے انسان کو قتل کیا جو معاہدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذمہ

---

(۳۱) صحيح البخاری' كتاب الجزية' باب اثم من قتل معاهدا بغير جرم' حديث ۲۹۹۵

(۳۲) سنن الترمذی' كتاب الديات' باب ما جاء فی فيمن يقتل نفسا معاهده ۱۱' حديث ۱۴۰۳۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اسی معنی کی ایک حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں ذکر کی ہے' ملاحظہ ہو ج ۵' ص ۳۷۴

داری اور اللہ کے رسول کی ذمہ داری میں تھا تو اس نے اللہ کی ذمہ داری و ضمانت کو توڑ دیا' چنانچہ وہ جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گا' جبکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے۔"

علاوہ ازیں المعجم الاوسط للطبرانی میں "سو سال کی مسافت" اور ایک دوسری روایت میں "پانچ سو سال کی مسافت" کا ذکر ہے۔ اسی معنی کی ایک حدیث موطا امام مالک میں بھی مذکور ہے --- نیز المعجم الصغیر للطبرانی میں "ہزار سال کی مسافت" کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ ان تمام روایات کو امام ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری ج ۱۲' ص ۲۷۱ یعنی کتاب الدیات باب اثم من قتل ذمیا بغیر جرم میں مذکور حدیث ۶۹۱۴ کی شرح میں بیان کیا ہے۔ تفصیلی بحث وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

حدیث میں مذکور مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سعید روحوں کو دنیا ہی میں جنت کی خوشبو میسر آ جاتی ہے۔

"حضرت اَنَس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ انہیں اس بات کا بہت رنج تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو پہلی دفعہ معرکہ پیش آیا اور میں پیچھے رہ گیا۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کوئی دوسرا موقعہ حضور ﷺ کے ساتھ عطا فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کارنامے انجام دیتا ہوں۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ کوئی دوسرا آدمی ایسی بات کرنے سے گھبراتا تھا۔ چنانچہ میرے چچا اُحد کے روز حضور ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کا حضرت سعد بن معاذ ﷛ سے سامنا ہوا تو انہوں نے چچا سے دریافت کیا: کدھر کی تیاری ہے؟ انہوں نے کہا: جنت کی خوشبو کی طرف جا رہا ہوں' مجھے احد کے قریب محسوس ہو رہی ہے............" (۳۳)

[حاشیہ (۳۳) اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں]

(۱۷) جنت کی ابدی ولازوال نعمتیں

دنیا میں انسان کے پاس خواہ کیسی ہی عظیم و قیمتی نعمتیں و آسائشیں ہوں اسے ہمہ وقت تین خطرے لاحق رہتے ہیں۔ (۱) یہ نعمت کہیں مجھ سے چھن نہ جائے۔ (۲) یہ نعمت تو باقی رہے لیکن میں خود نہ مرجاؤں۔ (۳) یہ نعمت بھی رہے' میں بھی زندہ رہوں' لیکن اس نعمت کے استعمال پر بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے قادر نہ رہوں —— اللہ تعالیٰ نے ان تینوں ممکنہ خطرات کی نفی کر کے یقین دہانی کرائی ہے کہ نعمت بھی باقی رہے گی' تم بھی وہیں رہو گے' اور ہمہ وقت ہر آن جس نعمت سے چاہو گے حظ اٹھا سکو گے۔ فرمایا:

﴿ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ خَالِدِیْنَ فِیْھَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ' عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍO﴾ (ھود : ۱۰۸)

"رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے تو وہ جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک زمین و آسمان قائم ہیں' اِلَّا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے' ایسی عطا جس کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا۔"

"جب تک زمین و آسمان قائم ہیں" عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جس سے مراد ہیشگی ہے۔ اس کی تفسیر دوسری آیت یوں بیان کرتی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍO جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَۃً لَّھُمُ الْاَبْوَابُO مُتَّکِئِیْنَ فِیْھَا یَدْعُوْنَ فِیْھَا

---

(۳۳) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ احد' حدیث ۳۸۲۲۔ صحیح مسلم' کتاب الامارۃ' باب ثبوت الجنۃ للشھید حدیث ۱۹۰۳

بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَّشَرَابٍ ○ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ○ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ○ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ○﴾ (ص : ۴۹-۵۴)

"متقی لوگوں کے لئے یقیناً بہترین ٹھکانا ہے' ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے' ان میں وہ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے' خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔ اور ان کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں حساب کے دن عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿أُكُلُهَا دَائِمٌ وَّظِلُّهَا﴾ (الرعد : ۳۵)

"اس کے پھل دائمی ہیں اور سایہ لازوال۔"

بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ نعمت تو موجود رہے لیکن نعمت سے سرفراز ہونے والا مرجاتا ہے یا اس قابل نہیں رہتا کہ نعمت سے لطف اندوز ہو سکے۔ اس ضمن میں ارشاد فرمایا کہ نعمت بھی رہے گی اور نعمت سے لطف اندوز ہونے میں کسی قسم کی رکاوٹ یا مجبوری بھی نہیں ہوگی۔ فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ ○ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ○ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ○﴾ (الحجر : ۴۵-۴۸)

"متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر۔ ان کے دلوں میں جو تھوڑی

کھوٹ کپٹ ہوگی اسے ہم نکال دیں گے۔ وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔ انہیں نہ وہاں کسی مشقت سے پالا پڑے گا اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔"

موت انسان کو ہمیشہ کے لئے نعمتوں سے محروم کر دیتی ہے' چنانچہ جنت میں موت کا گزر نہیں ہوگا۔ فرمایا:

﴿لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی﴾

(الدخان : ٥٦)

"وہاں موت کا مزہ وہ کبھی نہ چکھیں گے' بس دنیا میں جو موت آچکی سو آچکی۔"

مذکورہ بالا حقائق کو حضور اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرمایا :

((مَنْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ لَا یَبْأَسُ لَا تَبْلٰی ثِیَابُهُ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهُ)) (۳۴)

"جو شخص جنت میں داخل ہوگیا نعمتوں میں رہے گا' کبھی پریشان نہیں ہوگا' نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کی جوانی پر زوال آئے گا۔"

نیز فرمایا:

((یُنَادِی مُنَادٍ : اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا اَبَدًا' وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوا اَبَدًا' وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا اَبَدًا' وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا اَبَدًا......)) (۳۵)

---

(۳۴) صحیح مسلم' کتاب صفة الجنة' باب دوام نعیم اهل الجنة' حدیث ۲۸۳۶

(۳۵) حوالہ سابقہ' حدیث ۲۸۳۷

"اعلان کرنے والا با آوازِ بلند پکارے گا : اے جنت والو! اب تم مستقل صحت مند رہو گے اور کبھی بیماری نہیں آئے گی' تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور موت قریب بھی نہ پھٹکے گی' تم جواں سال رہو گے کبھی بڑھاپا پاس سے نہ گزرے گا۔ تم سدا نعمتوں سے ہمکنار ہو گے' پریشانی یا مصیبت کا نام نہ سنو گے۔"

ایسی ہی پُر سکون' پُر کیف اور پُر آسائش جگہ کا نام جنت ہو سکتا ہے۔

فصل دوم

اہلِ جنّت پر عنایتیں' نوازشیں

حضرات گرامی! انبیاء ورسل' صالحین اور اولیاء اللہ (ان سب پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہوں) اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لئے کیسی عظیم الشان جنت تیار کی ہے اس کی ایک جھلک تو آپ دیکھ چکے ہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ جنت کی صحیح تصویر پیش کرنا کسی کے بس کی بات نہیں' بلکہ صحیح بات تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ' جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○﴾ (السجدہ : ۱۷)

"پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔"

حضور اکرم ﷺ نے اسی آیت کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یوں بیان کی ہے کہ :

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ......)) (۳۶)

---

(۳۶) صحيح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة' حديث ۳۰۷۲۔ صحيح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها' حديث ۲۸۲۴

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو کچھ تیار کیا ہے وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا' اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال آیا۔"

ایسی بے مثل بے مثال جنت کا تذکرہ کوئی کم علم اور کمزور قلم کیسے کر سکتا ہے؟

(ا) جنّت میں داخلہ

اب ذرا ان عنایتوں' نوازشوں' کرامتوں' عزتوں' آسائشوں اور مہربانیوں کا بھی تذکرہ ہو جائے جو ربّ العالمین کی طرف سے اہل جنت کو عطا ہوں گی۔

اہلِ جنت کا داخلہ شاہی مہمان کی طرح ہو گا اور پھر مہمان کی حیثیت کا اعتبار کر کے نہیں بلکہ میزبان کے کرم و عطا کے لحاظ سے استقبال ہو گا اور منتظمینِ جنت سلامیاں دیتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے۔ قرآن کریم نے ان الفاظ کے ساتھ منظر کشائی کی ہے۔ فرمایا :

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۚ حَتّٰى إِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ۝﴾

(الزمر : ۷۳)

"اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا' یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر' بہت اچھے رہے۔ داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لئے۔"

اور اہلِ جنت کے چہرے چاند ستاروں کی طرح روشن و منور ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((اَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى ضَوْءِ اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِى السَّمَاءِ اِضَاءَةً)) (۳۷)

"جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا اور ان کے بعد آنے والے سب سے زیادہ چمکیلے آسمانی ستارے کی طرح ہوں گے۔"

اور جب یہ لوگ جنت کے قریب پہنچیں گے تو انہیں اعمالِ حسنہ کے اعتبار سے مختلف دروازوں سے داخل ہونے کا کہا جائے گا۔ کسی کو "باب الصلاۃ" سے، کسی کو "باب الجہاد" سے، کسی کو "باب الریان" سے اور کسی کو "باب الصدقہ" سے پکارا جائے گا اور ایسے خوش نصیب و بابخت بھی ہوں گے جن کو تمام دروازوں سے داخلے کی پیش کش ہوگی، جس دروازہ سے چاہیں داخل ہو جائیں۔[1]

(۲) اہلِ جنت کی جسمانی ساخت

آج انسانی قامت پانچ چھ فٹ تک ہے اور سات فٹ کا آدمی لمبا شمار ہوتا ہے جبکہ انسان کا معیاری قد ۶۰ ہاتھ یعنی ۹۰ فٹ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اسی قامت پر ہوئی تھی۔ جنت میں جانے والے خوش نصیبوں کا قد بھی ۶۰ ہاتھ یعنی ۹۰ فٹ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

---

(۳۷) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ، حدیث ۳۰۸۱۔ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب اول زمرۃ تدخل الجنہ، حدیث ۲۸۳۴

[1] اسی باب کی فصل اول کے عنوان (۵) "جنت کے دروازے" میں حدیث مکمل الفاظ، تخریج اور ترجمے کے ساتھ گزر چکی ہے، تفصیل وہاں ملاحظہ کرلیں۔

((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهِ 'طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا........
فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ آدَمَ 'طُولُهُ سِتُّونَ
ذِرَاعًا.........)) (۳۸)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس کی صورت پر پیدا فرمایا' اس کی لمبائی ساٹھ
ہاتھ تھی.............جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ حضرت آدم کی مانند ساٹھ
ہاتھ لمبا ہو گا۔"

اس لمبائی کی مناسبت سے چوڑے اور خوبصورت بدن والا ہو گا۔ حضور اکرم ﷺ
نے تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا بِيضًا جِعَادًا
مُكَحَّلِينَ 'أَبْنَاءَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ 'وَهُمْ عَلٰى خَلْقِ
آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي عَرْضِ سَبْعِ أَذْرُعٍ)) (۳۹)

"اہلِ جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف
ہوں گے 'مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر داڑھی نہ نکلی ہو گی 'گورے چٹے ہوں
گے 'گھٹے ہوئے بدن ہوں گے 'آنکھیں سرگیں ہوں گی 'سب کی عمریں ۳۳
سال ہوں گی 'حضرت آدم علیہ السلام کی مانند ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ
چوڑے جسم والے ہوں گے۔"

نورانی چہرے اور خوبصورت سڈول جسم کے علاوہ پاکیزہ دلوں والے ہوں گے۔ اللہ

---

(۳۸) صحیح مسلم 'کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا 'باب یدخل الجنۃ اقوام ' حدیث۲۸۴۱۔ ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ صحیح البخاری ' کتاب الانبیاء 'باب خلق آدم وذریتہ

(۳۹) مسند امام احمد ' ج ۲ 'ص ۲۹۵۔ استاذ احمد محمد شاکر نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے 'ملاحظہ ہو شرح مسند امام احمد 'حدیث ۷۹۲۰

تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ۝﴾ (الحجر: ۴۷)

"ان کے دلوں میں جو تھوڑی بہت کدورت ہوگی اسے ہم نکال دیں گے' وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔"

اسی کیفیت کی تعبیر حضور اکرم ﷺ نے یوں کی ہے۔ فرمایا:

((لَا اِخۡتِلَافَ بَیۡنَهُمۡ وَلَا تَبَاغُضَ' قُلُوۡبُهُمۡ قَلۡبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ' یُسَبِّحُوۡنَ اللّٰهَ بُکۡرَةً وَّعَشِیًّا)) (۴۰)

"ان میں کسی چیز پر اختلاف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں ایک دوسرے پر بغض و کینہ کریں گے' ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی مانند ہوں گے' صبح و شام (ہر دم) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

((اَخۡلَاقُهُمۡ عَلٰی خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ)) (۴۱)

"وہ سب کے سب ایک جیسے اخلاق کے مالک ہوں گے۔"

(۳) اہلِ جنّت کا پہلا کھانا

عبد اللہ بن سلام جو یہودی عالم تھے' اسلام لانے سے قبل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے کچھ سوال کئے اور ساتھ یہ دعویٰ

(۴۰) صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة' حدیث ۳۰۷۳۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة' باب فی صفات الجنة واهلها' حدیث ۲۸۳۴

(۴۱) صحیح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعیمها' باب اول زمرة تدخل الجنة' حدیث ۲۸۳۴

بھی کیا کہ ان کے جواب نبی کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔ حدیث میں اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے :

قَالَ الْیَهُودِیُّ : فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ : ((زِیَادَةُ کَبِدِ النُّوْنِ)) قَالَ : فَمَا غِذَائُهُمْ عَلٰی اِثْرِهَا؟ قَالَ : یُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِیْ کَانَ یَأْکُلُ مِنْ اَطْرَافِهَا)) قَالَ : فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَیْهِ؟ قَالَ : ((مِنْ عَیْنٍ فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا)) (۴۲)

"یہودی نے پوچھا : جنت میں داخل ہوتے ہی انہیں کیا تحفہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "مچھلی کی کلیجی کا بڑھا ہوا حصہ"۔ اس نے دریافت کیا: اس کے بعد ان کا کھانا کس چیز پر مشتمل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جنت کا وہ بیل ان کے لئے ذبح کر لیا جائے گا جو جنت کے ہر کونے میں چرتا تھا"۔ اس نے پوچھا : اس کھانے پر ان کو پانی کون سا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "سلسبیل نامی جنتی چشمے کا پانی ہو گا۔"

اس سالن کے ساتھ اللہ تعالٰی کی طرف سے روٹی کا بھی خوب انتظام ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((تَکُوْنُ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً ' یَتَکَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِیَدِهٖ کَمَا یَتَکَفَّأُ اَحَدُکُمْ خُبْزَتَهُ فِی السَّفَرِ' نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ)) (۴۳)

---

(۴۲) صحیح مسلم ' کتاب الحیض ' باب صفة منی الرجل والمرءۃ ' حدیث ۳۱۵۔ اس معنی کی حدیث صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار میں بھی موجود ہے۔

(۴۳) صحیح البخاری ' کتاب الرقاق ' باب یقبض اللہ الارض یوم

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"قیامت کے روز ساری زمین روٹی کی شکل میں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے اس طرح ہاتھ پر اٹھائے ہوئے ہوں گے جیسے کوئی مسافر اپنی روٹی کو اٹھاتا ہے اور یہ روٹی اہل جنت کے پہلے کھانے میں استعمال ہوگی۔"

سالن اور روٹی کے علاوہ وافر پانی کا بھی انتظام ہوگا جس کا تذکرہ صحیح مسلم کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ وہ چشمہ سلسبیل سے ہوگا۔

(۴) ادنیٰ ترین مقام کا جنّتی ـ اور ـ اعلیٰ ترین مقام کا جنّتی

جس طرح دنیا میں تمام نیک لوگ نیکی کے معاملے میں ایک ہی مقام پر نہیں ہوتے اسی طرح جنت میں بھی یہ خوب کار ایک جیسے مقام و مرتبے کے مستحق نہیں ہوں گے۔ جنت کے سو سے زیادہ درجے ہیں اور ہر دو درجوں کا فرق زمین اور آسمان کے فرق سے زیادہ ہے۔ ہر جنتی اپنے اپنے اعمال و کردار کے اعتبار سے جنت کے درجے کا مستحق ہوگا۔ اس کی تفصیل حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے:

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَأَلَ مُوسَى رَبَّهُ: مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: أُدْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ كَيْفَ؟ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ۔ فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

القيامة، حديث ٧١٥٥۔ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين واحكامهم، باب نزل اهل الجنة، حديث ٢٧٩٢

فَيَقُولُ : رَضِيتُ رَبِّ۔ فَيَقُولُ : لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ۔ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ : رَضِيتُ رَبِّ۔ فَيَقُولُ : هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ۔ فَيَقُولُ : رَضِيتُ رَبِّ۔ قَالَ : رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ : أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔ قَالَ : وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾ الْآيَة))(السجدہ : ۱۷) (۴۴)

"حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ :

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے رب العالمین سے دریافت کیا : "جنت میں سب سے کم مرتبے والے کو کیا ملے گا؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "جب جنت کے سارے حقدار جنت میں داخل کر دیے جائیں گے تو جو آدمی سب سے آخر میں آئے گا اس سے کہا جائے گا : جنت میں پہنچ چلو۔" وہ عرض کرے گا : "پروردگار! میں کہاں جاؤں؟ سارے لوگ اپنی اپنی رہائش تک پہنچ چکے ہیں اور اپنا اپنا حق وصول کر چکے ہیں۔" اس سے پوچھا جائے گا : "جس قدر دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس علاقہ ہوا تنی جنت پر تم راضی ہو؟"۔ وہ کہے گا : "پروردگار! میں راضی ہی راضی ہوں۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں

(۴۴) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا' حدیث ۱۸۹

گے : "اس بادشاہ کی حکومت جتنا تیرا جنت میں حصہ ہے' اتنا ہی اور' اتنا پھر اور' اس کے بعد پھر اتنا' اور مزید اتنا ہی۔ (یعنی چار بادشاہتوں جتنا علاقہ اور وہ بھی جنت کا) ۔ پانچویں مرتبہ پر وہ جنتی کہے گا : "پروردگار! میں راضی' ہر طرح راضی"۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے : "یہ سب تیرا' مزید دس گنا تیرے لئے اور ہر وہ چیز تجھے ملے گی جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھ کو پسند آجائے۔" وہ آدمی کہے گا : "پروردگار! میں راضی ہی راضی۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا : "مولائے کریم! جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبے والے کو کیا ملے گا؟"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ان لوگوں کو تو میں نے اپنا مقرب بنالیا ہے (بادشاہ کے بہت قریب رہنے والے مقرب کہلاتے ہیں)' اپنے دستِ مبارک سے ان کی شان و شوکت کا کھونٹا گاڑ دیا ہے اور اس فیصلے پر مہر لگادی ہے۔ ان کے لئے تو ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں' نہ کسی کان نے سنیں' اور نہ کسی انسان کے دل میں خیال تک آیا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس بات کی دلیل خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ ارشادِ ربانی ہے : ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾ (سورت السجدہ' آیت ۱۷) یعنی "پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی شخص کو خبر نہیں۔"

(۵) اہلِ جنّت کے لئے خورد و نوش کا شاہی انتظام

دنیا میں زندہ رہنے کے لئے کھانا پینا انتہائی ضروری ہے' اسی طرح قضاءِ حاجت بھی اشد مجبوری ہے۔ اور پھر کھانے پینے میں بھی انسان آزاد نہیں بلکہ موافقِ طبع اور

گنجائش بطن کے مطابق ہی کھا سکتا ہے۔ اور اُدھر جنت میں انسان ان سب پابندیوں سے آزاد ہوگا' چاہے کھائے' چاہے نہ کھائے' جب چاہے کھائے' جتنا کھائے اور جو کھائے' کوئی رکاوٹ تو کجا کوئی کلفت بھی نہیں ہوگی اور اسی کا نام جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ○ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ ﴾

(المرسلات : ۴۱۔۴۴)

"متقی لوگ آج سایوں اور چشموں میں ہیں اور جو پھل وہ چاہیں (ان کے لئے حاضر ہیں) کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے ان اعمال کے صلے میں جو تم کرتے رہے ہو' ہم خوب کاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔"

وہاں ملنے والی نعمتیں آرڈر پر نہیں' بلکہ تمنا پر حاضر کی جائیں گی بلکہ پھل فروٹ تو ہمیشہ زیرِ دست رہیں گے — اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ ﴾ (فصّلت : ۳۱۔۳۲)

"ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی۔ یہ ہے سامانِ ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ○ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ○ فَهُوَ فِيْ

عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ۝ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ۝﴾ (الحاقہ : ۱۹-۲۴)

"اُس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: لو دیکھو پڑھو میرا نامۂ اعمال' میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا' عالی مقام جنت میں' جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔ (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کئے ہیں۔"

یہ نعمتیں اور آسائشیں سدا بہار اور لامتناہی ہوں گی۔ فرمایا:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا....﴾ (الرعد : ۳۵)

"خدا ترس انسانوں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں' اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ لازوال۔ یہ انجام ہے متقی لوگوں کا...."

ان سدا بہار اور حاضر نعمتوں کے علاوہ عام خورد و نوش کا معاملہ اہلِ جنت کی مرضی پر منحصر ہوگا کہ چاہے کھانے میں عام گوشت پسند کریں یا پرندوں کا گوشت' ہر خواہش حسبِ منشا پوری کی جائے گی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ۝﴾

(الطور : ۲۲)

"ہم ان کو ہر طرح کے پھل اور گوشت جس چیز کو بھی ان کا جی چاہے گا خوب

دیتے چلے جائیں گے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

﴿ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ○ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴾ (الواقعہ : ۲۰-۲۱)

"........اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہے چن لیں۔ اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں"

حسب منشا پھلوں اور من بھاتے کھانوں کے علاوہ وافر مقدار میں شراب بھی پیش کی جائے گی اور اس خوبی کے ساتھ کہ نہ تو اس شراب میں سڑاند ہوگی اور نہ ہی نشہ پیدا کرنے والی' کہ اسے پی کر وہ بدمست ہو جائیں اور بیہودہ بکواس کرنے لگیں یا گالم گلوچ اور دھول دھپے پر اتر آئیں یا اس طرح کی فحش حرکات کرنے لگیں جیسی دنیا کی شراب پینے والے کیا کرتے ہیں۔ جنت کی شراب کی تعریف و توصیف اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

﴿ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ○ ﴾

(الطور : ۲۳)

"وہ ایک دوسرے سے جامِ شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں نہ یاوہ گوئی ہوگی نہ بدکرداری۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ○ خِتَامُهُ مِسْكٌ ﴾

(المطففین : ۲۵-۲۶)

"ان کو نفیس ترین سربند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی۔"

جنت میں انسان کی تمام صلاحیتیں دنیا کے مقابلے میں سو گنا ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنَّ اَحَدَهُمْ لَيُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِي الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ وَالشَّهْوَةِ........)) (۴۵)

"اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے 'کھانے' پینے' جماع اور شہوت میں ہر جنتی کو سو آدمی جتنی طاقت دی جائے گی۔"

اتنا وافر کھانے کے باوجود کسی کو پیشاب پاخانے یا گندی ہوا سے واسطہ نہیں پڑے گا بلکہ بس کستوری کی خوشبو میں بسا ہوا ڈکار آئے گا یا کستوری جیسا پسینہ ہو گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَأْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَبُولُونَ' طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ جُشَاءٌ كَرِيحِ الْمِسْكِ' يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْحَمْدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ)) (۴۶)

"اہل جنت کھائیں گے پئیں گے' نہ ان کا نزلہ بہے گا نہ بیت الخلا جائیں گے اور نہ پیشاب کی ضرورت ہو گی۔ ان کا سارا کھانا کستوری جیسے ڈکار کے ساتھ ہضم ہو جائے گا۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ ان کی زبانوں پر از خود اس طرح

---

(۴۵) مسند امام احمد' ج ۴' ص ۳۶۷ و ۳۷۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی' حدیث ۵۰۰۵ و ۵۰۰۶۔ امام حافظ ابن القیم نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو حادی الارواح' ص ۲۴۷' طبع مؤسسہ الرسالۃ۔

(۴۶) صحیح مسلم' کتاب صفۃ الجنۃ' باب فی صفات الجنۃ واھلھا' حدیث ۲۸۳۵

رواں رہے گا جیسے تمہارے سانس از خود رواں رہتے ہیں۔"

دوسری روایت میں یوں ہے :

صحابہؓ نے عرض کیا : کھانے کا کیا بنے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : کستوری کی خوشبو کی مانند بس ڈکار اور پسینہ آئے گا۔" (۴۷)

(۶) اہلِ جنّت کے برتن اور زیرِ استعمال اشیاء

برتن انسان کی ضرورت' سجاوٹ اور معیارِ زندگی کا پیمانہ ہوا کرتے ہیں۔ جب اہلِ تقویٰ کا مقام جنت ہے تو پھر ان کے اعزاز اور جنت کے مقام کے مطابق ہی برتن ہوں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے برتن قیمتی ترین دھاتوں یعنی سونے اور چاندی اور خوشنما و خوبصورت شکل میں تیار کئے ہیں۔ فرمایا :

﴿يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ﴾

(الزخرف : ۷۱)

"ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝﴾

(الانسان : ۱۵-۱۶)

"ان کے آگے چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے گردش کرائے جا رہے ہوں گے' شیشے بھی وہ چاندی کی قسم کے ہوں گے اور ان کو ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا ہو گا۔"

متعدد مفسر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ نے اس آیت کی توضیح میں فرمایا ہے کہ : "یہ

(۴۷) حوالہ سابقہ

برتن چاندی کی دھات سے بنے ہوں گے لیکن چمک دمک اور شفافیت میں شیشے جیسے ہوں گے۔"

جنت کے برتنوں اور دیگر زیرِ استعمال اشیاء کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((جَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا......)) (۴۸)

"دو جنتیں سونے کی ہوں گی، ان کے برتن اور جو کچھ ان دونوں جنتوں میں ہو گا سب سونے کا بنا ہو گا۔ اور دو جنتیں چاندی کی ہوں گی، ان کے برتن اور جو سامان ان دونوں جنتوں میں ہو گا سب چاندی کا بنا ہو گا......"

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ)) (۴۹)

"اور ان کی کنگھیاں تک سونے کی ہوں گی۔"

مسند امام احمدؒ کی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جن طشتریوں یا پلیٹوں میں اہلِ جنت تازہ کھجور کھائیں گے وہ بھی سونے کی ہوں گی۔ (۵۰)

(۷) لباس، زیور اور دیگر جمالیات و کمالیات کا بیان

اہلِ جنت کے لباس کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(۴۸) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ومن دونهما جنتان، حدیث ۴۵۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رویة المومنین فی الآخرة، حدیث ۱۸۰

(۴۹) صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب اول زمرة...... حدیث ۲۸۳۴

(۵۰) ملاحظہ ہو مسند امام احمد، ج ۳، ص ۱۳۵ و ۲۵۷

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ○ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ كَذٰلِكَ......﴾ (الدخان : ۵۱-۵۴)

"خدا ترس لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے' باغوں اور چشموں میں حریر (باریک ریشم) ودیبا (موٹا اور بھاری ریشم) کے لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے' یہ ہوگی ان کی شان۔"

نیز فرمایا :

﴿وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ﴾ (الکھف : ۳۱)

"باریک ریشم اور اطلس ودیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔" (۵۱)

اور یہ حریر وریشم کے پوشاک نت نئے اور روزانہ جدید ہی نظر آئیں گے' ان پر بوسیدگی یا پرانے ہونے کا احساس تک نہیں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ يَّدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَ لَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ)) (۵۲)

"جسے جنت مل گئی وہ ہمیشہ نعمتوں میں ہوگا اور کبھی محروم نہیں ہوگا' نہ اس کے پوشاک پرانے ہوں گے اور نہ اس کی جوانی ڈھلے گی۔"

حورانِ جنت کے لباس کے بارے میں فرمایا :

((لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ' عَلٰى

---

(۵۱) یہی مضمون سورۃ الحج آیت ۲۳ اور سورۃ الدھر / الانسان آیت ۲۱ میں بھی بیان ہوا ہے۔

(۵۲) صحیح مسلم' کتاب صفة الجنة' باب دوام نعیم اھل الجنة' حدیث ۲۸۳۶

كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً، يُرٰى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ لُحُومِهِمَا وَحُلَلِهِمَا كَمَا يُرٰى الشَّرَابُ الْأَحْمَرُ فِي الزُّجَاجَةِ الْبَيْضَاءِ)) (۵۳)

"ہر جنتی کی دو بیویاں حوروں میں سے ہوں گی، ہر بیوی پر ستر(۷۰) پوشاک ہوں گے۔ جس طرح سفید کانچ کے پیچھے سے سرخ شراب صاف نظر آتی ہے اسی طرح ان کے گوشت اور پوشاکوں کے پیچھے سے پنڈلیوں کی مخ(گودہ) نظر آئے گی۔"

جنت کے پوشاک واقعتاً ناقابلِ بیان ہیں۔ وہ کیسے نرم، ملائم اور خوبصورت ہوں گے، زیرِ نظر حدیث پر غور کرنے سے ان کا ایک تصور قائم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ "دومۃ الجندل" نامی شہر کے حکمران کے ہدیے کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ:

((أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا)) (۵۴)

"نبی اکرم ﷺ کو ریشمی جبہ ہدیۃً ملا۔ آپ ریشم کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ لوگوں کو اس کی خوبصورتی بہت پسند آئی۔ اس موقع پر آپ

---

(۵۳) المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۰، ص ۱۹۸، حدیث ۱۰۳۲۱۔ امام الہیثمی نے سند کو صحیح قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۴۱۸

(۵۴) صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب قبول الهدية من المشرکین، حدیث ۲۴۷۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل سعد بن معاذ، حدیث ۲۴۶۹

ﷺ نے فرمایا : "اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' جنت میں سعد بن معاذ کے تولیے اور رومال اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔"

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ((خَيْرٌ مِّنْهَا وَأَلْيَنُ)) یعنی "زیادہ بہتر اور زیادہ ملائم و گداز" کے لفظ استعمال ہوئے ہیں۔"

جب اہلِ جنت کے تولیے دنیا کے حکمرانوں اور بادشاہوں کے لباس سے کہیں زیادہ نفیس' ملائم اور خوبصورت ہوں تو پھر اہلِ جنت کا لباس کیسا خوبصورت ہو گا؟

زیور :

جس طرح دنیا کے شہنشاہ' بادشاہ' نواب' نوابزادے اور دیگر اہلِ جاہ و جلال عام آدمیوں سے ممتاز ہونے کے لئے زیور کا استعمال کرتے تھے اسی طرح اہل جنت کو اللہ تعالیٰ زیور سے آراستہ کر کے ممتاز کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ﴾ (الكهف : ۳۱)

"وہ وہاں سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیے جائیں گے۔"

مزید فرمایا :

﴿يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝﴾ (الحج : ۲۳)

"وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کئے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔"

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝﴾ (فاطر : ۳۳)

"ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے' وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا' وہاں ان کا لباس ریشم کا ہو گا۔"

سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ انہیں چاندی کے کنگنوں سے بھی سجایا جائے گا تاکہ جب اور جو نسا زیور استعمال کرنا چاہیں 'کر سکیں' اور چاہیں تو دونوں قسم کے زیور ملا کر استعمال کر لیں۔ فرمایا :

﴿وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ﴾ (الدھر : ۲۱)

"اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔"

سونے چاندی کے کنگنوں اور موتیوں کے علاوہ بالخصوص وضو کی جگہوں پر زیور سجایا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ))(۵۵)

"مومن کا زیور وہاں تک ہو گا جہاں تک اس کا وضو ہو گا۔"

اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بغلوں تک بازو دھویا کرتے تھے۔

اہل جنت کے بچھونے :

اہلِ جنت کے بچھونوں کے بارے میں فرمایا گیا :

﴿مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ﴾

(الرحمٰن : ۵۴)

---

(۵۵) صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ' باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء' حدیث ۲۵۰

"جنتی لوگ ایسے بچھونوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔"

اسی سورت میں آگے چل کر فرمایا :

﴿مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝﴾
(الرحمٰن : ۷٦)

"وہ جنتی سبز قالینوں اور نفیس ونادر فرشوں (بچھونوں یا غالیچوں) پر تکیے لگا کے بیٹھیں گے۔"

نیز فرمایا :

﴿فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝﴾ (الغاشیہ : ۱۳-۱٦)

"اس کے اندر اونچی مسندیں ہوں گی' ساغر رکھے ہوئے ہوں گے' گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور نفیس بچھونے بچھے ہوئے ہوں گے۔"

مرصع تخت اور اونچی مسندیں :

اہلِ جنت جن تختوں یا مسہریوں پر جلوہ افروز ہوں گے وہ ہیرے جواہرات سے سجی ہوں گی اور خوبصورت نقش ونگاران کی خوبی میں اضافہ کر رہے ہوں گے۔ فرمایا :

﴿عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۝﴾
(الواقعہ : ۱۵-۱٦)

"مرصع ومنقش تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔"

یہی مضمون سورت الغاشیہ آیت ۱۳-۱٦ میں مذکور ہے۔ نیز فرمایا :

﴿مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ﴾ (الطور : ۲۰)

"وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔"

اسی شاہانہ محفل و مجلس آرائی کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا :

﴿مُتَّكِـئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ﴾ (الدھر : ۱۳)

"وہاں وہ اونچی مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔"

(۸) اہلِ جنت کے خدمت گار غلمان

اللہ تعالٰی نے غلمان کو اہل جنت کا خدمت گار مقرر فرمایا ہے اور وہ ہر طرح کی خدمت کے لئے ہمہ وقت حاضرباش ہوں گے اور پوری تندہی و سرعت کے ساتھ حکم بجالائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی خوبصورت اور دلربا ہوں گے، جیسے موتی اور ہیرے بکھرے پڑے ہوں۔ فرمایا اللہ تعالٰی نے :

﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ، اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا٥﴾ (الدھر : ۱۹)

"ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے دوڑے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔"

نیز فرمایا :

﴿يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ٥ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ٥﴾ (الواقعہ : ۱۷-۱۸)

"ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے (جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے) شرابِ چشمۂ جاری سے لبریز پیالے اور کنٹر اور ساغر لئے دوڑتے پھرتے ہوں گے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ٥﴾ (الطور : ۲۴)

"اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی

خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے' ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی۔"

اہلِ ایمان کے نابالغ بچے تو جنت میں یقیناً ان کے پاس ہی ہوں گے جس کا تذکرہ قرآن کریم کی سورت الطور آیت ۲۱ میں آیا ہے' البتہ کافروں' مشرکوں اور ملحدوں کی وہ اولاد جو سنِ بلوغت سے پہلے فوت ہو گئی تھی انہیں "غلمانِ جنت" بنا دیا جائے گا۔ اور یہی بات آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے سمجھ آتی ہے۔ فرمایا :

((سَأَلْتُ رَبِّي اللَّاهِينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ الْبَشَرِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ فَأَعْطَانِيهِمْ فَهُمْ خَدَمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) (۵۶)

"میں نے نابالغ بچوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انہیں عذاب سے محفوظ فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے میری درخواست قبول فرمائی' چنانچہ وہ اہل جنت کے خادم ہوں گے۔"

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین کا یہی قول ہے۔ اور یہ خادم وافر مقدار میں مہیا کئے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((إِنَّ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ)) (۵۷)

"سب سے کم درجے والے جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے۔"

---

(۵۶) ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ استاذ الالبانی نے صحیح الجامع' الصغیر حدیث ۳۵۹۲ میں اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ میں حدیث ۱۸۸۱ کے تحت ذکر کیا ہے۔ اور حدیث کی مختلف کتابوں کے تفصیلی حوالے دے کر اور سند پر فاضلانہ بحث کے بعد اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

(۵۷) مسند امام احمد' ج ۳' ص ۷۶۔ سنن الترمذی' کتاب الجنۃ' باب ۲۳' حدیث ۲۵۶۲۔ الموارد فی ترتیب ابن حبان' حدیث ۲۶۳۸

ان آیاتِ کریمہ اور احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر ہر جنتی کے ارد گرد کم از کم اسی ہزار خادم ہیرے اور موتی کی طرح بکھرے ہوئے ہوں گے۔

(۹) اہلِ جنّت کی بیویاں اور حوریں

اللہ تعالیٰ کی اہلِ جنت پر عظیم ترین مہربانیوں میں سے ایک مہربانی یہ ہو گی کہ انہیں اپنے خاندان کے ساتھ جنت میں اکٹھا فرما دیں گے۔ فرمایا:

﴿ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ..... ﴾ (الرعد : ۲۳)

"ایسے باغ جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباء و اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے۔"

چنانچہ اگر کسی جنتی کی بیوی نیک اور پارسا ہوئی تو اسے جنت میں اپنے خاوند کے ساتھ رکھا جائے گا' البتہ جو لوگ پہلے گروہ میں جنت میں جائیں گے انہیں دو دو بیویاں ملیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ)) (۵۸)

"ان میں سے ہر ہر فرد کی دو دو بیویاں ہوں گی۔"

اور یہ بیویاں کیسی خوبصورت ہوں گی اس کی تفصیل مذکورہ بالا حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے' فرمایا

((یُرٰی مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ)) (۵۹)

(۵۸) صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة' حدیث ۳۰۷۴۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعیمها' باب اول زمرہ تدخل الجنة' حدیث ۲۸۳۴

(۵۹) حوالہ سابقہ

"خوبصورتی کی وجہ سے گوشت کے پار ہڈیوں کی مخ بھی نظر آئے گی۔"

اور یہ بیویاں بہترین نسوانی خوبیوں سے آراستہ ہوں گی' یعنی خوش اطوار' خوش گفتار' نسوانی جذبات سے مالا مال' خود شوہروں کی عاشق اور شوہروں کا دل بہلانے والیاں' انہیں فریفتہ کرنے کے ہر گُر کی ماہر۔ ان ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝﴾ (الواقعہ: ۳۵-۳۷)

"ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں کنواریاں بنادیں گے۔ اپنے شوہروں کی عاشق اور ہم سن۔"

جنت میں جانے والی ہر خاتون خواہ مرنے سے پہلے شادی شدہ اور بوڑھی ہو کر مری ہو جب جنت میں جائے گی تو:

---کنواری ہوگی۔

---عاشق مزاج ہوگی۔

---اور خاوند کی ہم سن ہوگی۔

یہی بات دوسری جگہ یوں بیان فرمائی:

﴿وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝﴾ (النبا: ۳۳)

"اور نوخیز ہم سن لڑکیاں۔"

جنت کی خاتون کی خوبصورتی اور خوشبو کیسی ہوگی اس کی تفصیل میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا عَلَى

رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) (۶۰)

"اگر جنت کی کوئی خاتون زمین کی طرف جھانک کر بھی دیکھ لے تو جنت سے زمین تک روشنی ہی روشنی پھیل جائے اور خوشبو کی بہار آجائے۔ اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔"

ایسی بے مثل و بے مثال ظاہری خوبصورتی کے ساتھ ساتھ جنتی خواتین خوب سیرت اور پاک طینت بھی ہوں گی' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی گواہی یہ ہے :

﴿فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ۝﴾ (الرحمٰن : ۷۰)

"ان نعمتوں کے درمیان خوب سیرت اور خوبصورت بیویاں ہوں گی۔"

نیز فرمایا :

﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۝﴾ (الرحمٰن : ۵۶)

"ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہو گا۔"

ایسی خوب سیرت اور اوصافِ حمیدہ کی مالک بیویاں انسان کو جنت میں عطا ہوں گی۔ ان ظاہری و باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ جنت کی عورتیں حیض و نفاس جیسی تکلیف دہ نجاستوں سے پاک ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۝﴾

(البقرة : ۲۵)

"ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔"

---

(۶۰) صحیح البخاری' کتاب الجهاد' باب الحور العین' حدیث ۲۶۴۳

"پاکیزہ بیویاں" کی تشریح میں حضرات گرامی عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، مجاہدؒ اور متعدد اہلِ تفسیر کا قول ہے کہ :

"ان عورتوں کو نہ حیض آئے گا اور نہ نفاس میں مبتلا ہوں گی، نہ حوائجِ ضروریہ لاحق ہوں گی اور نہ ہی ان کا تھوک یا نزلہ بہے گا۔" (۶۱)

غالباً ان اقوال کی بنیاد حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے :

((﴿ لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ﴾ قَالَ مِنَ الْحَيْضِ وَالْغَائِطِ وَالنَّجَاسَةِ وَالْبُصَاقِ)) (۶۲)

"ان کے لئے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی" (اس کی تشریح و تفسیر میں) فرمایا: "حیض، حوائج ضروریہ، نجاست اور تھوک سے پاک ہوں گی۔"

حورانِ جنت :

دو پاکیزہ بیویوں کے علاوہ ہر جنتی کے لئے غالباً کم از کم ستر حورانِ جنت بھی ہوں گی۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے متعدد جگہ بیویوں کے علاوہ حوروں کا الگ سے تذکرہ فرمایا ہے۔ سورت الرحمٰن آیت ۵۶ اور آیت ۷۰ میں پہلے بیویوں کا ذکر فرمایا اور پھر آیت ۷۲ - ۷۴ میں حوروں کا الگ سے تذکرہ کیا۔ اسی طرح سورت الواقعہ آیت ۲۲ - ۲۳ میں پہلے حوروں کا تذکرہ کیا، اس کے بعد آیت ۳۵ - ۳۷ میں اہلِ جنت کی بیویوں کا ذکر فرمایا۔

غالباً کم از کم ستر حورانِ جنت کہنے کی بنیاد آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے :

((إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً .....))

---

(۶۱) تفسیر طبری اور امام سیوطی کی تفسیر "الدر المنثور" آیت مذکورہ کی تفسیر میں۔

(۶۲) المستدرك للحاكم برواية ابو سعيد الخدری

"جنت میں سب سے کم مقام والے کو اَسّی ہزار خادم اور بہتّر(۷۲) بیویاں ملیں گی۔" (۶۳)

تو گویا دو عام عورتوں میں سے بیویاں ہوں گی جن کا تذکرہ قریب میں گزر چکا ہے اور ستّر حورانِ جنت میں سے۔ واللہ اعلم بِالصّواب!

گوری چٹی چمڑی والی خاتون کو عربی میں "حُور" کہا جاتا ہے' اسی لئے ان اضافی خواتین کو حورانِ جنت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان حورانِ جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ (الرحمٰن : ۷۲)

"خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں ہوں گی۔"

آگے چل کر فرمایا :

﴿وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ﴾

(الواقعہ : ۲۲-۲۳)

"اور ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی' ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔"

نیز فرمایا :

﴿وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ﴾ (الدخان : ۵۴)

"اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔"

اور ان حوروں کی اضافی خوبی یہ ہے کہ ان جنتیوں سے پہلے کسی اور نے انہیں چھوا تک نہ ہوگا۔ فرمایا :

---

(۶۳) مسند امام احمد' ج ۳' ص ۷۶۔ سنن الترمذی' کتاب الجنۃ' باب ۲۳' حدیث ۲۵۶۲۔ صحیح ابن حبان بحوالہ الموارد' حدیث ۲۶۳۸

﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝﴾

(الرحمن : ۷۴)

"اِن جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے اُن کو نہ چھوا ہو گا۔"

اہلِ ایمان کی نابالغ اولاد تو جنت میں والدین سے ملادی جائے گی' اس لئے گمانِ غالب ہے کہ "حورانِ جنت" کافروں اور مشرکوں کی نابالغ فوت شدہ اولاد ہو گی۔ انہیں اذنِ رب سے حوروں والی خوبیوں سے مزین کر کے اہلِ جنت کو پیش کردیا جائے گا۔

(۱۰) اہلِ جنّت کی قوت ونشاط

جس طرح اللہ تعالیٰ ہر جنتی کو کم از کم بہتر(۷۲) بیویاں اور حوریں عنایت کرے گا اسی اعتبار سے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے جسم میں ایسی قوتِ مردی پیدا فرمادے گا جس سے وہ ان عورتوں کو جنسی لطف مہیا کر سکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا : کیا جنت میں ہم اپنی بیویوں سے جماع کریں گے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا :

((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصِلُ فِي الْيَوْمِ إِلَىٰ مِائَةِ عَذْرَاءَ)) (۶۴)

"آدمی ایک دن میں سو کنواری عورتوں کی ضرورت پوری کر سکے گا۔"

ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَ كَذَا مِنَ الْجِمَاعِ)) قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَيُطِيقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ : ((يُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةٍ))

(۶۴) صفة الجنة لابی نعیم' حدیث ۳۷۳۔ المعجم الصغیر للطبرانی' حدیث ۷۹۵۔ امام المحدث جناب الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو سلسلة الاحادیث الصحیحة' حدیث ۳۶۷

"مومن کو جنت میں بہت زیادہ قوتِ جماع عنایت ہوگی۔" آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کیا وہ اسے برداشت کر سکے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
"اس کے پاس سو آدمیوں کی طاقت ہوگی۔" (٦٥)

اور یہ طاقت وافر اور صحت مند غذا کھانے سے حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ اَحَدَهُمْ لَیُعْطٰی قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِی الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ وَالشَّهْوَةِ ....)) (٦٦)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اہلِ جنت میں سے ہر آدمی کو کھانے پینے' جماع اور شہوت میں سو آدمیوں کے برابر طاقت دے دی جائے گی۔"

انہی احادیثِ مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے متعدد صحابہ کرام اور ائمہ تفسیر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ اہل جنت کا سب سے محبوب مشغلہ کنواری عورتوں سے جماع کرنا ہوگا۔ اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰکِهُوْنَ ۝﴾ (یٰسٓ: ۵۵)

"آج کے دن جنتی مزے کرنے میں مشغول ہیں۔"

---

(٦٥) سنن الترمذی' کتاب صفة الجنة' باب فی صفة جماع اهل الجنة' حدیث ۲۵۳٦۔ حدیث صحیح ہے' ملاحظہ ہو صحیح جامع الصغیر للاستاذ الالبانی' حدیث ۸۱۰٦

(٦٦) مسند امام احمد' ج ۴' ص ۳٦۷ و ص ۳۷۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی' حدیث ۵۰۰۵ و ۵۰۰٦

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عکرمہ' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت اوزاعی رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہی منقول ہے کہ اہلِ جنت آج کے دن کنواری عورتوں سے شغلِ خاص فرما رہے ہوں گے (٦٧)

(۱۱) اہلِ جنت کا سماع و غناء

فطرتِ سلیم عمدہ آواز' باسلیقہ زیر و بم اور مقفّیٰ و مسجّع کلام سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ جنّت میں جہاں حورانِ جنت کی دوسری مصروفیات ہوں گی ان میں سے ایک کام اہلِ جنت کو مترنّم آواز سے "غزل" سنانا ہے۔ اور اگر یہ غزل باآوازِ غزال ہو تو دو آتشہ ہو جاتی ہے' جس سے یقیناً اہلِ جنت لطف اندوز ہوں گے اور سرور و مستی کا کیف اٹھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْحُوْرَ یُغَنِّیْنَ فِی الْجَنَّةِ:
نَحْنُ الْحُوْرُ الْحِسَانُ' خُلِقْنَ لِاَزْوَاجٍ کِرَامٍ)) (٦٨)

"جنت میں حوریں گائیں گی اور کہیں گی: ہم سراپا حسن حوریں ہیں' نیک اور کریم النفس خاوندوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔"

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَزْوَاجَ اَھْلِ الْجَنَّةِ لَیُغَنِّیْنَ اَزْوَاجَھُنَّ بِاَحْسَنِ اَصْوَاتٍ سَمِعَھَا اَحَدٌ قَطُّ وَاِنَّ مِمَّا یُغَنِّیْنَ بِهٖ:
نَحْنُ الْخَیْرَاتُ الْحِسَانُ' اَزْوَاجُ قَوْمٍ کِرَامٍ' یَنْظُرْنَ

---

(٦٧) ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر الطبری اور الدر المنثور للسیوطی' مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں۔

(٦٨) صفة الجنة لابی نعیم' حدیث ۴۲۲۔ کنز العمال' حدیث ۳۹۴۲۰۔ مجمع الزوائد' ج ۱۰' ص ۴۱۹ پر ذکر کرنے کے بعد امام الہیثمی نے سند کو تسلی بخش قرار دیا ہے۔

بِقُرَّةِ اَعْيَانٍ

وَاِنَّ مِمَّا يُغَنِّيْنَ بِهٖ :

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا يَمُتْنَه ' نَحْنُ الْآمِنَاتُ فَلَا يَخَفْنَه ' نَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا يَظْعَنَّه (۶۹)

"اہلِ جنت کی بیویاں اپنے خاوندوں کو خوش کرنے کے لئے گائیں گی اور ایسی خوبصورت آواز کے ساتھ گائیں گی کہ کسی نے ایسی آواز نہ سنی ہوگی۔ ان کے بول یوں ہوں گے :

ہم بہت خوب سیرت اور خوب صورت ہیں۔ بہت ہی عمدہ لوگوں کی بیویاں ہیں جن کا دیدار آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اور یوں بھی گائیں گی :

ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں' ہمیں موت نہیں آئے گی۔ ہم امن فراہم کرنے والی ہیں' ہم سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ ہم ساتھ نبھانے والی ہیں' کبھی چھوڑ کر نہیں جائیں گی۔"

(۱۲) اہلِ جنت کی سواریاں

جنت میں نقل و حرکت کے لئے انسان کسی مادی وسیلے کا محتاج نہ ہو گا بلکہ جہاں چاہے گا آنکھ جھپکتے ہی پہنچ جائے گا' لیکن اگر گھوڑے یا کسی اور سواری کی طلب کرے گا تو فوراً حاضر ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے :

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :

---

(۶۹) المعجم الصغير للطبراني' حديث ۷۳۴۔ مجمع الزوائد للهيثمي' ج ۱۰' ص ۴۱۹۔ امام الحدیث العلامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو صحيح الجامع الصغير حديث ۱۵۶۱

يَارَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ؟ قَالَ: ((اِنِ اللّٰهُ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيهَا عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ يُطِيرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ)) (۷۰)

ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا : کیا جنت میں گھوڑا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا پھر تیرا گھوڑے پر سواری کا ارادہ ہوا تو سرخ یاقوت کا گھوڑا ملے گا' جنت میں جہاں چاہو گے تمہیں اڑا کر لے جائے گا۔"

بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑوں کے علاوہ اونٹ بھی یہی خدمت انجام دیں گے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "صفة الجنة لابی نعیم' حدیث ۴۲۷۔۴۲۸ اور ان کے ارد گرد کی حدیثیں۔"

(۱۳) لازوال جنت' بے مثال نعمتیں

اس دنیا میں کوئی انسان خواہ کتنے بڑے وسائل رکھتا ہو' ہر طرح کی آسائشیں اسے حاصل ہوں' دنیا کی ہر نعمت اس کے تصرف میں ہو اور وہ کسی کا کسی شکل میں محتاج نہ ہو پھر بھی اسے تین اندیشے لاحق رہتے ہیں' بلکہ ستاتے رہتے ہیں :

ا : میں تو زندہ رہوں لیکن یہ نعمت مجھ سے چھن جائے۔

ب : نعمت تو رہے لیکن میری زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔

ج : میں بھی رہوں 'نعمت بھی رہے 'لیکن اس کے لطف سے محروم ہو جاؤں۔

مثلاً ایک آدمی کے دسترخوان پر بیسیوں مرغن اور خوش ذائقہ کھانے لگے ہوں لیکن

---

(۷۰) سنن الترمذی' کتاب صفة الجنة' باب فی صفة خیل الجنة' حدیث ۲۵۴۳۔ مسند امام احمد' ج ۵' ص ۳۵۲

ڈاکٹر اسے ان کے استعمال سے منع کر دے اور چند ابلی سبزیوں یا پھیکی غذاؤں پر گزارہ کرنے کا مشورہ دے۔

دنیا میں میسر نعمتوں' آسائشوں اور سہولتوں کے بالکل برعکس جنت کی نعمتیں لازوال ہوں گی' اہلِ جنت وہاں ہمیشہ رہیں گے — اور استعمال میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ نعیمِ جنت کتنی ہوں گی؟ اور کیسی ہوں گی؟ اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ' جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (السجدہ : ۱۷)

"پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لئے چھپار کھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں۔"

اسی آیت کی تفسیر حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یوں بیان کی ہے۔ فرمایا :

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ......)) (۷۱)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا : میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک آیا...."

---

(۷۱) صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة' حدیث ۳۰۷۲۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة وصفة نعیمها و اهلها' باب ۱' حدیث ۲۸۲۴۔ بخاری و مسلم کے علاوہ اس معنی کی متعدد احادیث کتب السنۃ میں موجود ہیں۔

اور یہ نعمتیں اہلِ جنت کو ابدالآباد تک ملتی رہیں گے۔ فرمایا :

﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا﴾

(ھود : ۱۰۸)

"رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے تو وہ جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے۔"

یہ مضمون قرآن کریم میں بیسیوں مرتبہ آیا ہے۔ اور جو لوگ جنت میں ہوں گے اللہ ان سے راضی ہو چکا ہو گا اور وہ ہمیشہ اللہ سے راضی رہیں گے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝﴾

(البیّنہ : ۷-۸)

"جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں' ان کی جزا ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ کچھ ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔"

معلوم ہوا کہ جنت میں جانے والے نیک اہل ایمان کو بطورِ جزا جو جنتیں ملیں گی :

(۱) وہ مستقل اور دائمی ہوں گی۔

(۲) ان کی رہائش بھی وہاں ہمیشہ ہمیشہ ہو گی۔

(۳) جنتی رب سے راضی — اور رب جنتیوں سے راضی رہے گا۔ اور پھر کبھی بھی یہ موقع نہیں آئے گا کہ اللہ کی نعمتیں ختم ہو جائیں یا ان کو نعمتوں سے محروم کر دیا

جائے۔

بہترین ٹھکانوں' ہمیشہ رہنے والی جنتوں' خوردونوش کے وسیع انتظامات اور ہم سن بیویوں کے تذکرے کے بعد فرمایا :

﴿اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ﴾ (ص : ۵۴)

"یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔"

اور فرمایا :

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (النحل : ۹۶)

"جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔"

نیز فرمایا :

﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ۝﴾ (ھود : ۱۰۸)

"ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۝﴾ (الحجر : ۴۸)

"اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔"

انہی خوبصورت حقائق کو حضور اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا :

((مَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ 'لَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ)) (۷۲)

"جو جنت میں داخل ہو گیا وہ سراپا نعمت میں ہو گا اور کبھی محروم نہیں ہو گا۔ نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ڈھلے گی۔"

---

(۷۲) صحیح مسلم' کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا' باب ۸ دوام نعیم اھل الجنۃ' حدیث ۲۸۳۶

نیز فرمایا :

((يُنَادِيْ مُنَادٍ : إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا۔ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ : ﴿ وَنُوْدُوْٓا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾))

(الاعراف : ۴۳) (۷۳)

"اعلان کرنے والا باآوازِ بلند پکارے گا : (اے جنت والو) اب تم یہاں ہمیشہ صحت مند رہو گے 'کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ ہمیشہ زندہ رہو گے 'کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہمیشہ جوان رہو گے 'کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا۔ ہمیشہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے 'کبھی محرومی نہیں دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یہی تفسیر ہے۔ فرمایا : "اُس وقت ندا آئے گی کہ: یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔"

انہیں موت کہاں سے آئے گی 'اسے تو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کی آنکھوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا تاکہ اہل جنت کو یقین ہو جائے کہ اب موت کا اِدھر سے گزر نہیں 'لہٰذا جنت ہی ہمارا آخری اور مستقل ٹھکانا ہے۔ اور اہل دوزخ کو بھی معلوم ہو جائے کہ اب تو موت بھی نہیں آئے گی کہ اس طرح ہی جان کی خلاصی کا کوئی سامان ہو سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

((يُجَاءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ : يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ :

---

(۷۳) صحیح مسلم 'حوالہ سابقہ 'حدیث ۷۲۸۳

نَعَمْ' هٰذَا الْمَوْتُ۔ قَالَ وَ يُقَالُ : يَا اَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا؟ قَالَ : فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَ يَنْظُرُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ۔ قَالَ : فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُذْبَحُ۔ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ : يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ا وَ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ا)) (۷۴)

"قیامت کے روز موت کو لایا جائے گا گویا کہ وہ سفید و سیاہ مینڈھا ہے' اسے جنت اور دوزخ کے عین درمیان لا کھڑا کیا جائے گا۔ بلند آواز سے پوچھا جائے گا : اے جنت والو کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ گردنیں لمبی کر کے دیکھتے ہوئے کہیں گے : ہاں! یہ موت ہے۔ اور جہنم والوں کو پکار کر پوچھا جائے گا' وہ بھی گردنیں اونچی کر کے دیکھیں گے اور کہیں گے : ہاں یہ موت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : پھر اس کے ذبح کا حکم جاری ہو گا' تو اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر آواز لگے گی : اے جنت والو! یہیں ہمیشہ رہنا ہے' موت نہیں آئے گی۔ اور اے جہنم والو! تمہیں بھی یہیں ہمیشہ رہنا ہے' موت نہیں نصیب ہو گی۔"

(۱۴) دیدارِ الٰہی اور شرفِ ہم کلامی

جس طرح دنیا میں ایک عام آدمی کے لئے انتہائی خوشی بلکہ خوش قسمتی کا مقام ہوتا ہے کہ بادشاہ وقت اسے شرفِ ملاقات بخش دے اور اس سے گفتگو کرے' اسی طرح بلکہ اس سے ہزاروں درجے بڑی خوشی ہو گی ان اہل جنت کو جنہیں رب العالمین

(۷۴) صحیح البخاری' تفسیر سورۃ مریم' باب ۲۲۱ وانذرھم یوم الحسرۃ' حدیث ۴۴۵۳۔ صحیح مسلم' کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا' باب النار یدخلھا الجبارون' حدیث ۲۸۴۹

اور مالک الملک ہستی شرفِ دیدار اور شرفِ ہم کلامی سے نواز دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ)) (۷۵)

"جس طرح تم چودھویں کے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے' اسے دیکھنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"

دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ : يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ : لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ۔ فَيَقُوْلُ : هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ۔ فَيَقُوْلُ : اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا رَبِّ اَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ۔ فَيَقُوْلُ : اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ اَبَدًا))
(۷۶)

"اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے : اے جنت والو! وہ جواب دیں گے : حاضر مولا! اور ہر بھلائی آپ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں

---

(۷۵) صحیح البخاری' کتاب مواقیت الصلاۃ' باب فضل صلاۃ العصر' حدیث ۵۲۹۔ صحیح مسلم' کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ' باب فضل صلاتی الصبح والعصر' حدیث ۶۳۳

(۷۶) صحیح البخاری' کتاب التوحید' باب کلام الرب مع اهل الجنة' حدیث ۷۰۸۰۔ صحیح مسلم' کتاب الجنة و صفة نعیمها واهلها' باب احلال الرضوان علی اهل الجنة......' حدیث ۲۸۲۹

گے : کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے : ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب! جبکہ آپ نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں کہ کسی دوسرے کو نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے : کیا میں تم کو ان سے بہتر چیز نہ دے دوں؟ وہ کہیں گے : اے رب اس سے بہتر کونسی چیز ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے : میں اپنی رضامندی تم کو عطا کرتا ہوں' چنانچہ آج کے بعد میں کبھی بھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔"

ایک دوسری حدیث میں نظارۂ خداوندی اور گفتگو کا نقشہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :

((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : تُرِيدُونَ شَيْئًا اَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ : اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ : فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّوَجَلَّ)) (۷۷)

"جب اہلِ جنت جنت میں پہنچ جائیں گے' آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ تبارک وتعالیٰ دریافت فرمائیں گے : تم کچھ اور چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کر دوں؟ جنتی جواب دیں گے : کیا آپ نے ہمیں سرخ رو نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں آگ سے محفوظ فرما کر جنت میں داخل نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا : اس موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے رخِ اقدس سے حجاب اتار دیں گے تو اللہ عزوجل کے دیدار سے زیادہ محبوب ان جنتیوں کو کوئی دوسری چیز نہیں ملی ہوگی۔"

---

(۷۷) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب اثبات رویۃ المومنین...... حدیث ۱۸۱۔ مسند امام احمد' ج ۴' ص ۳۳۲

یہ بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس : ۲۶)

"جن لوگوں نے بھلائی کا راستہ اختیار کیا ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید فضل۔"

امام السیوطی نے الدر المنثور ج ۴ ص ۳۵۶-۳۶۰ متعدد کتبِ حدیث اور متعدد و مختلف سندوں کے حوالے سے یہ بات ثابت کی ہے کہ سورت یونس کی آیت ۲۶ میں لفظ "الزِّيَادَة" سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

باب دوم
جنت میں
داخلے کی لازمی شرطیں

فصل اول

ایمان لانا

جس طرح ٹھوس اور مستحکم بنیاد کے بغیر عمارت قائم نہیں رہ سکتی اور گہری اور مضبوط جڑوں کے بغیر درخت کھڑا نہیں رہ سکتا عین اسی طرح ایمان کے تمام اجزاء کو صدقِ دل سے قبول کئے بغیر آخرت میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾ (المائدہ : ٥)

"اور جس کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔"

مسلمان ہونے کے لئے جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان کی تفصیل یوں ہے :

(١) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر ایمان

(٢) فرشتوں پر ایمان

(٣) آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان

(٤) رسولوں اور انبیاء پر ایمان

(٥) آخرت پر ایمان

(٦) قضاوقدر پر ایمان

(ا) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے ضمن میں چار باتیں شامل ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو وحدہٗ لاشریک مانا جائے' اور یہ تسلیم کیا جائے کہ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر کمی' کوتاہی' نقص اور محتاجی سے پاک اور اعلیٰ وارفع ہے۔ کائنات میں نہ کوئی اس کا شریک و سہیم ہے اور نہ مثل و مثیل۔ وہ ذات یکتا اور اَحد و صمد ہے۔ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی دعوت اسی نقطۂ توحید سے شروع ہوتی ہے اور اسی بات کا اعلان کرنے کا حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا۔ فرمایا :

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾ (الاخلاص : ۱۔۴)

"کہو وہ اللہ ہے' یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔"

۲۔ قرآن کریم اور سنّتِ مطہرہ میں اللہ تعالیٰ کے جتنے اسماء و صفات بیان ہوئے ہیں ان سب پر ایمان لایا جائے۔ البتہ ان صفات کو حِسّی معنیٰ پہنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ "سمیع" (سننے والا) ہے' وہ کس طرح سنتا ہے اس کو کان یا کسی اور عضو سے مخصوص کرنا خطرناک ہے۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء و صفات کا تذکرہ کیا ہے اور اکثر آیات کے آخر میں دو دو صفات کا ذکر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء کو خوبصورت قرار دیا ہے اور انہی کے حوالے سے دعا کرنے کا ادب سکھایا ہے۔ فرمایا :

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف : ۱۸۰)

"اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے' اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو"

۳۔ اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات کو تسلیم کیا جائے اور ان میں کسی کو بھی شریک یا معاون نہ مانا جائے (اسی کا علمی نام توحید ربوبیت ہے)۔ جن وانس سمیت اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا تنہا خالق' مالک' مدبر' پروردگار' روزی رساں' حاجت روا' اور مشکل کشا ہے۔ نیز دکھ تکلیف' خوشی غمی اور زندگی و موت کا مالک ہے۔ اس پورے انتظام میں کوئی جن' فرشتہ' نبی' ولی' غوث' قطب' امام اور بادشاہ نہ شریک ہے نہ معاون' اور نہ اس کے کسی کام میں کوئی مداخلت کر سکتا ہے۔ اور یہ بات تسلیم کی جائے کہ ساری کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ تنہا اپنی مرضی سے چلا رہا ہے اور اس میں کسی کا کوئی مشورہ یا مرضی شامل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝﴾ (الفاتحہ : ۱)

"تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔"

نیز فرمایا :

﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا' اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ' رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ (الدخان : ۷-۸)

"آسمانوں اور زمین کا رب اور ہر اس چیز کا رب جو آسمان وزمین کے درمیان ہے' اگر تم لوگ واقعی یقین رکھنے والے ہو۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے' وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے' تمہارا رب اور تمہارے ان اسلاف کا رب جو پہلے گزر چکے ہیں۔"

۴- اللہ تعالیٰ ہی کو معبودِ حقیقی اور مطاعِ مطلق تسلیم کیا جائے' یعنی اس کے ہر حکم کی غیر مشروط اطاعت کی جائے۔ جب یہ بات طے ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا تنہا خالق' مالک' مدبر' پروردگار' روزی رساں' حاجت روا' مشکل کشا' نیز خوشی' غمی اور زندگی و موت کا مالک ہے تو اس کا فطری' عقلی اور بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا معبودِ برحق اور مطاعِ مطلق ہے' کائنات کا کوئی دوسرا فرد بلاواسطہ یا بالواسطہ عبادت کا حقدار یا اس کی عبادت میں حصہ دار نہیں ہو سکتا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدالاولین و الآخرین' امام المرسلین' خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء و رسل کی دعوت کا یہی مرکزی نقطہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ۝﴾ (الانبیاء: ۲۵)

"ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے' پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔"

چنانچہ ہر قسم اور ہر شکل کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور زندگی کے ہر معاملے میں جہاں اللہ کا حکم یا اس کے رسول کا حکم موجود ہو غیر مشروط اطاعت بھی اللہ ہی کے لئے ہے' کسی دوسرے کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا۔

(۲) فرشتوں پر ایمان لانا

اسلام نے جن بنیادی باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان میں فرشتوں پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ نہ وہ خدا ہیں اور نہ ہی خدائی میں شریک یا حصے دار' بلکہ وہ تو ہر دم حکم کی بجا آوری کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○﴾ (النحل : ۵۰)

"زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب اللہ کے سامنے سربسجود ہیں' وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے۔ اپنے رب سے' جو ان کے اوپر ہے' ڈرتے ہیں اور جو حکم دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔"

فرشتوں کی تعداد بے شمار ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "البَیتُ المَعمُور" میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرنے کے لئے پہنچتے ہیں' اور جس کی ایک دفعہ باری آ گئی قیامت تک اسے دوبارہ باری نہیں ملے گی۔

جن فرشتوں کے نام اور ذمہ داریوں کا صحیح روایات سے علم ہو جائے ان پر تفصیلی ایمان "ایمان بالملائکہ" کا حصہ ہے۔ مثلاً حضرت جبریل امین انبیاء و رسل تک وحی پہنچانے پر مامور تھے۔ حضرت میکائیل بارش کے منتظم ہیں۔ حضرت اسرافیل قیامت کے روز صور پھونکیں گے۔ "ملکُ الموت" روح قبض کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ جہنم کے داروغے کا نام "مالِک" ہے۔ ان انفرادی ذمہ داریوں کے علاوہ فرشتوں کی ایک جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانوں کے اعمال نامے کا ریکارڈ تیار کرے' لہٰذا ہر انسان کے ساتھ ہمہ وقت دو فرشتے اعمال نامہ لکھنے کے لئے موجود رہتے ہیں۔ کچھ فرشتے قبر میں سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اور اسی طرح متعدد پارٹیوں کی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔ ہاں البتہ جن فرشتوں کی ذمہ داریوں کا علم نہ ہو ان پر اجمالی شکل میں ایمان لانا ضروری ہے۔

فرشتوں کے وجود کا انکار یا ان کے بارے میں ایسی تشریح و تفسیر جس کی سند کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ ﷺ میں نہ ہو انسان کو گمراہی سے دوچار کر دیتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾ (النساء : ۱۳۶)

"جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔"

فرشتوں پر ایمان لانے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی "ایمانِ مفصّل" بیان ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے فوراً بعد فرشتوں پر ایمان کا ذکر ہے۔

(۳) آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا

انسان کسی زمانے میں بھی اندرونی ضمیر اور فطرت کی راہنمائی کے علاوہ آسمانی رہنمائی سے محروم نہیں رہا' چنانچہ انسانوں کی راہنمائی کی لئے متعدد انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی۔ اور آخر میں حضرت محمد ﷺ پر قرآن کریم نازل ہوا۔ ان کتابوں کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صحیفے بھی عطا ہوئے۔

ان آسمانوں کتابوں اور صحیفوں میں تحریف و تغییر کے باوجود آج بھی جزوی طور پر "کلام اللہ" موجود ہے' جس پر تمام اہلِ اسلام کا ایمان ہے اور انہیں "مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰهِ" ماننا ایمان کا حصہ ہے------اسی لئے اہلِ تقویٰ جن جن باتوں پر ایمان لاتے ہیں ان کی تفصیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾ (البقرۃ : ۴)

"جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (قرآن کریم) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی ہیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔"

ان دوسری کتابوں کی تفصیل یوں بیان فرمائی :

﴿وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ﴾ (آل عمران : ۳)

"اور توراۃ وانجیل کو اس نے نازل فرمایا۔"

مزید فرمایا :

﴿وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا۝﴾ (النساء : ۱۶۳)

"اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔"

صحف ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے بارے میں فرمایا :

﴿اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰى ۝ صُحُفِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى۝﴾ (الاعلیٰ : ۱۸-۱۹)

"یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی' ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔"

ان آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے بارے میں بس اتنا مان لینا ہی کافی ہے کہ یہ اصلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور اب ان میں جو کلام اللہ موجود ہے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔

قرآن کریم پر ایمان : دوسری آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر اس قدر ایمان کافی ہے کہ یہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ البتہ قرآن کریم پر ایمان لاتے ہوئے ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ:

۱ : یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝﴾

(غافر : ۲)

"اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے' سب کچھ جاننے والا ہے۔"

ب : اسے جبرئیل امینؑ نے براہ راست آپ ﷺ کے دل تک بذریعہ وحی پہنچایا۔ فرمایا :

﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝﴾

(الشعراء : ۱۹۲۔ ۱۹۴)

"اور یہ رب العالمین کی نازل کردہ (کتاب) ہے' اسے لے کر آپ کے دل پر امانت دار روح (جبرئیل امین) اتری ہے' تاکہ آپ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو متنبہ کرنے والے ہیں۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کا ایک ایک حرف امت تک پہنچایا' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت الفاظ میں حکم تھا کہ :

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (المائدہ : ۶۷)

"اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو' اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا......"

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کو جوکھوں میں ڈال کر بلکہ زندگی کا خطرہ مول لے کر قرآن کا ایک ایک حرف امت تک پہنچایا اور پھر حجۃ الوداع کے موقع پر موجود افرادِ امت سے گواہی بھی لے لی کہ واقعتاً تبلیغِ قرآن کا کام باحسن طریق ہو چکا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا :

((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ' اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ)) (۱)

"اے اللہ! کیا اب تو میں نے فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا ہے؟ اے اللہ! کیا اب تو میں نے فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا ہے؟"

ج : ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت میں ہے' لہٰذا اس میں کوئی تحریف یا تبدیلی نہ ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ فرمایا :

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾

(الحجر : ۹)

"اس ذکر کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

د : قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی سابقہ تمام صحیفے اور کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب صرف قرآن ہی ماخذِ ہدایت اور ماخذِ شریعت ہے۔ فرمایا :

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ' قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝﴾ (المائدہ : ۱۵-۱۶)

"اے اہلِ کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آگیا ہے جو کتابِ الٰہی کی بہت سی ان باتوں کو تمہارے سامنے کھول کر رکھ رہا ہے جن پر تم پردہ ڈالا کرتے تھے اور بہت سی باتوں سے صرفِ نظر بھی کر جاتا ہے' تمہارے پاس اللہ کی روشنی آگئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب' جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں

---

(۱) صحیح البخاری ' کتاب الحج ' باب الخطبۃ ایام منیٰ' حدیث ۱۶۵۲

کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اِذن سے
ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف
ان کی راہنمائی کرتا ہے۔"

٥ : قرآن کریم کی حلال کردہ اشیاء کو حلال اور حرام کردہ اشیاء کو حرام تسلیم کرنا ہو گا' کیونکہ شریعت سازی اور قانون سازی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اور اگر یہ حق کسی اور کے لئے تسلیم کر لیا جائے تو گویا اسے خدا اور معبود تسلیم کر لیا گیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو چھوڑ کر خود ساختہ حکم چلانے والوں کو اپنا مدِ مقابل قرار دیا ہے۔ فرمایا :

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

(التوبہ : ۳۱)

"انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے۔"

اسی آیت کے ضمن میں امام ابن کثیرؒ نے مسند احمد اور سنن الترمذی کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ : مذکورۃ الصدر آیت کی تعبیر و تشریح معلوم کرنے کے لئے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :

"اِنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوْهُمْ" فَقَالَ : ((بَلٰى ' اِنَّهُمْ حَرَّمُوْا عَلَيْهِمُ الْحَلَالَ وَاَحَلُّوْا لَهُمُ الْحَرَامَ فَاتَّبَعُوْهُمْ ' فَذٰلِكَ عِبَادَتُهُمْ اِيَّاهُمْ))

"کہ یہود و نصاریٰ نے تو علماء اور درویشوں کی عبادت نہیں کی" تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "کیوں نہیں! ان کے علماء نے ان کے لئے حلال کو حرام کر دیا اور حرام کو حلال کر دیا تو انہوں نے اُن کی بات کو (فتویٰ) مان لیا اور یہی ان کی عبادت ہے۔"

اسی لئے قانون قرآنی کو چھوڑ کر خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا کفر ہے اور اسے

دل کے اطمینان سے تسلیم کر لینا بھی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴾ (المائدہ : ۴۴)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔"

و : جس طرح آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اسی طرح قرآن کریم بھی خاتم الکتب اور خاتمۃ الوحی ہے۔ اس لئے کہ کتابِ سماوی ہمیشہ بذریعہ وحی نازل ہوتی ہے اور وحی کسی نبی یا رسول پر ہی آتی ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں لہٰذا سلسلۂ وحی بند ہے ۔۔ چنانچہ کسی کتاب کا نزول بھی محال ہے۔

قرآن کریم سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں یا شریعتیں آئیں ان کو مکمل قرار نہیں دیا گیا بلکہ صرف اُس شریعتِ ربانی کو مکمل قرار دیا گیا جو قرآن کریم کی صورت میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی۔ فرمایا :

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدہ : ۳)

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

جب دین مکمل ہو گیا ہے اور قیامت تک محفوظ بھی تو نہ کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت ہے اور نہ ہی نئی آسمانی کتاب کی۔

نوٹ : قرآن حکیم کے مسلمانوں پر کتنے اور کون کون سے حقوق ہیں، اسے جاننے کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ کی کتاب "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کا ضرور مطالعہ کریں۔ مختصر ہونے کے باوصف بہت مفید اور جامع کتاب ہے۔

(۴) انبیاء ورُسُل پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت و عنایت متقاضی ہوئی' اس لئے اس نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہر دور میں انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے تاکہ کسی انسان کے پاس یہ دلیل یا حجت نہ رہے کہ ہمیں "صراطِ مستقیم" دکھانے والا کوئی نہ تھا۔ ان پاکیزہ ہستیوں میں سے بڑی اکثریت کے نام تو قرآن کریم یا احادیثِ رسول اللہ ﷺ میں مذکور نہیں ہیں' البتہ چند ایک کے اسماء گرامی قرآن کریم میں ہیں' جن کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝﴾

(النساء : ۱۶۳ - ۱۶۵)

"(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ ہم نے ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور اولادِ یعقوب' عیسیٰ' ایوب' یونس' ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی' اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔ ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی

جن کا ذکر تم سے نہیں کیا۔ ہم نے موسیٰ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔ اور اللہ بہرحال غالب رہنے والا اور حکیم و دانا ہے۔"

انبیاء و رسل کی کل تعداد ایک لاکھ اور چوبیس ہزار ہے' جن میں سے تین سو پندرہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق تین سو تیرہ رسول ہیں۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَمْ وَفِّي عَدَدُ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ : ((مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا' الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلٰثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا)) (۲)

"میں نے عرض کیا : یارسول اللہ! انبیاء کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا : ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں اور یہ کافی بڑی تعداد ہے۔"

صحیح ابن حبان کی روایت کے مطابق "رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔" ان تین سو تیرہ میں سے پانچ رسول "اولوا العزم" کے لقب سے مشرف ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ :

"اولوا العزم رسول ہیں : محمد' نوح' ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم افضل الصلاۃ واتم التسلیم" (۳)

---

(۲) مسند امام احمد ج ۵' ص ۲۶۵-۲۶۶

(۳) الدر المنثور ج ۷' ص ۴۵۴ در تفسیر سورت الاحقاف آیت ۳۵ بحوالہ ابن ابی حاتم و مردویہ

ان تمام انبیاء و رسل پر بلا تفریق ایمان لانا اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے۔ یہ نہیں کہ چند ایک کو مان لیا جائے اور کچھ کا انکار کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (البقرہ : ۲۸۵)

"رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے قبول کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ 'اس کے فرشتوں' اور اس کی کتابوں' اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں۔ (اور ان کا قول یہ ہے کہ) "ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے....."

جس طرح بلا تفریق تمام انبیاء و رسل پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح ان کا احترام کرنا' ان کے نام کا ادب کرنا' اور ان پر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی ضروری ہے۔

حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانا :

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد قیامت تک ہر انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور درج ذیل باتوں کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے زبان سے اقرار کرے :

۱۔ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے جس رسول کا زمانۂ نبوت تھا وہ ختم ہوا اور اس سعید گھڑی سے لے کر قیامت تک آپ ﷺ ہی کا زمانۂ نبوت ہے' اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ' لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ

بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) (۴)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اس امت میں سے جو کوئی میرے بارے میں سنے' خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی' پھر مرتے دم تک اس دین پر ایمان نہ لائے جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے وہ آگ والوں میں سے ہو گا۔"

عام آدمی کی تو بات ہی کیا اگر سابقہ امتوں میں سے کسی امت کا رسول بھی زندہ ہوتا تو اس کی رسالت منسوخ قرار پاتی اور وہ آپ ﷺ کا امتی بن جاتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((لَوْ كَانَ أَخِي مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي)) (۵)

"آج اگر میرا بھائی موسیٰ زندہ ہوتا تو اسے بھی میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔"

۲۔ آپ ﷺ کی نبوت زمان و مکان کی قیود سے آزاد تمام زمین والوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ ﴾ (النساء : ۱۷۰)

"اے لوگو! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آ گیا ہے۔ ایمان لے آؤ' تمہارے ہی لئے بہتر ہے۔"

واضح رہے کہ سابقہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت اپنی اپنی قوم کے لئے تھی

---

(۴) صحیح مسلم - کتاب الایمان - باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ ونسخ الملل بملته - حدیث ۱۵۳

(۵) مسند امام احمد ج ۳' ص ۳۸۷ - محدث العصر الالبانی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو : ارواء الغلیل ج ۶' ص ۳۴ - حدیث ۱۵۸۹

جبکہ آپ ﷺ کی دعوت "الناس" یعنی تمام لوگوں کے لئے ہے۔

۳ — آپ ﷺ خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں' آپ ﷺ کے بعد کوئی اصلی' ظِلّی یا بروزی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

(الاحزاب : ۴۰)

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں' اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

۴ — آپ ﷺ سے پہلے انبیاء و مرسلین پر صرف ایمان لانا کافی ہے جبکہ آپ ﷺ پر ایمان کے ساتھ ساتھ بلا چون و چرا اور دل کی رغبت کے ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع بھی ضروری ہے' ورنہ سارے ایمانی دعوے محض لفاظی اور وہم و خیال ہیں' اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی اہمیت یا قیمت نہیں۔ فرمایا :

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝﴾ (النساء : ۶۵)

"(اے محمد!) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں' پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں۔"

۵ — اِس اطاعت و اتباع کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی ذات سے والہانہ اور ہر محبت سے بڑھ کر محبت کرنا بھی ایمان کا لازمی جزو ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) (٦)

"تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد' اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز و محبوب نہ ہو جاؤں۔"

حضور اکرم ﷺ پر ایمان کے کچھ اور تقاضے بھی ہیں جنہیں اختصار کے پیش نظر ذکر نہیں کر سکا۔ تفصیل مزید کے لئے سیدی ڈاکٹر اسرار احمد کی مختصر مگر جامع کتاب "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(۵) آخرت پر ایمان لانا

آخرت پر ایمان لانے سے مراد ہے :

۱۔ موت اور اس کی کیفیات پر ایمان لانا۔

۲۔ قبر اور اس کے حالات و واقعات پر ایمان لانا۔

۳۔ حادثہ قیامت اور اس کی ہولناکیوں پر ایمان لانا۔

۴۔ حشر اور اس کی تفصیلات پر ایمان لانا۔

۵۔ حساب' میزان اور جزا و سزا پر ایمان لانا۔

۶۔ "پل صراط" اور اس کی دہشتناکی پر ایمان لانا۔

---

(٦) صحیح البخاری' کتاب الایمان' باب حب الرسول من الایمان حدیث ۱۵۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان - باب وجوب محبۃ الرسول ﷺ حدیث ۴۴

۷۔ متقین وصالحین کی آخری منزل "جنت" پر ایمان لانا۔

۸۔ جہنم' اس کی آگ اور سزاؤں پر ایمان لانا۔

مذکورہ بالا تمام امور پر ایمان لانے کا نام اہلِ سنّت کے نزدیک آخرت پر ایمان ہے۔

۱۔ موت :

دنیاوی زندگی کے اختتام پر انسان موت کے ذریعے آخرت کے دروازے پر قدم رکھتا ہے۔ موت برحق ہے اور ہر جاندار کا مقدّر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ (آل عمران : ۱۸۵)

"آخر کار ہر جاندار کو مرنا ہے۔"

مومن کی موت بہت آسان اور اس کے لئے دنیا کی جیل سے نجات کا ذریعہ ہوتی ہے' کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) (۷)

"یہ دنیا مومن کے لئے جیل اور کافر کے لئے جنت کا درجہ رکھتی ہے۔"

البتہ کافر کی موت بڑی کربناک اور اذیت ناک ہوتی ہے' کیونکہ وہ اپنی بسی بسائی جنت چھوڑ کر المناک سزا کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔ مومن اور کافر کی موت کی کیفیات حدیث میں بہت تفصیل سے بیان ہوئی ہیں [۱]

۲۔ قبر:

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ یہاں پہنچتے ہی انسان سے امتحان لیا جاتا ہے۔ جو اس ابتدائی انٹرویو میں پاس ہو جائے وہ مزے سے رہتا ہے اور جو فیل ہو جائے اس کی

---

(۷) صحیح مسلم - کتاب الزھد والرقائق ابتداء میں - حدیث ۲۹۵۶

[۱] تفصیل و دلیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں "قیامت کی ہولناکیاں" ص ۳۸ تا ۴۲' تالیف استاذ عبد الملک القلیب' ترجمہ بندۂ ناچیز کا ہے۔

سزائیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ النَّكِيْرُ)) (۸)

"جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' کالے سیاہ اور نیلی آنکھوں والے' ایک کا نام "منکر" ہے اور دوسرے کا نام "نکیر"۔

یہ فرشتے یوں سوال کرتے ہیں :

((فَيَقُوْلَانِ لَهُ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ؟ فَيَقُوْلُ : اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ' فَيُقَالُ : اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ)) (۹)

"وہ دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں : تم اس آدمی محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ کہتا ہے : میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے : جہنم میں اپنا ٹھکانا بھی دیکھ لو' اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں تمہارے لئے جنت میں مقام بنا دیا ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((يُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِي' فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ' قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ

---

(۸) سنن الترمذی کتاب الجنائز' باب ۷۱ حدیث ۱۰۷۱

(۹) صحیح البخاری - کتاب الجنائز باب المیت یسمع خفق النعال حدیث ۱۲۷۳

فِی قَبْرِہٖ مَدَّ بَصَرِہٖ" (۱۰)

"چنانچہ ایک منادی کرنے والا آسمان سے اعلان کرتا ہے : "میرے بندے نے سچ کہا۔ چنانچہ جنت سے اس کے لئے بستر لادو' اسے جنت کا لباس پہنادو اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔" آپ ﷺ نے فرمایا : "چنانچہ جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اس کے پاس آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر حدِ نگاہ تک کشادہ کردی جاتی ہے۔"

اسی طرح فاسق و فاجر' منافق اور کافر و مشرک سے بھی سوال ہوتا ہے اور حسبِ حال ان کے لئے سزا تجویز ہوتی ہے۔ سابقہ حوالوں میں تصویر کا دو سرا رخ بھی موجود ہے۔

۳۔ ظہورِ قیامت :

ظہورِ قیامت کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا :

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ○﴾ (الانفطار : ۱ - ۵)

"جب آسمان پھٹ جائے گا' اور جب تارے بکھر جائیں گے' اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے' اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔ اُس وقت ہر شخص کو اس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔"

مزید فرمایا :

﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ يَوْمَئِذٍ

(۱۰) مسند امام احمد ج ۴۔ ص ۲۸۸' ۲۹۵' ۲۹۶۔ المستدرک للحاکم' ج ا' ص ۳۷ تا ۴۰۔ امام الذہبی اور استاذ ناصر الدین الالبانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔

وَّاهِيَةٌ ۝﴾ (الحاقه : ۱۳ - ۱۶)

"جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماری جائے گی' زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اُس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔ اُس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔"

چنانچہ پہلے صُور کی آواز سے کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور جب صور کی دوسری آواز کانوں میں پڑے گی تو تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۚ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾ (الزمر : ۶۸)

"اور اس روز صور پھونک دیا جائے گا اور سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکایک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔"

۴۔ حشر:

اپنی اپنی قبروں سے نکلنے کے بعد تمام لوگ فوراً اور جلدی جلدی میدانِ حشر میں پہنچیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝﴾

(یٰسٓ : ۵۱ - ۵۳)

"پھر ایک صور (دوسرا) پھونکا جائے گا اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لئے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔ گھبرا کر کہیں گے : یہ کس نے ہمیں ہماری سونے کی جگہ سے اٹھا کھڑا کیا' یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا' اور رسولوں کی بات سچی تھی۔ ایک ہی زور کی آواز ہو گی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔"

۵- حساب و میزان :

میدانِ حشر میں حاضری کے بعد اللہ احکم الحاکمین زندگی بھر کے کاموں کا حساب لیں گے اور بالکل عدل و انصاف کے ساتھ۔ فرمایا :

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا' وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا' وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ۝﴾ (الانبیاء : ۴۷)

"قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والا ترازو رکھ دیں گے' پھر کسی شخص پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہو گا۔ جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے' اور حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں۔"

نہ صرف ترازو ٹھیک ہوں گے بلکہ وزن بھی حق و انصاف کے ساتھ ہو گا۔ فرمایا :

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ' فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ' فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ' فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۝﴾ (الاعراف : ۸ ـ ۹)

"اور وزن اس روز عین حق ہو گا۔ جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے۔ اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو

خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے 'کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔"

۶۔ پُل صراط :

یہ پل صراط کیسا ہوگا؟اس پر مسلمان کس طرح گزریں گے؟کافروں پر کیا بیتے گی؟ان سوالوں کا جواب آپ ﷺ کے درج ذیل فرمان میں موجود ہے۔ فرمایا :

((ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ)) قُلْنَا : "يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْجَسْرُ؟" قَالَ : ((مَدْحَضَةٌ' مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَ كَلَالِيبُ وَ حَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ' لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيفَةٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهُ السَّعْدَانُ' اَلْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَاَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ' فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا)) (۱۱)

"اس کے بعد پُل (عرف عام میں پل صراط) کو لاکر دوزخ کے اوپر عین درمیان میں رکھ دیا جائے گا۔" ہم نے دریافت کیا : "یارسول اللہ! وہ پل کیسا ہوگا؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اس پر پھسلن ہوگی' اس میں الٹی سیدھی سلاخیں لگی ہوں گی' تیز نوک دار کانٹے ہوں گے' ان کانٹوں کے سرے مڑے ہوئے ہوں گے جیسے نجد کے کانٹے ہیں' اسے سعدان کہتے ہیں۔ اہل ایمان پُل پر مختلف انداز سے گزریں گے' کوئی آنکھ جھپکتے ہی' کوئی بجلی کی

(۱۱) صحیح البخاری - کتاب التوحید - باب وجوه یومئذ ناضرة حدیث ۷۰۰۱- صحیح مسلم' کتاب الایمان - باب معرفة طریق الرویة حدیث ۱۸۳

طرح، کوئی ہوا کی طرح، کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح، کوئی عام سوار کی طرح، نتیجۃً بعض اہلِ ایمان بعافیت و سلامتی گزر جائیں گے، البتہ کچھ کو خراشیں آئیں گی، لیکن بچاؤ ہو جائے گا، اور کچھ جہنم کی آگ میں گر جائیں گے، حتیٰ کہ آخری آدمی گھسٹتے گھسٹتے پہنچے گا۔"

۷۔ جنّت :

صالح اور متقی اہلِ ایمان، انبیاء و رُسل علیہم السلام کے مستقل ٹھکانے کا نام جنت ہے۔ گناہ گار اہل ایمان بھی اپنی سزا پانے کے بعد وہیں پہنچ جائیں گے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝﴾ (قٓ : ۳۱)

"اور جنت متقیوں کے قریب لے آئی جائے گی۔"

اس میں اہلِ جنت کے لئے کیا کچھ ہو گا، اس بارے میں فرمایا :

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ (السجدہ : ۱۷)

"پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لئے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔"

باب اول میں جنت کی نعمتوں کا کافی و شافی بیان موجود ہے۔

۸۔ جہنم :

کافروں، مشرکوں اور نعمتِ ایمان سے محروم افراد کے مستقل ٹھکانے اور فاسق و فاجر اہلِ ایمان کے عارضی ٹھکانے کا نام جہنم ہے، جو ہمہ قسم کے عذاب اور تکلیف کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مجرموں کا گھر قرار دیا ہے۔ فرمایا :

﴿إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ، لَا يَمُوتُ

فِيهَا وَلَا يَحْيٰى﴾ (طٰہٰ : ۷۴)

"حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا' اس کے لئے جہنم ہے' جس میں وہ نہ جئے گا نہ مرے گا۔"

مزید فرمایا :

﴿إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء : ۱۴۰)

"یقین جانو کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرنے والا ہے"۔[1]

(۶) قضاء وقدر پر ایمان لانا

قضاء وقدر پر ایمان لانے کو عرفِ عام میں اچھی بری تقدیر پر ایمان بھی کہتے ہیں۔ تقدیر سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کُل کائنات کے بارے میں جو جامع منصوبہ اور پروگرام پوری جزئیات و تفصیلات کے ساتھ طے کیا ہے اس پر ایمان لانا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝﴾ (الانعام : ۵۹)

---

[1] ضروری وضاحت : "آخرت پر ایمان" کے ضمن میں اختصار کے پیش نظر تفصیلات سے عمداً گریز کیا ہے۔ مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو استاذ عبدالملک الکلیب کی عظیم و بے مثل تالیف "اھوال القیامۃ" کا مطالعہ مفید رہے گا۔ مذکورہ کتاب کا ترجمہ بندۂ خاکسار نے کیا ہے اور اسے نور اسلام اکیڈمی لاہور نے شائع کیا ہے۔۔۔۔ اور نام ہے "قیامت کی ہولناکیاں"۔

"اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا' بحر و بر (زمین اور سمندر) میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو' زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک و تر سب ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔"

آیتِ کریمہ سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں :

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو کائنات کے ذرے ذرے کا پیشگی علم ہے۔

۲۔ اور ان تمام معلومات کو اللہ تعالیٰ نے "کتابِ محفوظ" کے اندر درج کر رکھا ہے۔

نیز فرمایا :

﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾ (الفرقان : ۲)

"اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا' پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔"

کائنات کی تقدیر سے مراد کیا ہے' اس کی تفصیل امام العصر العلامہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کہ کائنات کی ہر چیز کو وجود بخشا ہے بلکہ وہی ہے جس نے ایک ایک چیز کے لئے صورت' جسامت' قوت و استعداد' اوصاف و خصائص' کام اور کام کا طریق' بقا کی مدت' عروج و ارتقا کی حد' اور دوسری وہ تمام تفصیلات مقرر کی ہیں جو اس چیز کی ذات سے متعلق ہیں اور پھر اسی نے عالمِ وجود میں وہ اسباب و وسائل اور مواقع پیدا کئے ہیں جن کی بدولت ہر چیز یہاں اپنے اپنے دائرے میں اپنے حصے کا کام کر رہی ہے۔" (۱۲)

---

(۱۲) تفہیم القرآن' سورت الفرقان حاشیہ ۸' ج ۳۔ ص ۴۴۳

جب تمام معاملات پہلے سے طے شدہ اور لکھے ہوئے ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا انسان آزاد و خود مختار ہے یا کہ مجبورِ محض؟ ـــ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان امورِ طبیعیہ میں یقیناً مجبورِ محض ہے' کیونکہ نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے جاتا ہے' نہ اپنی مرضی سے جوان ہوتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے بوڑھا ہوتا ہے' نہ اپنی مرضی سے بیمار ہوتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے تندرست۔ اسی طرح نہ اپنی مرضی سے غریب ہوتا ہے نہ اپنی مرضی سے امیر بنتا ہے ـــ البتہ شرعی احکام کی بجا آوری یا نافرمانی میں وہ خالصتاً آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝﴾

(الدھر : ۳)

"ہم نے اسے راستہ دکھا دیا' خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا ہو۔"

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے نیکی و بدی کے راستے واضح کر دیئے ہیں اور ان پر چلنے میں بھی وہ آزاد ہے اور اس آزادی و اختیار کی وجہ سے آخرت میں وہ اپنے اعمال کا جواب دِہ بھی ہے' لہٰذا اسے تقدیر کا بہانہ کر کے بے عمل و بد عمل نہیں بننا چاہیے' بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہیے۔ فرمایا :

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (البقرہ : ۲۸۶)

"اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا' ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لئے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال بھی اسی پر ہے"۔

ایک وضاحت

زیر نظر کتاب میں "ایمانیات" کی بحث ایک بنیادی شرط کی وضاحت کے طور پر آئی ہے' اسی لئے ہم تفصیل مزید میں جانے سے قاصر رہے۔ اگر کوئی بات ادھوری یا تشنہ محسوس ہو تو اسے ہماری مجبوری سمجھ لیں۔ البتہ تفصیل درکار ہو تو اہل السنت والجماعت کے عقائد پر مبنی کسی کتاب کا مطالعہ کر لیں۔ سماحۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ نے "شرح اصول الایمان" کے نام سے ایک مختصر کتاب ترتیب دی ہے جو مختصر ہونے کے باوجود انتہائی جامع اور مدلل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرا اور توفیق خاص سے اس ناچیز خاکسار نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے' جو نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام "اسلام کے بنیادی عقائد" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

اسی طرح فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالمجید الزندانی کی کتاب "الایمان" اس موضوع پر ایک جامع اور قدرے مفصل کتاب ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس کا اردو ترجمہ راقم الحروف نے "ایمانیاتِ اسلام" کے نام سے کیا ہے اور اسے بھی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور نے شائع کیا ہے۔

فصل دوم

ایمان کو ضائع کرنے والے کاموں سے بچنا

جب داخلۂ جنت کے لئے ایمان بنیادی شرط ہے تو اس کی حفاظت اور ایسے کاموں سے محفوظ کرنا بھی ضروری ہے جو اسے ضائع کر دیتے ہیں اور نتیجۃً انسان جنت سے محروم رہتا ہے۔ ایسے خطرناک کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱۔ شرک : شرک سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ دوسروں کی عبادت کرنا۔ شرک کی ایک قسم ریاکاری اور دکھلاوا بھی ہے۔ مندرجہ ذیل اعمال انواعِ شرک میں داخل ہیں :

- اللہ کی محبت سے بڑھ کر کسی سے محبت کرنا۔
- غیر اللہ پر توکّل کرنا۔
- نفع نقصان پہنچانے میں کسی کا خوف محسوس کرنا۔
- اللہ کو چھوڑ کر نفع نقصان کی دوسروں سے امیدیں لگانا۔
- غیر اللہ کو سجدہ کرنا۔
- غیر اللہ سے دعا کرنا۔
- غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔
- مخلوق کے نام کی نذر نیاز دینا۔
- بیت اللہ کے علاوہ کسی قبر، شجر، یا حجر کا طواف کرنا۔
- اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے مدد مانگنا۔
- مشکلات میں کسی دوسرے کو استغاثے کے لئے پکارنا۔

اس طرح کے کام کرنے والے جنت سے محروم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (یونس : ۱۸)

"یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع' اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (اے نبی) ان سے کہو : کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

۲۔ اللہ اور بندے کے درمیان کسی پیر فقیر' پنڈت' پروہت' نبی' ولی' غوث' قطب' جن یا فرشتہ کو وسیلہ اور واسطہ تسلیم کرنا ایمان کے منافی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کی بلاواسطہ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾ (البقرہ : ۱۸۶)

"اور (اے نبی) میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں' پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ راست پالیں۔"

"وَلْيُؤْمِنُوا بِي" کا لفظ بتا رہا ہے کہ ایسا نہ کرنے والے ایمان سے محروم رہیں گے۔ اور ایمان سے محروم رہنے والا جنت سے محروم رہتا ہے۔

۳۔ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو مکمل تسلیم کرنا یا شریعتِ اسلامی کو چھوڑ کر خود ساختہ قوانین پر دل سے راضی ہو جانا۔

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کی پیروی عبادتِ رب ہے تو غیر اللہ کے حکم کی اطاعت "عبادتِ طاغوت" ہے اور جو آدمی طاغوت کی اطاعت کرتا ہے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ ﴾ (النساء : ۶۰)

"(اے نبی!) تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں، مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔"

واضح رہے کہ ہر وہ اتھارٹی جو حکمِ الٰہی کو پسِ پشت ڈال کر اپنا یا کسی اور کا حکم نافذ کرتی ہے وہ "طاغوت" ہے اور اس کی بغاوت ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔

لہٰذا جن لوگوں کا خیال ہے کہ :

- خود ساختہ قوانین شریعتِ اسلامی سے بہتر ہیں۔
- یا اسلامی نظام دورِ حاضر میں نافذ ہونے کے قابل نہیں۔
- یا اسلام مسلمانوں کی پستی و پسماندگی کا سبب ہے۔
- یا اسلامی حدود کا نفاذ مہذب معاشرے میں ممکن نہیں۔

○ یا احکامِ شریعت اگرچہ صحیح ہیں لیکن دوسرے قوانین کو نافذ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ایسے حضرات کو نہ اپنے آپ کو دھوکے میں رکھنا چاہئے اور نہ دوسروں ہی کو دھوکہ دینا چاہئے۔ وہ پکے کافر ہیں اور انہیں واضح لفظوں میں اپنے کافر ہونے کا اعتراف کرکے کوئی دوسرا دین قبول کرلینا چاہئے۔ یا پھر اسلام کو "بالاتر" قانون و نظام تسلیم کرکے صحیح مطیع فرمان بن جانا چاہئے۔

۴ – شریعتِ محمدیؐ سے دل میں بغض رکھنا : ایمان کا اصل مقام دل ہے۔ جب دل میں اس دین سے کوئی تعلق نہیں تو ایمان و یقین کی کیفیت کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ ﴾ (محمد : ۹)

"کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔"

۵ – کافروں اور مشرکوں کو خارج از ملتِ اسلامیہ نہ سمجھنا : دنیا میں اصلاً دو ہی امتیں اور ملتیں آباد رہی ہیں ـــ ایک ملتِ کفر اور دوسری ملتِ اسلام۔ اور یہ دونوں ملتیں کسی مقام پر بھی یکجا نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ ملتِ کفر کے افراد کو کافر نہ سمجھنے کا معنیٰ ہے کہ اسے نہ ملتِ کفر کا پتہ ہے اور نہ ملتِ اسلام کی خبر ہے، جبکہ مومن تو کھلے لفظوں کے ساتھ ملتِ کفر سے اظہارِ بیزاری کرنے کا پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

﴿الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ﴾

"تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا: ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں' ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔" (الممتحنہ : ۴)

۶۔ اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ 'احکامِ شریعت یا شعائر اللہ کا مذاق اڑانا :

انسان کی فطرت ہے کہ صرف اس چیز کا مذاق اڑاتا ہے جس کی قدر و منزلت اس کے دل سے ختم ہو چکی ہوتی ہے' بلکہ بسا اوقات اس کا سینہ حقارت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر جہاد کی کوششوں کو دیکھ کر نعمتِ ایمان سے محروم منافق لوگ آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَرَسُولِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾

"ان سے کہو : کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذرات نہ تراشو' تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔" (التوبہ : ۶۵۔ ۶۶)

اس واضح وعید اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے "کھلے فتوے" کے بعد دینی احکام' شعائر اللہ اور کتاب و سنت کا مذاق اڑانے والے اپنے ایمان کا از سرِ نو جائزہ لے لیں کہ وہ کہاں کھڑے ہیں یا پھر قیامت کے دن کے لئے جواب سوچ لیں۔

۷۔ جادو کرنا' جادو کروانا یا جادوگر کی باتوں کو تسلیم کرنا : سفلی علم سے متعلق

تمام اعمالِ رذیلہ مثلاً جادو، عملیات، ٹونے ٹوٹکے، کالا علم، گنڈے، دست شناسی، اور غیبی خبروں کا دعویٰ، یہ سب کے سب اعمال "سحر" کی تعریف میں آتے ہیں۔

سحر کرنا، سحر کروانا یا ساحر کی باتوں کو صحیح و برحق تسلیم کرنا کفر ہے۔ قرآن حکیم نے کھلے لفظوں میں اسے کفر قرار دیا ہے۔ فرمایا :

﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (البقرہ : ۱۰۲)

"اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ فرشتے جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ : دیکھ، ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔"

حضور اکرم ﷺ نے شرک کے بعد سحر کو سب سے زیادہ تباہ کن گناہوں میں شمار کیا ہے۔ فرمایا :

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ : ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ.......)) (۱۳)

---

(۱۳) صحیح البخاری کتاب الوصایا ۔ باب ۲۳ قول اللہ تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتامی حدیث ۲۶۱۵

"سات ہلاکت خیز گناہوں سے دور رہو۔" صحابہ نے دریافت کیا : اے اللہ کے رسول' وہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا........"

جو آدمی نہ جادو کرتا ہے نہ کرواتا ہے بلکہ صرف جادوگر کی باتوں کو برحق مانتا ہے اس پر بھی جنت حرام ہے۔ فرمایا :

((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ : مُدْمِنُ خَمْرٍ' وَقَاطِعُ رَحِمٍ' وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ)) (۱۴)

"تین قسم کے آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے : (۱) شراب کا نشہ کرنے والا۔ (۲) قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا۔ (۳) جادوگر (نجومی' فال گیر' ماضی اور مستقبل کی خبریں بتانے والا وغیرہ وغیرہ) کی باتوں پر یقین کرنے والا۔"

۸۔ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنا : اگر کوئی مسلمان اسلام اور کفر کو دو علیحدہ اور باہم متصادم قوتیں تسلیم کرتا ہے تو اس کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ اس کی حمایت' نصرت' تعاون اور اخلاقی و حربی وزن اہلِ ایمان کے ساتھ ہو' نہ کہ اہل اسلام کے مقابلے میں وہ کافروں کے ساتھ کھڑا نظر آئے۔ ورنہ اس کا معنیٰ یہ ہو گا کہ اسے ایمان سے زیادہ بھی کوئی مفاد' تعلق یا رشتہ عزیز ہے۔ اور جو رشتہ یا تعلق ایمان کے مقابلے میں غالب آ جائے وہ انسان کو نعمتِ ایمان سے محروم کر دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ

---

(۱۴) مسند امام احمد ج ۴ ۔ ص ۳۹۹ ۔ المستدرک للحاکم ج ۴' ص ۱۴۶۔ امام حاکم اور امام الذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿

(المائدہ : ۵۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ' یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی راہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔"

واضح رہے کہ یہود و نصاریٰ' مشرکوں اور کافروں کے مقابلے میں اہل اسلام کے قریب ہیں' جب یہود و نصاریٰ سے دوستی و رفاقت ممنوع اور ہدایتِ ربانی سے محرومی کا موجب ہے تو کافروں اور مشرکوں سے دِلی دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ اور پھر اس طرح کی دوستی کہ ایک مسلمان اہل اسلام کے مقابلے میں کافروں کی حمایت اور تعاون پر اتر آئے ــــ اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے؟

۹۔ کسی کو شریعت کی پابندی سے بلند و بالا تصور کرنا : "دین" نام ہے کسی بھی نظام و قانون کو دل و جان کی رغبت سے قبول کر کے اطاعت کرنے کا۔ اور جو شخص اطاعت نہیں کرتا وہ باغی و نافرمان کہلائے گا۔

"دین اسلام" نے بھی اپنے ماننے والوں کو شریعت' احکام اور نظام کا پابند کیا ہے۔ نبی سے لے کر ایک گناہ گار اور کمزور ایمان امتی تک کوئی بھی ان احکام سے بالا اور مستثنیٰ نہیں (اضطراری شکل میں وقتی رخصت کا معاملہ بھی اس نظام کا حصہ ہے' البتہ اسے دلیل یا مثال نہیں بنایا جا سکتا۔) بعض لوگ اپنے آپ کو یا دوسروں کو اہلِ صفا' صاحبِ تزکیہ' اولیاء اللہ اور زاہدِ دنیا کا لقب دے کر احکامِ شریعت سے آزاد سمجھ بیٹھتے ہیں' پھر وہ چاہے سارنگی بجائیں یا بھنگ گھوٹیں' ننگے پھریں یا نامحرم عورتوں کے

ساتھ محفلیں سجائیں' ان کے زعم میں سب صحیح ہے' جبکہ شریعت کے احکام کی رُو سے یہ سب باتیں حرام ہیں۔ اپنے آپ کو یا دوسروں کو شریعت کے احکام سے آزاد سمجھنے والے نافرمان اور باغی ہی نہیں بلکہ کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝﴾ (آل عمران : ۸۵)

"اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔"

اگر صفاو تزکیہ اور زہد کی بنا پر کوئی انسان احکامِ شریعت سے بالا یا مستثنیٰ ہو سکتا تھا تو وہ حضور اکرم ﷺ یا صحابہ کرام اور بالخصوص عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم ہو سکتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی زندگی میں ہی جنت کا سرٹیفکیٹ عنایت کر دیا تھا' لیکن ان میں سے کسی نے بھی یا ان کے بارے میں کسی نے "احکامِ شریعت سے بالا" ہونے کا تصور قائم نہیں کیا تو پھر ان پاکیزہ ہستیوں کے علاوہ کون اس بات کا دعویٰ کرنے کا حقدار ہو سکتا ہے؟ — ایسا دعویٰ کرنا یقیناً کھلی گمراہی اور کفر ہے۔

۱۰۔ اللہ کے دین سے منہ موڑلینا : انسان کا ظاہری کردار اس کے باطن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جس انسان کی زندگی میں دین سے کوئی رغبت نظر نہ آئے' نہ اسے دین سیکھنے کا شوق ہو' نہ دین کا کوئی نام و نشان اس کی عملی زندگی میں دیکھا جا سکے' اس کے پلّے میں سوائے اسلامی نام کے اور کیا رکھا ہے جو کہ اس کے والدین یا کسی دوسرے سرپرست نے تجویز کیا تھا۔ البتہ اس کی اپنی زندگی کی ساری تگ و دو جانوروں اور حیوانوں کی طرح صرف تلاشِ معاش یا لہو ولعب کے لئے وقف ہو' آخر اس کا دین کے

ساتھ کیا ناطہ یا رشتہ ہو سکتا ہے؟

ایسے لوگ مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے اور شناختی کارڈ پر مسلمان لکھا گیا' اس سے زیادہ ان کا اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ○ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○﴾

"حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہو گا' ان برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ (اپنے اس غلط عقیدے اور غلط طرز عمل کی وجہ سے) کرتے رہے۔ (یونس: ۷-۸)

اور فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○﴾ (ھود: ۱۵-۱۶)

"جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ٹھہرا۔"

فصل سوم

جنّت سے محروم کردینے والے کاموں سے بچنا

اللہ تعالٰی نے اپنی آخری اور تاقیامت پڑھی جانے والی کتاب قرآن حکیم میں واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ جو شخص جنت میں جانے کا خواہش مند ہو وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ فرمایا :

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۝﴾

(النساء : ۳۱)

"اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تم کو روکا جارہا ہے تو تمہارے اعمال نامے سے ہم چھوٹے گناہ ازخود ساقط کردیں گے اور تمہیں انتہائی باعزت جگہ (جنت) میں داخل کردیں گے۔"

لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے ان بڑے بڑے گناہوں کی پہچان ہو تاکہ ان سے بچا جاسکے۔

کبیرہ گناہ کی پہچان

اہلِ علم نے گناہ کبیرہ کی پہچان ان الفاظ میں بیان کی ہے : ہر وہ کام گناہ کبیرہ میں شامل ہے جس کے مرتکب کے لئے :

ا۔ دنیا میں کوئی حد یا تعزیر مقرر کی گئی ہو۔ مثلاً چوری کرنا' زنا کرنا' زنا کی تہمت لگانا' قتل کرنا' زمین میں فتنہ وفساد برپا کرنا۔

ب۔ یا آخرت میں اس کے لئے سزا کی وعید ہو۔ مثلاً مرتد ہو جانا' نفاق والی زندگی گزارنا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا' رسولوں کا مذاق اڑانا۔

ج - یا اس گناہ کے نتیجہ میں خاتمۂ ایمان کی اطلاع دی گئی ہو۔ مثلاً امانت میں خیانت کرنا' بد عہدی کرنا' نماز ترک کرنا۔

د- یا گناہ کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے تعلقی کا اعلان ہو۔ مثلاً دھوکہ دینا' معرکے سے فرار ہونا۔

ہ- یا کتاب و سنّت نے واضح الفاظ میں اسے امتِ مسلمہ سے خارج قرار دیا ہو۔ مثلاً شرک کرنا' غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز دینا۔

و- یا اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت کی ہو۔ مثلاً غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا' والدین کو برا بھلا کہنا' سودی لین دین کرنا۔

ز- یا اس پر اللہ تعالیٰ کے غصے اور غضب کا اعلان کیا گیا ہو۔ مثلاً کچھ کیے کرائے بغیر ڈینگیں مارنا' بڑھاپے میں زنا کرنا' بادشاہ ہوتے ہوئے جھوٹ بولنا۔

ح - یا کتاب و سنت میں ایسے کام کے مرتکب کو فاسق قرار دیا گیا ہو۔ مثلاً غیر شرعی احکام نافذ کرنا' جھوٹی گواہی دینا۔

ط - یا کتاب و سنت کی نصِ صریح نے اس کام کو "حرام" قرار دیا ہو۔ مثلاً مُردار کھانا' خنزیر کھانا' خون پینا۔

ی - ہر گناہِ صغیرہ' گناہِ کبیرہ بن جاتا ہے جب وہ دین کے استخفاف یا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں استکبار کے جذبے سے کیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی "گناہِ صغیرہ" مسلسل کیا جائے تو "گناہِ کبیرہ" کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درج ذیل قول سے ثابت ہوتی ہے :

لَا کَبِیرَۃَ مَعَ الِاسْتِغْفَارِ وَلَا صَغِیرَۃَ مَعَ الِاصْرَارِ

"استغفار کرنے سے بڑا گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔ اور مسلسل کرتے رہنے سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔"

تمام کبیرہ گناہوں پر مدلل و مفصل بحث کا تو یہ مقام نہیں' البتہ صرف معلومات اور توجہ دلانے کے لئے ان کے نام ذکر کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

کبیرہ گناہوں کی مضمون وار تفصیل

نعمتِ ایمان سے محروم کر دینے والے کبیرہ گناہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شرک کرنا۔

۲۔ اجزاءِ ایمان میں سے کسی کا انکار کرنا۔

۳۔ شہرت اور دکھلاوے کی خاطر نیکی کرنا۔

۴۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا' یا دوسرے مراسمِ عبادت ادا کرنا۔

۵۔ جادو' ٹونا اور دیگر سفلی عملیات سیکھنا' سکھانا' ایسا عمل کرنا یا کروانا' یا ان کی باتوں کی تصدیق کرنا۔

۶۔ شرکیہ الفاظ پر مشتمل دم کرنا یا تعویذ لکھنا۔ حقیقتِ حال معلوم ہونے کے باوجود ان کا استعمال کرنا۔

۷۔ نماز چھوڑ دینا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' احکامِ شریعت یا شعائر اللہ کا مذاق اڑانا۔

۹۔ استطاعت کے باوجود غیر اللہ یعنی طاغوت کا حکم نافذ کرنا یا اطمینانِ قلب کے ساتھ اسے تسلیم کر لینا۔

۱۰۔ اہل ایمان کے مقابلے میں اہلِ کفر کی حمایت یا مدد کرنا۔

۱۱۔ کسی نبی' ولی' غوث' قطب' پیر' فقیر' مولوی' ملنگ' مجذوب وغیرہ کو احکامِ

شریعت سے بلند و بالا یا مستثنیٰ سمجھنا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی سزا سے بے خوف ہو جانا۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جانا۔

۱۴۔ احکام شریعت سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے کلیۃً بے تعلق ہو جانا۔

۱۵۔ غیر اللہ کے نام پر دی ہوئی نیاز کو متبرک و مقدس سمجھ کر استعمال کرنا۔

حقوق اللہ سے متعلق کبیرہ گناہ

۱۔ زکاۃ ادا نہ کرنا۔

۲۔ بلا عذر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھنا' یا رکھ کر توڑ دینا۔

۳۔ استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کے نام پر جھوٹ گھڑنا۔

۵۔ جہاد میں پیٹھ دکھا کر فرار ہونا۔

۶۔ تکبر' گھمنڈ' یا خود پسندی کے مرض میں مبتلا ہو جانا۔

۷۔ بلا وجہ جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا۔

۸۔ نمازِ جمعہ سے غیر حاضری کرنا۔

۹۔ استکبارِ نفس کے جذبے سے کوئی صغیرہ گناہ کرنا۔

حقوق العباد سے متعلق کبیرہ گناہ

۱۔ والدین کی نافرمانی اور ان کی خدمت سے گریز۔

۲۔ والدین کو خود اپنی زبان سے گالی دینا یا کسی کے والدین کو گالی دے کر اپنے والدین کے لئے گالیوں کا دروازہ کھولنا۔

۳۔ قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لینا۔

۴۔ صلہ رحمی کے تقاضوں کو پامال کرنا۔

۵۔ یتیم کے مال پر ہاتھ صاف کرنا۔

۶۔ خاوند کی نافرمانی کرنا۔

۷۔ بیوی کے حقوق ادا نہ کرنا اور اس پر جسمانی یا نفسیاتی ظلم کرنا۔

۸۔ اولاد کے لئے غلط نمونہ پیش کرکے ان کا مستقبل تباہ کرنا۔

۹۔ پڑوسیوں کو تکلیف دینا۔

۱۰۔ شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر مرتے وقت کسی کو وصیت میں نواز دینا اور کسی کو محروم کردینا۔

۱۱۔ ماتحت افراد بالخصوص ملازم اور کمزور طبقہ کے افراد پر ظلم کرنا۔

۱۲۔ کسی مسلمان کو اسلحہ سے ڈرانا۔

۱۳۔ خون ریزی کرنا۔

۱۴۔ خودکشی کرنا۔

۱۵۔ لوگوں کے شخصی اور نجی معاملات کی ٹوہ میں رہنا۔

شرمگاہ کے حوالے سے کبیرہ گناہ

۱۔ محرم رشتہ دار سے زنا کرنا۔

۲۔ پڑوسی کے اہلِ خانہ سے زنا کرنا۔

۳۔ کسی بھی انسان سے ناجائز تعلقات بنانا۔

۴۔ اغلام بازی کرنا۔

۵۔ غیر فطری طریقے سے منی نکالنا۔

۶۔ پاک دامن عورتوں پر الزام دھرنا۔

۷۔ لذت کی خاطر ہم جنس سے جسم رگڑنا۔

۸۔ جنسِ مخالف کو شہوت کی نظر سے دیکھنا۔

۹۔ حالتِ حیض میں جماع کرنا۔

۱۰۔ اپنے ہی اہلِ خانہ میں بدکاری کو برداشت کرنا۔

۱۱۔ مخربِ اخلاق 'بے ہودہ اور فحش لٹریچر یا ویڈیو کیسٹ کا نظارہ کرنا۔

۱۲۔ غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت میں وقت گزارنا۔ خاتون سیکریٹری بھی اسی حکم میں آتی ہے۔

زبان کے حوالے سے کبیرہ گناہ

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو برا بھلا کہنا یا گالی دینا۔

۲۔ جھوٹی گواہی دینا۔

۳۔ عموماً اور عمداً جھوٹ بولنا۔

۴۔ احسان جتلانا۔

۵۔ جھوٹی قسم کھانا۔

۶۔ کثرت سے یا بلاوجہ لعنت ملامت کرنا۔

۷۔ گالی بکنا۔

۸۔ چاپلوسی کرنا۔

۹۔ غیبت کرنا۔

۱۰۔ چغلی کھانا۔

۱۱۔ نیک اور اہل اللہ کو تکلیف دینا۔

۱۲۔ فضول اور بے مقصد بولتے چلے جانا۔

۱۳۔ تکلف اور بناوٹ سے فصاحت و بلاغت کا اظہار کرنا۔

۱۴۔ اپنے حقیقی نسب کو چھپانا۔

۱۵۔ جان بوجھ کر اپنے حقیقی اور معروف والد کے بجائے کسی دوسرے سے اپنا خونی رشتہ جوڑنا۔

۱۶۔ ہمیشہ جھگڑے اور پھڈے والی زندگی بسر کرنا۔

۱۷۔ مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانا۔

معاشرے کے استحکام کو خطرے میں ڈالنے والے کبیرہ گناہ

۱۔ انفرادی سود خوری یا اجتماعی اداروں میں سودی کاروبار کرنا۔

۲۔ حاکمِ وقت کا خیانت کرنا اور عوام پر ظلم کرنا۔

۳۔ شراب نوشی 'منشیات کا استعمال اور فاترِ عقل چیزوں کا استعمال کرنا۔

۴۔ جوا 'سٹہ 'لاٹری 'انعامی بانڈز وغیرہ وغیرہ کا دھندا کرنا۔

۵۔ قومی خزانے یا اجتماعی املاک میں خیانت کرنا۔

۶۔ چوری کرنا۔

۷۔ دھوکہ دینا — بے وفائی کرنا۔

۸۔ بددیانتی کرنا۔

۹۔ ڈاکہ مارنا۔

۱۰۔ ظالمانہ فیصلے کرنا۔

۱۱۔ کمزور طبقوں پر ظلم کرنا۔

۱۲۔ رشوت خوری۔

۱۳۔ غنڈہ گردی کے ذریعے بھتہ یا ماہوار نذرانہ وصول کرنا۔

۱۴۔ کسبِ مال کے لئے حرام ذرائع استعمال کرنا۔

۱۵۔ ملکی قانون سے بلاعذرِ شرعی بغاوت کرنا۔

۱۶۔ شہریوں کے درمیان فتنہ و فساد کھڑا کرنا۔

۱۷۔ اہلِ اسلام کے بارے میں بغیر کسی معقول وجہ کے بد ظنی کرنا۔ یا ان کی جاسوسی کرنا۔

۱۸۔ ناپ تول کے پیمانوں میں ڈنڈی مارنا۔

۱۹۔ سفارش کے زور پر کسی کا حق مارنا یا کسی کے خلاف فیصلہ کروانا۔

۲۰۔ کھلے اور علی الاعلان ہونے والے گناہوں پر خاموشی اختیار کرنا۔

۲۱۔ چودھراہٹ کی ہوس رکھنا۔

۲۲۔ پبلک اور قوم کے مفاد کی اشیاء پر ذاتی استحصال و استغلال کے ذریعے قبضہ جمالینا۔

۲۳۔ خون ریزی کرنا۔

۲۴۔ قومی یا لسانی یا علاقائی بنیادوں پر عصبیت کا نعرہ بلند کرنا۔

متفرق کبیرہ گناہ

۱۔ دنیا کمانے کے لئے دینی تعلیم حاصل کرنا۔

۲۔ علم کو چھپانا۔

۳۔ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا۔

۴۔ بلا شدید ضرورت کے فوٹو بنوانا۔

۵۔ مرد کا اِزار (شلوار' پاجامہ یا پتلون) کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا۔

۶۔ مشکلات میں بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے منہ پیٹنا' نوحہ کرنا' گریبان چاک کرنا' سر مونڈنا' واویلا کرنا یا بد قسمتی و بد بختی کی دعا کرنا۔

۷۔ جانور کے منہ پر پہچان کے لئے نشان لگانا۔

۸۔ نکاحِ جدید کے لئے سابقہ بیوی کا حلالہ کروانا' یا خود کسی کا حلالہ کرنا۔

۹۔ مَردوں کا عورتوں جیسا حلیہ بنانا' اور عورتوں کا مَردوں جیسا۔

۱۰۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا۔

۱۱۔ مردوں کا ریشمی لباس یا سونے کا زیور پہننا۔

۱۲۔ جو مقام و مرتبہ انسان کو میسر نہ ہو خود نمائی کے لئے اس کا دعویٰ کرنا۔

۱۳۔ مصنوعی زینت کی خاطر بال لگانا' دانتوں میں خلا پیدا کرنا' ابرو کے بال اکھاڑنا' جسم پر نشان کندہ کرنا۔

۱۴۔ مردار کھانا۔

۱۵۔ خون کھانا۔

۱۶۔ خنزیر کا گوشت کھانا۔

۱۷۔ غلط رسموں اور بدعات کو رواج دینا۔

۱۸۔ گمراہی کا داعی بننا۔

۱۹۔ اہلِ اسلام کے خلاف بغض و حسد رکھنا۔

۲۰۔ آلاتِ موسیقی سننا یا غلیظ شعر گوئی کرنا۔

۲۱۔ ہر وہ کام جسے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہو اس کا ارتکاب کرنا۔

اہم وضاحت

کبیرہ گناہوں کے ناموں پر اکتفا کر لینا یقیناً طالبانِ حق کے لئے ناکافی ہے' کیونکہ ہر طالبِ حق تفصیل و دلیل کا طلب گار ہوتا ہے۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس کتاب میں اس سے زیادہ تفصیل دینا ممکن نہیں۔ لہٰذا جو حضرات عربی زبان میں مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں وہ :

۱۔ الزواجر عن اقتراب الکبائر' تالیف احمد بن محمد الھیثمی

۲- کتاب الکبائر' تالیف الامام الحافظ الذھبیؒ

۳- الکبائر' تالیف امام الدعوۃ السلفیۃ محمد بن عبدالوھاب النجدیؒ

۴- مرویات اللعن فی السنۃ' تالیف دکتور باسم فیصل الجوابدۃ

۵- المنھیات' تالیف ابی عبد اللہ محمد الحکیم الترمذیؒ

کا مطالعہ فرمالیں۔ ہر بات کی تفصیل و دلیل مل جائے گی۔ اور جو حضرات اردو میں مطالعہ فرمانا چاہیں وہ :

۱- کتاب الکبائر تالیف الامام شمس الدین الذہبی کی تلخیص کے بعد ترجمہ ملاحظہ فرمالیں۔ یہ ترجمہ عزیز دوست مولانا حافظ ثناء اللہ ثاقب آف مظفر گڑھ نے "پہاڑ جیسے گناہ" کے عنوان سے کیا ہے۔ اور خوبصورت ترجمہ کیا ہے۔

۲- یا پھر میری تالیف "کبیرہ گناہوں کی حقیقت" کا مطالعہ کرلیں' جس کا پہلا جزء چھپ چکا ہے۔ اس میں تمہیدی باب کے علاوہ صرف پندرہ کبیرہ گناہوں پر مفصل و مدلل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے اور تیسرے جزء کی تالیف کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق و تعاون کا طلبگار ہوں اور اس کے بعد قارئین کرام سے مخلصانہ دعاؤں کا ملتمس ہوں۔ واضح رہے کہ یہ پہلا جزء قبل ازیں ماہنامہ "میثاق" لاہور میں قسط وار چھپتا رہا ہے۔

باب سوم
جنّت میں
لے جانے والے کام

جنّت میں لے جانے والے کام

۱ ۔ کلمہ شہادت کی ادائیگی

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ' وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ ' وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ ' اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)) (۱)

"جو آدمی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ اور معبود نہیں ' وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں ' حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ کا ایسا کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف القا کیا تھا اور اس کی طرف سے روح ہیں ' اور جنت حق ہے ' دوزخ حق ہے ' اللہ تعالیٰ اسے بالآخر جنت میں داخل کردیں گے خواہ اس کا عمل کیسا ہی رہا ہو۔"

---

(۱) صحیح البخاری' کتاب الانبیاء باب قوله : یااھل الکتاب لاتغلوا فی دینکم' حدیث ۳۲۵۲۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنة' حدیث ۲۸

۲ - ایمان لانے کے بعد دین میں استقامت اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○﴾ [۱]

(الاحقاف : ۱۳-۱۴)

"یقیناً جن لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے' پھر اس پر جم گئے' ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ایسے لوگ جنت میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اپنے ان اعمال کے بدلے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔"

حضور اکرم ﷺ نے اسی مضمون پر زور دیتے ہوئے فرمایا :

((کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی))' فَقَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ' وَمَنْ یَاْبٰی؟ قَالَ : ((مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ' وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی)) (۲)

"میری ساری امت ہی جنت میں چلی جائے گی مگر جو خود ہی انکاری ہو گیا۔" صحابہ نے دریافت کیا : کون ہے جو جنت میں جانے سے انکاری ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔" (یعنی جنت میں جانے سے انکار کیا)

---

[۱] اس معنی کی آیات قرآن کریم میں متعدد جگہ ذکر ہوئی ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں : سورۃ الکہف : ۱۰۷-۱۰۸' سورۃ البقرہ : ۲۸' سورۃ فصلت : ۳۰

(۲) صحیح البخاری ' کتاب الاعتصام' باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ حدیث ۶۸۵۱۔ مسند امام احمد' ج ۲ ص ۳۶۱ و حدیث ۸۷۱۳ بتحقیق احمد شاکر

۳ ۔ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کو محفوظ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِسْمًا ' مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا ' مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (۳)

"اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں 'ایک کم سو' جس نے انہیں محفوظ کر لیا جنت میں داخل ہو گیا۔"

محفوظ کرنے سے مراد ہے انہیں لفظاً یاد کرنا' ان کے حوالے سے دعا مانگنا' معانی کے مطابق یقین کامل پیدا کرنا' ان کے مفہوم اور معنیٰ کو یاد کرنا۔

۴ ۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا' اس پر عمل کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَجِيءُ [صَاحِبُ] الْقُرآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' فَيَقُوْلُ [الْقُرآنُ]: يَا رَبِّ حَلِّهِ ' فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ' ثُمَّ يَقُوْلُ : يَارَبِّ زِدْهُ ' فَيُلْبَسُ حِلَّةَ الْكَرَامَةِ ' ثُمَّ يَقُوْلُ : يَارَبِّ ارْضَ عَنْهُ ' فَيَرْضَى عَنْهُ ' فَيُقَالُ لَهُ : اِقْرَأْ وَارْقَ وَتُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً)) (۴)

---

(۳) صحيح البخاری ' كتاب التوحيد ' باب ان لله مائة اسم الا واحد حديث ۷۳۹۲۔ صحيح مسلم ' كتاب الذكر والدعاء ' باب فی اسماء الله تعالی حديث ۲۶۷۷

(۴) سنن الترمذی ' كتاب فضائل القرآن ' باب ۱۸ ' حديث ۲۹۱۵۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے جبکہ استاذ الالبانی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے ' ملاحظہ ہو

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"قیامت کے روز قرآن والا آئے گا' قرآن کریم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا : اے پروردگار! اسے آراستہ فرمادیں! چنانچہ قرآن والے کو عزت کا تاج پہنادیا جائے گا۔ قرآن سفارش کرے گا : اے رب' اس میں اضافہ فرمادیں! تو اسے عزت کی پوشاک پہنادی جائے گی۔ قرآن کہے گا : اے رب' اس سے راضی ہو جا! چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں گے۔ حکم ہو گا : پڑھتا جا اور جنت کی منزلیں چڑھتا جا! اور ہر آیت کے بدلے ایک نیکی بڑھادی جائے گی۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَلْقُرآنُ مُشَفَّعٌ' وَمَا حِلٌّ مُصَدَّقٌ' مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ' وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ)) (۵)

"قرآن کی شفاعت قبول ہو گی اور شکایت کی شنوائی بھی ہو گی۔ جس نے اسے اپنا راہنما بنالیا وہ اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پسِ پشت ڈال دیا وہ اسے جہنم تک پہنچادے گا۔"

۵ - آیت الکرسی کا اہتمام

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صحیح الجامع الصغیر حدیث ۸۰۳۰ ۔ المستدرک للحاکم ج ۱' ص ۵۵۲۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ دونوں اضافی لفظ المستدرک کے ہیں۔

(۵) صحیح ابن حبان بحوالہ الاحسان ج ۱۔ ص ۳۴۱ حدیث ۱۲۴۔ حدیث صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر للالبانی حدیث ۴۴۴۳

((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ)) (۶)

"جو آدمی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس کے داخلۂ جنت میں صرف موت کی رکاوٹ ہے۔"

۶ - سورت الملک کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ، مَا هِيَ إِلَّا ثَلَاثُونَ آيَةً، خَاصَمَتْ عَنْ صَاحِبِهَا حَتَّى أَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ وَهِيَ تَبَارَكَ))(۷)

"قرآن کریم کی ایک سورت ہے جس کی صرف تیس آیتیں ہیں، پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی، بالآخر اسے جنت میں داخل کر کے رہے گی اور یہ سورت ہے "تبارک"۔"

۷ - سورت الاخلاص کی محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب مسجد قبا میں انصار صحابہ کو نماز پڑھایا کرتے تھے، وہ ہر رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" ضرور پڑھتے، آپ

(۶) عمل الیوم واللیلة للامام النسائی - ص ۱۸۲ حدیث ۱۰۰۔ متعدد اہل علم نے حدیث کو قابل عمل قرار دیا ہے، نیز ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر للالبانی حدیث ۶۴۶۴

(۷) استاذ الالبانی نے صحیح الجامع الصغیر (حدیث ۳۶۴۴) میں الطبرانی فی الاوسط اور الضیاء المقدسی کے حوالے سے بیان کی ہے، نیز اس معنی کی حدیث سنن ابی داود کتاب الصلاہ باب فی عدد الآی اور سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل سورة الملك حدیث ۲۸۹۱۔ امام ترمذی اور استاذ الالبانی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

ﷺ نے ان سے دریافت کیا :

((مَا يَحْمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ هٰذِهِ السُّورَةَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ؟))
فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّهَا، فَقَالَ : ((إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)) (۸)

"تم یہ سورت ہر رکعت میں کیوں پڑھتے ہو؟" اس نے کہا : یا رسول اللہ! مجھے اس سورت سے محبت ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا : "اس سورت سے محبت تجھے جنت میں داخل کردے گی۔"

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ حَتّٰى يَخْتِمَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ)) (۹)

"جو آدمی قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پوری سورت دس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (اس عمل کے بدلے) جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔"

۸ - اللہ تعالیٰ کا ذکر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ

---

(۸) سنن الترمذی ۔ کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورة الاخلاص حدیث ۲۹۰۱۔ امام ترمذی نے حسن غریب صحیح کا اور استاذ الالبانی نے حسن صحیح کا حکم لگایا ہے' ملاحظہ ہو صحیح سنن الترمذی للالبانی ۸/۳۔ یہی حدیث صحیح البخاری کتاب صفة الصلاة باب الجمع بین السورتین فی الرکعة میں معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ موجود ہے' البتہ بخاری کی روایت معلق ہے

(۹) مسند امام احمد ج ۳' ص ۴۳۷۔ استاذ الالبانی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو سلسلة الاحادیث الصحیحة حدیث ۵۸۹

نَخْلَةٌ فِی الْجَنَّةِ)) (۱۰)

"جس نے کہا : سُبْحَانَ اللّٰه العظیم وبحمدہٖ اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔"

۹ - ذکر و تسبیح کا مقام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :

جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوا : ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُورِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِیمِ الْمُقِیمِ، یُصَلُّونَ کَمَا نُصَلِّی، وَیَصُومُونَ کَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ اَمْوَالٍ یَحُجُّونَ بِهَا وَ یَعْتَمِرُونَ، وَیُجَاهِدُونَ، وَیَتَصَدَّقُونَ، فَقَالَ : ((اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِ اَدْرَکْتُمْ مَنْ سَبَقَکُمْ وَلَمْ یُدْرِکْکُمْ اَحَدٌ بَعْدَکُمْ، وَکُنْتُمْ خَیْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَیْنَ ظَهْرَانِیهِمْ اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ؟ تُسَبِّحُونَ وَ تَحْمَدُونَ وَتُکَبِّرُونَ خَلْفَ کُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِینَ)) فَاخْتَلَفْنَا بَیْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا : نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِینَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِینَ، وَنُکَبِّرُ اَرْبَعًا وَثَلَاثِینَ، فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقَالَ : ((تَقُولُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، حَتّٰی یَکُونَ مِنْهُنَّ

(۱۰) سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۶۰ حدیث ۳۴۶۴ و ۳۴۶۵۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء، ج ۱ص ۵۰۱۔ امام ترمذی، امام حاکم، امام ذہبی اور استاذ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو سلسلة الاحادیث الصحیحة

كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ)) (۱۱)

"چند غریب صحابہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : مالدار اور صاحبِ ثروت صحابہ اونچے درجات اور ہمیشہ کی نعمتوں سے ہم کنار ہو گئے' وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں' وہ روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں' البتہ ان کے پاس اضافی اور وافر مال موجود ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں' عمرہ کرتے ہیں' جہاد میں شریک ہوتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا : "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ اگر تم اس کو اختیار کرلو تو آگے بڑھنے والوں کو پالو گے اور بعد والوں میں سے کوئی تمہیں نہیں پا سکے گا' اور ہم عصر لوگوں میں تم سب سے زیادہ افضل ہو گے' ہاں البتہ اگر کوئی اور بھی یہی کام کرلے؟ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا کرو۔" پھر ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا' کچھ حضرات نے کہا : ہم ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہیں گے۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا : "تم سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر ہر ایک تینتیس تینتیس بار کہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَصْلَتَانِ ' أَوْ خُلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ' هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ' يُسَبِّحُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا' وَيَحْمَدُ

---

(۱۱) صحيح البخاري' كتاب صفة الصلاة باب الذكر بعد الصلاة حديث ۸۰۷۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلاة۔ حديث ۵۹۵

عَشْرًا، وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَذٰلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ، وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَيُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَذٰلِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ)). فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ هُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ؟ قَالَ: ((يَأْتِي أَحَدَكُمْ -- يَعْنِي الشَّيْطَانُ -- فِي مَنَامِهِ فَيُنَوِّمُهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهُ، وَيَأْتِيهِ فِي صَلَاتِهِ فَيُذَكِّرُهُ حَاجَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهَا)) (۱۲)

"دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان ان کی پابندی کرلے گا جنت میں چلا جائے گا' کام بہت آسان ہیں' البتہ ان کا اہتمام کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے' دس مرتبہ الحمد للہ کہے' دس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ زبان سے اس نے ایک سو پچاس مرتبہ کہا' البتہ نیکیوں کے میزان میں ایک ہزار پانچ سو مرتبہ شمار ہوگا ــــ اور جب (سونے کے لئے) بستر پر جائے تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہے' تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہے اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ زبان سے یہ سو مرتبہ ہوا اور نیکیوں کے میزان میں ہزار مرتبہ ہوگیا۔" میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ پر تسبیح شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

---

(۱۲) مسند امام احمد ج ۲' ص ۲۰۵۔ سنن ابی داود کتاب الادب باب فی التسبیح عندالنوم حدیث ۵۰۶۵ ۔ سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۲۵ حدیث ۳۴۱۰

صحابہ نے دریافت کیا : یا رسول اللہ! یہ آسان کیسے ہیں اور ان پر عمل کرنے والے تھوڑے کیوں ہیں؟ فرمایا : "سونے کے قریب شیطان اس کے پاس آجاتا ہے اور تسبیح کرنے سے پہلے پہلے اسے سلا دیتا ہے اور نماز میں بھی شیطان آجاتا ہے اور تسبیح کرنے سے پہلے ہی اسے کوئی کام یاد کروادیتا ہے۔"

۱۰ - وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا

حضرت عقبہ بن عامر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ)) (۱۳)

"تم میں سے جب کوئی وضو کرے تو اچھی طرح بنا سنوار کر وضو کرے' پھر کلمۂ شہادت پڑھے : "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جس سے چاہے داخل ہو جائے۔"

۱۱ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا ذکر

حضرت ابو موسیٰ الاشعری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱۳) مسند امام احمد ج ۴' ص ۱۴۵ و ۱۴۶ ۔ صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ' باب الذکر المستحب عقب الوضوء حدیث ۲۳۴ ۔ سنن ابی داود' کتاب الطھارۃ' باب ما یقول الرجل اذا توضأ حدیث ۱۶۹

مجھ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا :

((اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِنْ کُنُوزِ الْجَنَّۃِ؟)) فَقُلْتُ : بَلٰی یَا رَسُولَ اللّٰہِ' قَالَ : ((قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) (۱۴)

"کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلادوں؟" میں نے عرض کیا : ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا : "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہ پڑھا کرو!"

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" صرف شیطان کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے' حالانکہ یہ جامع ترین دعاؤں میں سے ایک جامع دعاء ہے جس میں اپنی سراپا بے بسی اور اللہ تعالیٰ کے لئے کامل ترین قدرت و اختیار کا اعلان و اظہار ہے۔ اسی لئے ان الفاظ کے ساتھ بکثرت ذکر کی ترغیب حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ :

((اَوْصَانِی خَلِیلِی اَنْ اُکْثِرَ مِنْ قَوْلِ : لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ' فَاِنَّھَا کَنْزٌ مِنْ کُنُوزِ الْجَنَّۃِ)) (۱۵)

"مجھے میرے خلیل (رسول اللہ ﷺ) نے وصیت فرمائی کہ میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ الاباللہ کہا کروں' کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔"

---

(۱۴) صحیح البخاری' کتاب الدعوات - باب قول لاحول ولاقوۃ الا باللہ حدیث ۶۰۴۶- صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء' باب استحباب خفض الصوت بالذکر حدیث ۲۷۰۴

(۱۵) مسند امام احمد ج ۵- ص ۱۵۹- صحیح ابن حبان بحوالہ موارد الظمآن حدیث ۲۰۶۱ - نیز ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی حدیث ۲۱۶۶

۱۲ - بازار میں داخل ہوتے وقت کا ذکر

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ ' وَلَهُ الْحَمْدُ ' يُحْيِي وَيُمِيتُ ' وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ ' بِيَدِهِ الْخَيْرُ ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ' كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ ' وَمَحٰى عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ ' وَبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) (۱۶)

"جو آدمی بازار میں داخل ہوتے ہی یہ دعا پڑھے : "لا الٰہ الا اللّٰہ وَحدہ لا شَریک لہ ' لہُ الملکُ ' ولہُ الحَمدُ ' یُحیِی ویُمیت ' وھو حیٌّ لا یَموت ' بیدِہِ الخیر ' وَھو علٰی کل شیءٍ قدیر" اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ گناہ دھو دیتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے گھر بنا دیتے ہیں۔"

۱۳ - جنّت کا سوال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ : اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ' وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ : اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ))

---

(۱۶) سنن الترمذی ' کتاب الدعوات ' باب ما یقول اذا دخل السوق حدیث ۳۴۲۹ ۔ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۳۹ ' کتاب الدعاء باب دعاء دخول السوق ۔ امام حاکم نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام منذری اور استاذ الالبانی نے حسن کہا ہے۔

"جس کسی نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کی دعا کی اس کے بارے میں جنت سفارش کرتی ہے کہ اے اللہ اسے میرے پاس پہنچا دے۔ اور جس کسی نے آگ سے تین مرتبہ پناہ مانگی جہنم اس کے بارے میں سفارش کرتی ہے کہ اے اللہ اسے مجھ سے محفوظ فرمادے۔" (۱۷)

۱۴ - صدقِ دل سے توبہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝﴾ (مریم : ۶۰)

"البتہ جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں، اور نیک عملی اختیار کرلیں، وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہوگی۔"

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾ (التحریم : ۸)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے حضور توبہ کرو، خالص توبہ، بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔"

---

(۱۷) سنن الترمذی ۔ کتاب صفۃ الجنۃ باب ماجاء فی صفۃ انھار الجنۃ حدیث ۲۵۷۲۔ سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، المستدرک للحاکم نے بھی حدیث کو روایت کیا ہے۔ محدث العصر الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے : صحیح الجامع الصغیر حدیث ۶۲۷۵

۱۵ - سید الاستغفار کا ورد

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سید الاستغفار کرنے کے لئے تم یوں کہو :

(("اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِی وَاَنَا عَبْدُکَ، وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ، وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِی، فَاغْفِرْلِیْ، فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ" قَالَ : وَمَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوقِنًا بِھَا، فَمَاتَ مِنْ یَوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، وَمَنْ قَالَھَا مِنَ اللَّیْلِ وَھُوَ مُوقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ)) (۱۸)

"اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ نے مجھے پیدا کیا، اور میں آپ ہی کا بندہ ہوں، اور میں بقدر استطاعت آپ کے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، جو غلط کام میں نے کئے ہیں ان کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، آپ نے جو نعمتیں مجھے عطا کی ہیں ان سب کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ بس آپ میری مغفرت کردیں، یقینی بات یہ ہے کہ گناہوں کو تو صرف آپ ہی بخش سکتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا : "جو آدمی اس دعا کو پورے یقین کے ساتھ دن کو پڑھے پس اگر وہ اسی دن شام ہونے سے پہلے پہلے مرگیا تو وہ جنتی ہوگا۔ اور

---

(۱۸) صحیح البخاری - کتاب الدعوات - باب افضل الاستغفار حدیث ۵۹۴۷

اگر رات کو پورے یقین کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے پہلے مرگیا تو بھی وہ جنتی ہوگا۔"

۱۶ - اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر علم حاصل کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ)) (۱۹)

"جو آدمی حصولِ علم والے راستے پر چلے (اس راستے کی برکت سے) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔"

۱۷ - پانچوں فرض نمازوں کا مقام

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ)) (۲۰)

"پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں، جو آدمی انہیں پابندی سے

---

(۱۹) صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعاء و التوبة - باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن..... حدیث ۲۶۹۹

(۲۰) موطا امام مالک کتاب صلاة اللیل باب الامر بالوتر حدیث ۱۴- نیز سنن ابی داؤد، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ میں حدیث مذکور ہے۔ علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے : صحیح الجامع الصغیر حدیث ۳۲۴۳

ادا کرے اور ان کے مقام و مرتبہ میں کمی کے خیال سے کسی کو ضائع نہ کرے اللہ تعالیٰ کا اس شخص کے ساتھ پختہ عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو ان کی پابندی نہ کرے ایسے شخص کے ساتھ اللہ کا کوئی عہد نہیں ہے' چاہے اسے سزا دے اور چاہے اسے جنت میں داخل کر دے۔"

۱۸ - نمازِ فجر و عصر کی اہمیت

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (۲۱)

"جس نے فجر و عصر کی نماز ادا کی جنت میں داخل ہو گا۔"

۱۹ - سننِ مؤکدہ کی اہمیت

ام المومنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا :

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) (۲۲)

"جو کوئی مسلمان فرض نماز کے علاوہ روزانہ بارہ رکعت نفل اللہ کی رضا کی

---

(۲۱) صحیح البخاری - کتاب مواقیت الصلاۃ - باب فضل صلاۃ الفجر حدیث ۵۴۸- صحیح مسلم' کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب فضل صلاتی الصبح والعصر حدیث ۶۳۵

(۲۲) صحیح مسلم - کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب فضل السنن الراتبہ حدیث ۷۲۸

خاطر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں۔"

ان بارہ رکعت سے مراد فرض نمازوں سے ماقبل --و-- مابعد والی سنتیں ہیں جن کی تفصیل سنن الترمذی میں یوں ہے :

"چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو بعد میں' دو رکعت مغرب کے بعد' دو رکعت عشاء کے بعد' اور دو رکعت فجر سے پہلے۔" (۲۳)

۲۰ ۔ تحیۃ الوضوء کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فجر کی نماز کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا :

((حَدِّثْنِي بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً' فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ بِلَالٌ : مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجٰى عِنْدِي مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّي لَا أَتَطَهَّرُ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُورِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ)) (۲۴)

"مجھے تم اپنا وہ عمل بتاؤ جس پر اسلام لانے کے بعد تم کو سب سے زیادہ اجر و ثواب کی امید ہو' آج رات میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا :

(۲۳) سنن الترمذی حدیث ۴۱۵

(۲۴) صحیح البخاری - کتاب التھجد باب فضل الصلاۃ بعد الوضوء حدیث ۱۰۹۸- صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل بلال حدیث ۲۴۵۸

"میں نے دن یا رات میں جس وقت بھی اچھی طرح وضو کیا ہے' اس وضو سے جتنی بھی نماز اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی میں نے وہ نماز ضرور ادا کی ہے۔ بس یہی وہ عمل ہے جس پر اسلام لانے کے بعد سب سے زیادہ اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔"

۲۱ - خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ' ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ' مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) (۲۵)

"جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے' پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے اور دل و دماغ کی توجہ سے انہیں ادا کرتا ہے' اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے۔"

۲۲ - کثرت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سجدے کرنا

حضرت خالد بن معدان کہتے ہیں کہ میں خادمِ رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا' میں نے دریافت کیا : مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کردے! یا میں نے یوں پوچھا : اللہ تعالیٰ کو جو عمل سب سے زیادہ محبوب ہے وہ مجھے بتاؤ! میری بات سن کر حضرت ثوبان خاموش رہے۔ میں نے اپنا سوال دوبارہ ان کی خدمت میں پیش کیا' تب بھی خاموش رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا تو انہوں نے کہا : جب یہی بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تو

(۲۵) صحیح مسلم - کتاب الطهارة باب الذكر المستحب عقب الوضوء حديث ۲۳۴

آپ ﷺ نے فرمایا :

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً)) (۲۶)

"کثرت سے اللہ کے حضور سجدے کیا کرو۔ جب تم ایک سجدہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اس سجدے کی وجہ سے تمہارا ایک درجہ اونچا کردیتے ہیں اور اس سجدہ کی برکت سے ایک گناہ تمہارے حساب سے ساقط کردیتے ہیں۔"

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزارا کرتا تھا، ایک موقع پر میں آپؐ کے لئے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا : "کچھ مانگ لو!" میں نے عرض کیا : "جنت میں آپ کا ساتھ چاہئے!" آپ ﷺ نے فرمایا : "کچھ اور بھی مانگ لو!" میں نے کہا : "بس یہی کافی ہے!" آپ ﷺ نے فرمایا :

((فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) (۲۷)

"کثرتِ سجود کے ذریعے (منزل تک پہنچنے کے لئے) میرے ساتھ تعاون کرو!"

۲۳ ۔ تہجد کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

---

(۲۶) صحیح مسلم ۔ کتاب الصلاۃ ۔ باب فضل السجود والحث علیہ حدیث ۴۸۸

(۲۷) صحیح مسلم ۔ حوالہ سابقہ حدیث ۴۸۹

((یَا اَیُّهَا النَّاسُ! اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) (۲۸)

"اے لوگو! سلام (السلام علیکم کہنے) کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کے تقاضے پورے کرو، جب لوگ سو رہے ہوں تو رات کو نماز (تہجد) پڑھو اور سکون سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

۲۴ - کثرت سے مسجد میں جانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِی الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ)) (۲۹)

"جو آدمی صبح یا شام کو مسجد جاتا ہے وہ جب بھی مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مقام بنا دیتے ہیں۔"

۲۵ - تعمیرِ مسجد

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا :

((مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یَبْتَغِی بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهُ

---

(۲۸) مسند امام احمد ج ۵ - ص ۴۵۱ - المستدرک للحاکم ج ۳، ص ۱۳- سنن الترمذی کتاب صفة القیامة.....باب ۴۲ حدیث ۲۴۸۵- امام ترمذی، امام حاکم، امام الذہبی اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۲۹) صحیح البخاری - کتاب الجماعة والامامة باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح حدیث ۶۳۱- صحیح مسلم - کتاب المساجد ومواضع الصلاة - باب المشی الی الصلاة حدیث ۶۶۹-

مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) (۳۰)

"جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جتنا گھر جنت میں بنا دیتے ہیں۔"

۲۶ ۔ مؤذن کا ساتھ دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب مؤذن کہے : اللہ اکبر' اللہ اکبر' پھر تم میں سے جو کوئی جواب میں اللہ اکبر' اللہ اکبر کہے' جب مؤذن کہے : اشھد ان لاالٰہ الا اللہ' تو وہ بھی کہے : اشھد ان لاالٰہ الا اللہ' جب مؤذن کہے : اشھد ان محمدًا رسول اللہ' تو وہ بھی کہے : اشھد ان محمدًا رسول اللہ' پھر جب مؤذن کہے : حی علی الصلاۃ' تو وہ کہے : لاحول ولاقوۃ الا باللہ' پھر جب مؤذن کہے : حی علی الفلاح' تو وہ کہے : لاحول ولاقوۃ الا باللہ' پھر مؤذن کہے : اللہ اکبر اللہ اکبر' تو وہ کہے : اللہ اکبر اللہ اکبر' پھر مؤذن کہے : لاالٰہ الا اللہ' تو وہ بھی صدق دل سے لاالٰہ الا اللہ کہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔" (۳۱)

۲۷ ۔ روزے کا مقام

حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(۳۰) صحیح البخاری - کتاب المساجد - باب من بنی مسجدا' حدیث ۴۳۹۔ صحیح مسلم' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب فضل بناء المساجد حدیث ۵۳۳

(۳۱) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ - باب استحباب القول مثل قول المؤذن....الخ' حدیث ۳۸۵

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ : الرَّيَّانُ' يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ' يُقَالُ : اَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ' فَإِذَا دَخَلُوا اُغْلِقَ' فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ)) (۳۲)

"جنت میں ایک دروازہ ہے' اس کا نام "الریان" ہے' قیامت کے روز اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے' ان کے علاوہ اس دروازہ سے کوئی دوسرا نہ داخل ہو سکے گا۔ آواز لگائی جائے گی : روزہ دار کہاں ہیں؟ سب روزہ دار تیار ہو جائیں گے' ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی داخل نہ ہو گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ (ان کے بعد) اس میں سے کوئی داخل نہ ہو گا۔"

۲۸ - حج مبرور کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا' وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ)) (۳۳)

"ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیانی وقفے کے لئے کفارہ ہے' اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت کے سوا ہو ہی نہیں سکتا۔"

---

(۳۲) صحیح البخاری - کتاب الصوم - باب الریان للصائمین حدیث ۱۷۹۷- صحیح مسلم - کتاب الصیام باب فضل الصیام' حدیث ۱۱۵۲

(۳۳) صحیح البخاری ابواب العمرة - باب وجوب العمرة وفضلها حدیث ۱۶۸۳- صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الحج والعمرة ویوم عرفة حدیث ۱۳۴۹

۲۹ - جہاد فی سبیل اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ، بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يُرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)) (۳۴)

"جو آدمی اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین کے ساتھ اس کے راستے میں جہاد کے لئے نکلتا ہے اور اس کا جہاد کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی ضمانت ہے کہ اسے جنت میں داخل کر دے گا یا اجر و غنیمت سمیت اس کی منزل تک پہنچا دے گا۔"

۳۰ - اللہ کے راستے میں خرچ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ، هٰذَا خَيْرٌ، ....

..........وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ)) (۳۵)

---

(۳۴) صحیح البخاری - کتاب الخمس، باب قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم حدیث ۲۹۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد۔ حدیث ۱۸۷۶

(۳۵) صحیح البخاری - کتاب الصوم - باب الریان للصائمین - حدیث ۱۷۹۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ۔ باب من جمع الصدقۃ واعمال البر حدیث ۱۰۲۷

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں دو قسم کا مال خرچ کیا اسے جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ جنت کے ہر دروازے کا نگہبان کہے گا : یہ دروازہ بہتر ہے۔ (مختلف دروازوں کا ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا :) اور جو آدمی کثرت سے صدقہ کیا کرتا تھا اسے صدقہ والے دروازے سے پکارا جائے گا۔"

۳۱ - تنگ دست سے درگزر کرنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اَنَّ رَجُلاً مَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ، فَقِيلَ لَهُ : مَا كُنْتَ تَعْمَلُ؟ فَقَالَ : اِنِّي كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ، فَكُنْتُ اُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَاَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ اَوْ فِي النَّقْدِ۔ فَغُفِرَلَهُ)) (۳۶)

"ایک آدمی مرگیا، پھر جنت میں چلا گیا۔ اس سے دریافت کیا گیا : تیرا کونسا خاص قسم کا نیک عمل تھا؟ اس نے کہا : میں لوگوں سے لین دین کرتا تھا، چنانچہ تنگ دست کو مہلت دے دیتا تھا اور کرنسی قبول کرنے میں کمی بیشی کو برداشت کرلیتا تھا۔ چنانچہ اسی نیکی کی وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔"

۳۲ - راستے سے تکلیف دِہ چیز کو ہٹانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا ہے :

(۳٦) صحیح مسلم - کتاب المساقاة، باب فضل انظار المعسر حدیث ۱۵٦۰

((لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ ' كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ)) (۳۷)

"میں نے ایک آدمی کو جنت میں گھومتے پھرتے دیکھا۔ اس کا سبب ایک درخت تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ اس شخص نے اس درخت کو راستے سے کاٹ دیا۔"

۳۳ ۔ حیوان سے نیکی کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَاْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ ' فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتّٰى اَرْوَاهُ ' فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ ' فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ)) (۳۸)

"ایک آدمی نے ایک کتے کو دیکھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا ہے۔ آدمی نے اپنا موزہ لیا اور بھر بھر کے کتے کو پلانے لگا' حتیٰ کہ اسے سیراب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول فرمالی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

۳۴ ۔ یتیم کی کفالت کرنا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۷) صحیح مسلم ۔ کتاب البر والصلۃ والآداب ۔ باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق ۱۹۱۴

(۳۸) صحیح البخاری ۔ کتاب الوضوء باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان حدیث ۱۷۱

نے فرمایا :

((اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا' وَاَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى' وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا)) (۳۹)

"میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح قریب ہوں گے۔ آپ ؐ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان ذرا سا فاصلہ پیدا کرتے ہوئے اشارہ کیا۔"

صحیح مسلم کی روایت میں ہے :

"خواہ اس کے اپنے خاندان کا یتیم ہو یا اجنبی یتیم۔"

۳۵ - بیٹیوں کی پرورش کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' اَنَا وَهُوَ' وَضَمَّ اَصَابِعَهُ)) (۴۰)

"جس نے دو بچیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی' میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا۔"

---

(۳۹) صحیح البخاری' کتاب الطلاق' باب اللعان' حدیث ۴۹۹۸

(۴۰) صحیح مسلم' کتاب البر والصلۃ والآداب' باب فضل الاحسان الی البنات' حدیث ۲۶۳۱۔ بیٹیوں کی پرورش شرعاً اجر و ثواب کا کتنا بڑا خزینہ ہے؟ تفصیل مزید کے لئے ملاحظہ ہو علامہ ابن القیم الجوزیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "تحفۃ الودود" کا تلخیص کے بعد ترجمہ بعنوان "تہذیب اطفال" ص ۲۴۔ ۲۹ طبع نور اسلام اکیڈمی لاہور۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تلخیص' ترجمہ اور ذکر حوالہ جات حدیث کی سعادت بندۂ ناچیز کی قسمت میں رکھی تھی۔ اللھم تقبلہ منا...ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

"دو یا تین بہنوں کی پرورش کا بھی یہی ثواب ہے۔" (۴۱)

۳۶ - ۳۷ - حسنِ اخلاق اور بحث مباحثہ سے اجتناب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا' وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا' وَبِبَيْتٍ فِي اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ)) (۴۲)

"میں جنت کے اطراف میں گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لئے جو حق پر ہونے کے باوجود بحث مباحثہ سے اجتناب کرے' اور درمیان جنت میں گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لئے جو مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اور اعلیٰ ترین جنت میں گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لئے جس کے اخلاق عمدہ اور خوبصورت ہوں۔"

۳۸ - جھوٹ سے پرہیز

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي اِلَى الْبِرِّ' وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي اِلَى الْجَنَّةِ' وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُونَ صِدِّيقًا'

---

(۴۱) مسند امام احمد' ج ۳' ص ۱۴۷

(۴۲) سنن ابی داود' کتاب الادب' باب فی حسن الخلق حدیث ۴۸۰۰۔ امام نووی ؒ نے ریاض الصالحین میں حدیث (نمبر ۶۳۰) کو صحیح کہا ہے اور علامہ الالبانی نے تحقیق سنن ابو داؤد میں اور صحیح الجامع الصغیر (حدیث ۱۴۶۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِى اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِى اِلَى النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)) (۴۳)

"صدق حقیقی نیکی کے مقام تک پہنچا دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے۔ آدمی مسلسل سچ بولتا رہتا ہے بالآخر "صِدّیقین" کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ جھوٹ ہر قسم کی برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی آگ تک پہنچا کر رہتی ہے۔ انسان مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ کے ہاں "کذّاب" یعنی پرلے درجے کا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

۳۹ - ۴۰ — زبان کی حفاظت — اور — شرمگاہ کی حفاظت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)) (۴۴)

"جو آدمی مجھے دو جبڑوں کے درمیان موجود چیز (زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان موجود چیز (شرم گاہ) کی ضمانت دے دے (یعنی انہیں ناجائز جگہ استعمال نہیں کرے گا) میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

---

(۴۳) صحیح البخاری - کتاب الادب - باب ۶۹ وما ینهی عن الکذب حدیث ۶۰۹۴ - صحیح مسلم - کتاب البر والصلة والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق حدیث ۲۶۰۷

(۴۴) صحیح البخاری - کتاب الرقاق - باب حفظ اللسان حدیث ۶۱۰۹

۴۱ ۔ غصہ پینا

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُّنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ - عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَاشَاءَ)) (۴۵)

"جس آدمی نے بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود اپنے غصے پر قابو پالیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام خلقت کے سامنے اسے بلائیں گے اور خوبصورت آنکھوں والی حوروں کے بارے میں اختیار دیں گے کہ جس قدر چاہو پسند کر لو۔"

۴۲ ۔ حسد اور کینہ سے دل کو صاف رکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین روز تک مسلسل ایک آدمی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے کہ :

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) یعنی "ابھی تمہارے پاس جنت کا ایک آدمی آئے گا"۔ تینوں روز ایک ہی آدمی نمودار ہوتا رہا' بالآخر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اس آدمی سے اس خوشخبری کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتلایا :

---

(۴۵) سنن ابی داود' کتاب الادب' باب من کظم غیظا حدیث ۴۷۷۷۔ سنن الترمذی ۔ کتاب البر والصلۃ ۔ باب فی کظم الغیظ حدیث ۲۰۲۱' امام ترمذی نے حدیث کو حسن غریب کہا ہے جبکہ علامہ الالبانی حسن قرار دیتے ہیں' ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۶۵۱۸ و تحقیق سنن ابی داود للالبانی

((غَيْرَ اَنِّي لَا اَجِدُ فِي نَفْسِي غِلًّا لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا اَحْسِدُهُ عَلَى خَيْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ)) (۴۶)

"اور تو کوئی خاص بات نہیں' البتہ میں کسی مسلمان کے خلاف دل میں کینہ نہیں رکھتا اور اللہ نے اسے جو نعمت عطا کی ہو اس پر کبھی حسد نہیں کرتا ہوں۔"

۴۳ ۔ خلقِ خدا کی گواہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا' اس کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا : "پکی ہو گئی' پکی ہو گئی' پکی ہو گئی"۔ ایک دوسرا جنازہ گزرا تو اس پر سخت الفاظ سے تبصرہ ہوا' تب بھی آپ ﷺ نے فرمایا : "پکی ہو گئی' پکی ہو گئی' پکی ہو گئی"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا : ماجرا کیا ہے؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ)) (۴۷)

---

(۴۶) حدیث خاصی طویل تھی اس لئے دو جگہ سے اقتباس لے کر ترجمہ کر دیا ہے' ان شاء اللہ العزیز مدعا واضح ہے۔ تفصیل کے طلبگار مطالعہ فرمائیں : مسند امام احمد ج ۳' ص ۱۶۶ و "عمل الیوم واللیلۃ" للامام النسائی ص ۴۹۳' حدیث ۸۶۳۔ حدیث صحیح ہے۔

(۴۷) صحیح البخاری - کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت حدیث ۱۳۰۱۔ صحیح مسلم' کتاب الجنائز' باب فیمن یثنی علیہ خیرا وشر من الموتی حدیث ۹۴۹

"جس کو تم نے اچھے لفظوں میں یاد کیا اس کے لئے جنت پکی ہو گئی' اور جس پر تم لوگوں نے سخت الفاظ میں تبصرہ کیا اس کے لئے جہنم پکی ہو گئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو' تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو' تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔"

۴۴ ۔ والدین کی خدمت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا :

((رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ))قِيلَ : مَنْ، يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) (۴۸)

"اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو' وہ آدمی ذلیل ہو' وہ آدمی رسوا ہو جائے"۔ دریافت کیا گیا : کون' یارسول اللہ؟ فرمایا : "جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا' کسی ایک کو یا دونوں کو' پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکا۔"

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ :

((اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَاِنْ شِئْتَ فَاضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِاحْفَظْهُ)) (۴۹)

---

(۴۸) صحیح مسلم ۔ کتاب البر والصلة والادب باب رغم انف من ادرک ابویہ.... حدیث۲۵۵۱

(۴۹) مسند امام احمد ج ۵ ۔ ص ۱۹۸۔ المستدرک للحاکم ج ۴' ص ۱۵۲۔ سنن الترمذی حدیث ۱۹۰۰۔ امام ترمذی' امام ابن حبان' امام حاکم' امام الذہبی اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

"والد جنت کا بہترین دروازہ ہے' چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو اور چاہے اسے محفوظ کر لو۔"

۴۵ - اولاد کا والد کے حق میں استغفار کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ' فَيَقُولُ : اَنّٰى هٰذَا؟فَيُقَالُ : بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)) (۵۰)

"ایک آدمی کا درجہ جنت میں بلند کر دیا جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے : یہ کہاں سے ہو گیا؟ جواب ملتا ہے : تیرے بچے نے تیرے حق میں استغفار کیا ہے' اس کے طفیل یہ درجہ بلند ہوا ہے۔"

۴۶ - مریض کی عیادت کرنا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا مَرِيضًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ' وَاِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ' وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ)) (۵۱)

---

(۵۰) مسند امام احمد ج ۲' ص ۵۰۹۔ سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالدین۔ علامہ البوصیری اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے : صحیح الجامع حدیث ۱۶۱۷

(۵۱) سنن الترمذی۔ کتاب الجنائز' باب ماجاء فی عیادۃ المریض حدیث ۹۶۹۔ امام ابن حبان اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ سنن ابی داوٗد حدیث ۳۰۹۸۔ یہاں "صلی" کے بجائے "یستغفرون" (یعنی مغفرت کی دعا کرتے ہیں) کالفظ ہے۔

"جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی صبح کے وقت میں عیادت کرتا ہے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور جو شام کو عیادت کرتا ہے صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں' اور اس کے لئے جنت میں تر و تازہ اور پکے ہوئے پھل ہیں۔"

۴۷ ۔ دینی بھائی کی زیارت کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِرِجَالِکُمْ فِی الْجَنَّۃِ؟)) قَالُوا : بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ' فَقَالَ : ((اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّۃِ' وَالصِّدِّیْقُ فِی الْجَنَّۃِ' وَالرَّجُلُ یَزُوْرُ اَخَاہُ فِی نَاحِیَۃِ الْمِصْرِ لَا یَزُوْرُہُ اِلَّا لِلّٰہِ فِی الْجَنَّۃِ)) (۵۲)

"کیا میں تم کو جنت میں جانے والے مردوں کی خبر نہ دے دوں؟" صحابہؓ نے عرض کیا : ضرور یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا : "نبی جنت میں ہو گا' صدیق جنت میں ہو گا اور وہ آدمی جنت میں ہو گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہر کے دوسرے حصے میں جا کر اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرتا ہے۔"

۴۸ ۔ جگری ساتھی سے محرومی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(۵۲) المعجم الصغیر للطبرانی ج ا۔ ص ۴۷ حدیث ۱۱۲۔ محدث العصر علامہ الالبانی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے : صحیح الجامع الصغیر حدیث ۲۶۰۴

((یَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی : مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا، ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ)) (۵۳)

"اللہ تعالٰی فرماتے ہیں : جب میں مؤمن کے اہلِ دنیا میں سے کسی جگری دوست کو لے لیتا ہوں، پھر وہ اجر و ثواب کی نیت سے اس پر صبر کر لیتا ہے، ایسے مومن بندے کے لئے میرے پاس جنت سے کم کوئی جزا نہیں۔"

۴۹ ۔ اولاد کا صدمہ برداشت کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ یُتَوَفّٰی لَهُ ثَلَاثٌ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ إِیَّاهُمْ)) (۵۴)

"جس کسی مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالٰی ان بچوں پر رحمت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔"

بشرطیکہ وہ صبر کرے اور اجر و ثواب کا طلب گار ہو۔ صحیح مسلم حدیث ۲۶۳۲ اور سنن النسائی حدیث ۱۸۷۲ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ (۵۵)

---

(۵۳) صحیح البخاری ۔ کتاب الرقاق باب العمل الذی یبتغی به وجه الله حدیث ۶۰۶۰

(۵۴) صحیح البخاری ۔ کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب حدیث ۱۱۹۱

(۵۵) تفصیل مزید کے لئے ملاحظہ ہو تہذیب اطفال ص ۲۱ تا ۲۳ تلخیص و ترجمہ ابو عبد الرحمٰن

۵۰ - ابتداءِ صدمہ پر صبر کرنا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ : اِبْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ)) (۵۶)

"اللہ سبحانہ فرماتے ہیں : اے آدم کے بیٹے! اگر ابتداءِ صدمہ کے وقت تو صبر کر لے اور اجر کا طلبگار بن جائے تو میں جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔"

۵۱ - بینائی سے محرومی پر صبر کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتِهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) (۵۷)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : جب میں اپنے بندے کو دو محبوب ترین چیزوں سے محروم کرکے آزماتا ہوں' پھر وہ صبر کرتا ہے تو میں اسے ان کے بدلے میں جنت عطا کر دیتا ہوں۔" (محبوب ترین چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔)

---

(۵۶) سنن ابن ماجہ - كتاب الجنائز - باب ماجاء في الصبر على المصيبة حديث ۱۵۹۷۔ علامہ البوصیری نے حدیث کو صحیح اور استاذ الالبانی نے حسن قرار دیا ہے۔

(۵۷) صحيح البخاري - كتاب المرضى - باب فضل من ذهب بصره حديث ۵۳۴۹

۵۲ - مرگی پر صبر کرنا

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا : کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ آپؓ نے کہا : یہ کالے رنگ کی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی 'اس نے عرض کیا : مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں' آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ ' وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَكِ))

"چاہو تو صبر کرلو اور تمہیں جنت مل جائے گی' چاہو تو تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کئے دیتا ہوں کہ وہ تم کو اس مرض سے نجات دے دے۔"

اس عورت نے کہا : میں صبر کرلیتی ہوں۔ پھر عرض کیا : میں بے پردہ ہو جاتی ہوں' اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا کردیں۔ تو آپ ﷺ نے اس معاملے میں عورت کے حق میں دعا فرمادی۔ (۵۸)

۵۳ - خاوند کی اطاعت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا ' وَصَامَتْ شَهْرَهَا ' وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا ' وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا ' دَخَلَتْ مِنْ اَيِّ

(۵۸) صحیح البخاری - کتاب المرضی - باب فضل من یصرع من الریح حدیث ۵۳۲۸ - صحیح مسلم - کتاب البر والصلة باب ثواب المومن فیما یصیبه حدیث ۲۵۷۶

اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ)) (۵۹)

"جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے' رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے' اپنے خاوند کی اطاعت کرے' تو پھر جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔"

۵۴ - مظلوم ہونے کے باوجود خاوند کا وفادار رہنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِنِسَائِکُمْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالُوا : بَلٰی' یَارَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ : ((کُلُّ وَلُودٍ وَدُودٍ' اِذَا غَضِبَتْ اَوْ اُسِیءَ اِلَیْهَا اَوْ غَضِبَ (اَیْ زَوجُهَا) قَالَتْ : یَدِی فِی یَدِکَ لَا اَکْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰی تَرْضٰی)) (۶۰)

"تمہیں جنت میں جانے والی عورتوں کی نشانی نہ بتادوں؟ صحابہ نے عرض کیا : کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا : ہر وہ عورت جو زیادہ بچے جننے والی ہو' بے پناہ محبت کرنے والی ہو' جب اسے غصہ آجائے' یا اس کے ساتھ زیادتی ہو' یا اس کا خاوند اس سے ناراض ہو تو وہ کہتی ہے : میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں

---

(۵۹) صحیح ابن حبان بواسطہ موارد الظمآن ص ۳۱۵۔ حدیث ۱۲۹۶۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۹۱' حدیث ۱۶۶۱۔ علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع حدیث ۶۶۰

(۶۰) المعجم الصغیر للطبرانی ج ۱۔ ص ۴۷ حدیث ۱۱۲۔ امام الرمیاطی نے سند کو جید قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو المتجر الرابح ص ۶۴۹۔ اسی معنی کی ایک دوسری حدیث کو استاذ الالبانی نے حسن قرار دیا ہے : صحیح الجامع الصغیر حدیث ۲۶۰۴

ہے' جب تک تم راضی نہیں ہو جاتے میں سو نہیں سکتی۔"

۵۵ - لوگوں سے سوال کرنے سے بچنا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ تَكَفَّلَ لِي اَنْ لَا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَاَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ)) (٦١)

"جو آدمی مجھے اس بات کی ضمانت دے دے کہ وہ لوگوں سے مانگے گا نہیں' میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

۵۶ - اللہ کو رب' اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر مطمئن ہو جانا

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((يَا اَبَا سَعِيدٍ' مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا' وَبِالْاِسْلَامِ دِينًا' وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا' وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) (٦٢)

"اے ابو سعید! جو شخص اللہ کو رب مان کر' اسلام کو دین مان کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی مان کر مطمئن ہو جائے اس کی جنت پکی ہو گئی۔"

---

(٦١) سنن ابی داود کتاب الزکوۃ' باب کراھیۃ المسئلہ حدیث ١٦٤٣- سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب فضل من لا یسأل الناس حدیث ٢٥٩٠- امام نووی' امام منذری اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(٦٢) صحیح مسلم کتاب [illegible] باب ما اعدہ اللہ تعالی للمجاھدین فی الجنۃ حدیث ١٨٨٤

۵۷ - رضاءِ الٰہی کی خاطر بارہ سال اذان دینا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً، وَبِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً)) (۶۳)

"جس آدمی نے مسلسل بارہ سال تک اذان دی اس کی جنت پکی ہو گئی۔ اذان کی وجہ سے روزانہ اس کے حساب میں ساٹھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور اقامت کی وجہ سے تیس نیکیاں۔"

۵۸ - دودھ والے جانور کا عطیہ دینا

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَرْبَعُونَ خَصْلَةً، اَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ)) (۶۴)

---

(۶۳) سنن ابن ماجه كتاب الاذان - باب فضل الاذان و ثواب المؤذنين حديث ۷۲۸- المستدرك للحاكم كتاب الصلاة باب من اذن .... ج ۱- ص ۲۰۵- سنن البيهقي ج ۱ ص ۴۳۳- امام حاکم، امام ذہبی اور امام منذری نے حدیث کو صحیح شمار کیا ہے اور استاذ الالبانی نے بھی- صحيح الجامع حديث ۶۰۰۲

(۶۴) صحيح البخاري - كتاب الهبة - باب فضل المنيحة، حديث ۲۴۸۸

"چالیس کام ایسے ہیں' جو کوئی ثواب کی غرض سے ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنا لے اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کا اسے یقین ہو' اللہ تعالیٰ اس کام کی بدولت اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔ ان کاموں میں سے سب سے عمدہ کام (دودھ دینے والی) بکری کا عطیہ کرنا ہے۔"

۵۹ – اپنے مال کی حفاظت میں مارا جانا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا فَلَهُ الْجَنَّةُ)) (۶۵)

"جو آدمی اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مظلوم مارا گیا اس کے لئے جنت ہے۔"

۶۰ – حالتِ نفاس میں عورت کا مرنا

حضرت راشد بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شَهَادَةٌ' وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ' وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ' وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ' وَالنُّفَسَاءُ يَجُرُّهَا وَلَدُهَا بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ)) (۶۶)

---

(۶۵) سنن النسائی کتاب تحریم الدم - باب من قتل دون مالہ حدیث ۴۰۸۶۔ علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع حدیث ۲۴۴۶

(۶۶) مسند امام احمد ج ۳' ص ۴۸۹۔ امام منذری نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الترغیب والترھیب کتاب الجھاد باب القتل فی سبیل اللہ شھادۃ ج ۲' ص ۳۳۴۔ طبع دار الریان۔ استاذ الالبانی نے بھی حسن کہا ہے۔ صحیح الجامع حدیث ۴۴۳۹

"اللہ کے راستے میں قتل ہونا شہادت ہے' طاعون کے سبب موت شہادت ہے' غرق ہو کر مرنا شہادت ہے' پیٹ کی بیماری سے موت شہادت ہے' حالتِ نفاس میں (موت کی وجہ سے) عورت کو اس کا بچہ' اپنی نال کے ذریعے جنت تک لے جاتا ہے۔"

۶۱ – پردیس میں موت آنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مدینہ میں مر گیا' آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی' پھر فرمایا: ((یَالَیْتَهُ مَاتَ فِی غَیْرِ مَوْلِدِهِ)) "کاش یہ آدمی پردیس میں مرتا۔" ایک آدمی نے دریافت کیا: آخر کیوں یا رسول اللہ؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَیْرِ مَوْلِدِهِ قِیسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ اِلٰی مُنْقَطِعِ اَثَرِهِ فِی الْجَنَّةِ)) (۶۷)

"جب آدمی پردیس میں فوت ہوتا ہے تو اس کی اصل رہائش سے لے کر موت کے مقام تک جتنی مسافت بنتی ہے اس قدر جنت اس کو دے دی جاتی ہے۔"

۶۲ – جس کے جنازے میں تین صفیں ہوں

حضرت مالک بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَامِنْ مُسْلِمٍ یَمُوتُ فَیُصَلِّی عَلَیْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ

(۶۷) مسند امام احمد ج ۲' ص ۱۷۷۔ حدیث ۶۶۵۶۔ استاذ احمد محمد شاکر نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ سنن النسائی کتاب الجنائز باب الموت بغیر مولدہ حدیث ۱۸۳۲۔ سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب فیمن مات غریبا حدیث ۱۶۱۴

مِنَ الْمُسْلِمِينَ اِلَّا اَوْجَبَ)) (۶۸)

"جو مسلمان مرجائے، پھر تین صفوں کے مسلمان اس پر جنازہ پڑھیں اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔"

۶۳ ۔ مصیبت میں مبتلا سے اظہارِ ہمدردی کرنا

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَامِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّى اَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۶۹)

"جو مسلمان مصیبت کے وقت میں دوسرے مسلمان سے ہمدردی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عزت واحترام کی پوشاک عطا فرمائیں گے۔"

۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷ ۔ سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا، تہجد پڑھنا

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((يَاَيُّهَا النَّاسُ، اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ،

(۶۸) سنن ابی داود کتاب الجنائز، باب فی الصفوف علی الجنازة حدیث ۳۱۶۶۔ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة علی المیت، حدیث ۱۰۲۸۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ المستدرک للحاکم ج ۱، ص ۳۶۲۔ امام حاکم اور امام الذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۶۹) سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من عزی مصابا۔ علامہ الالبانی نے حدیث کو حسن کہا ہے۔ سنن البیهقی ج ۴، ص ۵۹۔ امام نووی نے بھی حدیث کو حسن کہا ہے۔ الاذکار، حدیث ۴۶۳

وَصِلُوا الْاَرْحَامَ ' وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ'
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) (۷۰)

"اے لوگو! سلام کو عام کرو' کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو' لوگ سو رہے ہوں تو تم رات کو نماز پڑھو' سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

۶۸' ۶۹ ۔ نرم گفتگو کرنا' پے در پے روزے رکھنا

حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا' وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا' اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ' وَاَلَانَ الْكَلَامَ ' وَتَابَعَ الصِّیَامَ' وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ)) (۷۱)

"جنت میں ایسے ایسے کمرے ہیں جن کے اندر سے باہر نظر آتا ہے اور باہر سے اندر نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کمروں کو ایسے لوگوں کے لئے تیار کیا ہے جو کھانا کھلائیں' نرم گفتگو کریں' پے در پے روزے رکھیں اور جب رات کو

---

(۷۰) سنن الترمذی کتاب صفة القیامة ... باب ۴۲ حدیث ۲۴۸۵۔ امام ترمذی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مسند احمد ج ۵' ص ۴۵۱۔ المستدرک للحاکم' ج ۳' ص ۱۳۔ امام حاکم' امام الذہبی اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیحین کی شرطوں کے معیار پر صحیح قرار دیا ہے۔

(۷۱) مسند امام احمد ج ۵' ص ۳۴۳۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ج ۲' ص ۲۶۲۔ کتاب البر والاحسان باب افشاء السلام حدیث ۵۰۹۔ الاستاذ شعیب الارناووط نے حدیث کو "قوی" کہا ہے جبکہ امام حاکم اور امام الذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو المستدرک للحاکم ج ۱' ص ۳۲۱۔ مصنف عبد الرزاق حدیث ۲۰۸۸۳' ج ۱۱' ص ۴۱۸۔

لوگ سو رہے ہوں تو نماز ادا کریں۔" (یعنی تہجد پڑھیں)۔
مسلسل اور پے در پے روزے رکھنے سے مراد ہے رمضان المبارک کے علاوہ ہر ماہ تین نفلی روزے رکھنا۔

۷۰ ۔ صف میں فارغ جگہ کو پُر کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي صَفٍّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) (۷۲)

"جس نے صف میں خالی جگہ کو پُر کیا اللہ تعالیٰ اس عمل کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنا دیتا ہے۔"

۷۱ ۔ کمزور اور بے حیثیت انسان

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)) (۷۳)

(۷۲) کتاب الامال کے حوالے سے علامہ الالبانی نے حدیث کی مکمل سند نقل کی ہے اور فرمایا: اس کی سند صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے معیار پر صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۱۸۹۲، ج ۴، ص ۵۱۵۔ اس معنی کی حدیث مسند احمد ج ۶، ص ۸۹۔ اور سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ۵۰ حدیث ۹۹۵

(۷۳) صحیح البخاری ۔ کتاب التفسیر تفسیر سورۃ "ن" باب ۳۹۳، حدیث ۴۶۳۴۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا باب النار یدخلھا الجبارون حدیث ۲۸۳۵

"سنو! میں تمہیں اہلِ جنت کی نشانی نہ بتادوں؟ ہر کمزور اور بے حیثیت آدمی' اگر وہ قسم دے کر کوئی بات کہے تو اللہ ضرور پوری کر دیتا ہے۔ اور کیا تمہیں جہنم والوں کی نشانی نہ بتادوں؟ ہر بداخلاق' سخت گیر' اجڈ اور متکبر۔"

۷۲ ۔ تکبر' خیانت اور قرض سے پاک انسان

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (۷۴)

"جو آدمی اس حال میں فوت ہو کہ وہ تکبر' مالِ غنیمت کی خیانت اور قرض سے پاک ہو سیدھا جنت میں جائے گا۔"

۷۳ ۔ حیا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ' وَالْإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ' وَالْبِذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ' وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ)) (۷۵)

---

(۷۴) سنن الترمذی' کتاب السیر' باب ما جاء فی الغلول' حدیث ۱۵۷۲۔ صحیح ابن حبان' کتاب الایمان حدیث ۱۹۸ بحوالہ الاحسان۔ استاذ الارناووط نے حدیث کو صحیح مسلم کے معیار پر صحیح کہا ہے۔ المستدرک للحاکم ج ۲' ص ۲۶۔ امام حاکم اور امام الذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۷۵) سنن الترمذی ۔ کتاب البر والصلۃ' باب ما جاء فی الحیاء' حدیث ۲۰۰۹۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ مسند احمد ج ۲' ص ۵۰۱۔ المستدرک للحاکم ج ۱' ص ۵۲۔ امام حاکم اور امام الذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی رائے علامہ الالبانی کی ہے۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۱' ص ۸۱۳' حدیث ۴۹۵

"حیاء ایمان کا حصہ ہے' اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے۔ فحش گوئی بداخلاقی کا حصہ ہے' اور بداخلاقی جہنم میں لے جانے والی ہے۔"

۷۴ - خرید و فروخت اور لین دین میں اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا' وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا)) (۷۶)

"اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو جنت میں داخل کر دیا جو خرید و فروخت اور لین دین میں نرم خو اور اعلیٰ ظرف تھا۔"

۷۵ - جماعت کے ساتھ رہنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ' وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةِ' فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ۔ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ)) (۷۷)

---

(۷۶) مسند امام احمد' ج۱' ص ۵۸۔ حدیث ۴۱۰۔ سنن النسائی کتاب البیوع۔ باب حسن المعاملۃ والرفق فی المطالبۃ' حدیث ۴۶۹۶۔ استاذ احمد محمد شاکر نے حدیث کو صحیح کہا ہے' جبکہ استاذ الالبانی نے حسن کہا ہے' ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث ۱۱۸۱

(۷۷) سنن الترمذی' کتاب الفتن' باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ' حدیث ۲۱۶۵۔ امام الترمذی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور علامہ الالبانی نے بھی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ' حدیث ۱۱۱۶۔ اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ مسند امام احمد ج۱' ص ۱۸' حدیث ۱۱۴' علامہ احمد شاکر نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ المستدرک للحاکم ج۱' ص ۱۱۴۔ امام حاکم اور امام الذہبی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔

"جماعت کے ساتھ رہو' کٹ کے رہنے سے بچو' تنہا آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو سے دور۔ جو آدمی اونچے مقام کی حیثیت کا طلب گار ہو وہ جماعت کے ساتھ مل کر رہے۔"

"الجماعة" سے مراد امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کی جماعت ہے جو کتاب و سنت پر مبنی نظامِ حکومت قائم کرے اور حدود اللہ کا نفاذ کرے۔

۷۶' ۷۷' ۷۸ ۔ عادل حکمران' نرم دل شفیق آدمی' عیالدار ہونے کے باوجود حرام خوری اور سوال سے بچنے والا

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ : ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٍ مُتَصَدِّقٍ مُوَفَّقٍ' وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى وَ مُسْلِمٍ 'وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوعِيَالٍ)) (۷۸)

"اہلِ جنت تین طرح کے لوگ ہیں : (۱) بااختیار آدمی جو انصاف پر قائم ہو' کھلے دل سے خرچ کرنے والا ہو اور نیک ہو' (۲) اور وہ آدمی جو شفقت کرنے والا نرم دل ہو ہر قریبی رشتہ دار کے لئے اور صلح و سلامتی کا علمبردار ہو' (۳) اور وہ آدمی جو عیالدار ہونے کے باوجود حرام خوری اور دست سوال بڑھانے سے بچنے والا ہو۔"

۷۹ ۔ لوگوں سے ایسا برتاؤ کرنا جسکی ان سے اپنے بارے میں امید ہو

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۷۸) صحیح مسلم۔ کتاب الجنة وصفة نعيمها' باب ۱۶ باب الصفات التي.... حديث ۲۸۶۵

فرمایا :

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِى يُحِبُّ اَنْ يُؤْتَى اِلَيْهِ)) (۷۹)

"جو آدمی یہ پسند کرتا ہو کہ اسے آگ سے دور کر کے جنت میں داخل کر دیا جائے تو پھر اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرے جس برتاؤ کی ان سے توقع رکھتا ہو۔"

۸۰ – مبنی بر حق فیصلے کرنے والا قاضی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ' وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ' وَاثْنَانِ فِي النَّارِ۔ فَاَمَّا الَّذِى فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهِ' وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ' وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ)) (۸۰)

"قاضی تین قسم کے ہیں' ایک جنت میں دو آگ میں۔ جنتی وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ البتہ جس نے حق کو پہچاننے کے باوجود فیصلے میں ظلم کیا وہ آگ میں ہو گا' اور جو آدمی جہالت کے باوجود لوگوں کے فیصلے کرتا ہے وہ بھی آگ میں جائے گا۔"

(۷۹) صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب الوفاء' حدیث ۱۸۴۴

(۸۰) سنن ابی داود کتاب الاقضیۃ۔ باب فی القاضی یخطی حدیث ۳۵۷۳۔ سنن الترمذی' کتاب الاحکام باب ۱' حدیث ۱۳۲۲۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۸۱ - کامل ترین توکل کرنے والا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا : مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) (۸۱)

"میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔" صحابہؓ نے دریافت کیا : وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ ؟ فرمایا : "یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں سے دم نہیں کرواتے اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور نہ داغ دیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔"

۸۲ - اللہ تعالیٰ کو خوش کر دینے والی بات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ، لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ۔ وَإِنَّ الْعَبْدَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المستدرک للحاکم کتاب الاحکام' باب قاضیان فی النار ج ۴' ص ۹۰۔ علامہ الالبانی نے ارواء الغلیل ج ۸' ص ۲۳۵' حدیث ۲۶۱۴ میں حدیث پر تفصیلی بحث اور ذکر اسانید کے بعد ان شاء اللہ کے ساتھ "صحیح" کا حکم لگایا ہے۔

(۸۱) صحیح مسلم' کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنہ بغیر حساب ولا عذاب حدیث ۲۱۸۔ اس سے ملتی جلتی حدیث ہے : صحیح البخاری' کتاب الطب' باب من اکتوی او کوی غیرہ حدیث ۵۴۷۸

لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يَلْقٰى لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ)) (۸۲)

"بندہ بے دھیانی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی کوئی بات کہہ دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس بات کی برکت سے اس کے درجات بلند فرمادیتا ہے۔ اور اسی طرح بندہ بے دھیانی میں اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی بات کہہ دیتا ہے' اس جرم میں وہ جہنم میں جاگرتا ہے۔"

۸۳ – استطاعت کے باوجود متواضع لباس استعمال کرنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيمَانِ مَا شَاءَ يَلْبَسُهَا)) (۸۳)

"جس آدمی نے استطاعت کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع کی خاطر فخریہ لباس چھوڑا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ساری خلقت کے سامنے اسے بلائیں گے اور اسے اختیار دیں گے کہ "حلل الایمان" میں سے جس کا چاہے انتخاب کرلے۔"

امام الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ "حُلل الایمان" کی تشریح میں کہتے ہیں : "یعنی جنت کی پوشاکوں میں سے جو پوشاکیں اہلِ ایمان کو عطا ہوں گی۔" (۸۳)

---

(۸۲) صحیح البخاری- کتاب الرقاق باب حفظ اللسان حدیث ۶۱۱۳

(۸۳) مسند احمد ج ۳' ص ۴۳۹- جامع الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقاق والورع باب ۳۹ حدیث ۲۴۸۱- المستدرک للحاکم ج ۴' ص ۱۸۳- امام حاکم اور امام الذہبی نے حدیث کو صحیح کہا ہے- سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ میں علامہ الالبانی نے بھی حدیث کو صحیح کہا ہے- ج ۲' ص ۳۴۶' حدیث ۷۱۸

۸۴ - اچھی عادتیں اپنانا

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اِضْمِنُوا لِی سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّۃَ : اُصْدُقُوا اِذَا حَدَّثْتُمْ ' وَاَوْفُوا اِذَا وَعَدْتُمْ ' وَاَدُّوا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ ' وَاحْفَظُوا فُرُوجَکُمْ ' وَغُضُّوا اَبْصَارَکُمْ ' وَکُفُّوا اَیْدِیَکُمْ)) (۸۴)

"اپنے بارے میں مجھے چھ باتوں کی ضمانت دے دو' میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں :

(۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔

(۲) جب وعدہ کرو تو وفا کرو۔

(۳) جب امانت دار بنائے جاؤ تو امانت ادا کرو۔

(۴) شرمگاہ کی حفاظت کرو۔

(۵) نگاہوں کو نیچا رکھو۔

(۶) اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو (کسی کو تکلیف نہ دو)"

۸۵ - عظمت کی راہیں اپنانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا :

---

(۸۴) مسند امام احمد ج ۵' ص ۳۲۳۔ صحیح ابن حبان حدیث ۲۷۱ بواسطہ الاحسان۔ المستدرک للحاکم ج ۴' ص ۳۵۸۔ امام حاکم نے حدیث کو صحیح کہا ہے' علاوہ ازیں علامہ الالبانی نے بھی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور تمام مصادر ذکر کئے ہیں۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث ۱۴۷۰

((”مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟“ قَالَ اَبُوبَكْرٍ: اَنَا۔ قَالَ: ”فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟“ قَالَ اَبُوبَكْر: اَنَا۔ قَالَ: ”فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟“ قَالَ اَبُوبَكْر: اَنَا۔ قَالَ: ”فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟“ قَالَ اَبُوبَكْرٍ: اَنَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ“)) (۸۵)

”آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟“ ابوبکرؓ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون گیا؟ ابوبکرؓ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ ابوبکرؓ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے سوال کیا: آج تم میں سے کون مریض کی تیمارداری کے لئے گیا؟ ابوبکرؓ نے کہا: میں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس آدمی میں یہ خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہو گا۔“

۸۶ – زندگی میں خوفِ خدا کا رچ بس جانا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَسَارِعُوا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ۝﴾

(آل عمران: ۱۳۳)

(۸۵) صحیح مسلم - کتاب الزکاۃ' باب من جمع الصدقۃ واعمال البر' حدیث ۱۰۲۸

"دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ خوفِ خدا رکھنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

اس تقویٰ کے نتائج و فوائد آپ ﷺ نے اس طرح بیان فرمائے:

((اَکْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّۃَ تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ' وَاَکْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ))

(۸۶)

"سب سے زیادہ جو چیز لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی وہ خوفِ خدا اور حسنِ اخلاق ہے۔ اور جو چیز جہنم میں زیادہ لوگوں کو پہنچائے گی وہ منہ اور شرم گاہ (کا غلط استعمال) ہے۔"

۸۷ - اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ' وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا۝﴾

(الفتح : ۱۷)

"جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا' اللہ اسے اُن جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی' اور جو منہ پھیرے گا اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔"

---

(۸۶) سنن الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ' باب ما جاء فی حسن الخلق' حدیث ۲۰۰۴۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ذکر الذنوب حدیث ۴۲۴۶۔ مسند امام احمد ج ۲' ص ۲۹۱۔ علامہ احمد محمد شاکر نے تحقیق مسند میں حدیث کو صحیح ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث ۷۸۹۴

۸۸ ـ قتال فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ ۚ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ﴾ (التوبہ : ۱۱۱)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں' وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں۔"

۸۹ ـ ضرورت والی جگہ پر پانی کا انتظام کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا :

مَا عَمَلٌ اِنْ عَمِلْتُ بِهٖ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ : ((اَنْتَ بِبَلَدٍ یُجْلَبُ بِهِ الْمَاءُ؟)) قَالَ : نَعَمْ۔ قَالَ : ((فَاشْتَرِ بِهَا سِقَاءً جَدِیْدًا ثُمَّ اسْقِ بِهَا فَاِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَهَا حَتّٰی تَبْلُغَ بِهَا عَمَلَ الْجَنَّةِ)) (۸۷)

"کونسا کام ایسا ہو سکتا ہے اگر اسے میں انجام دوں تو جنت میں چلا جاؤں گا؟" آپ ﷺ نے پوچھا : "کیا تم ایسے علاقے میں بستے ہو جہاں پانی باہر سے لایا جاتا ہے؟" اس نے کہا : ہاں۔ آپ ؐ نے فرمایا : "تم اپنے علاقے میں پانی کا نیا انتظام خرید لو' اور وہاں سے لوگوں کو پانی بہم پلاتے رہو' جونہی تم نے

---

(۸۷) المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۲' ص ۸۲۔ حدیث ۱۲۶۰۵۔ حدیث گزارہ لائق ہے۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد ج ۳' ص ۱۳۲

کنواں کھودا جنت میں پہنچانے والے کام کی منزل کو پالو گے۔"

۹۰ - اکلِ حلال کا اہتمام کرنا

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِی سُنَّۃٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ)) (۸۸)

"جس آدمی نے رزقِ حلال کھایا' اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی تکلیفوں سے محفوظ رہے وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

اگرچہ بعض اہل علم نے حدیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے لیکن دوسری حدیثوں کو سامنے رکھیں تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مفہوم بالکل صحیح ہے کیونکہ اکلِ حلال اور سنت کی اہمیت کو واضح کرنے والی متعدد صحیح حدیثیں ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں۔

۹۱ - مومن کی پردہ داری کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) (۸۹)

(۸۸) سنن الترمذی' کتاب القیامۃ' باب ۶۰' حدیث ۲۵۲۰۔ المستدرک للحاکم' کتاب الاطعمۃ' ابتداء میں۔ امام حاکم اور ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور علامہ الالبانی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔

(۸۹) صحیح البخاری' کتاب المظالم' باب لا یظلم المسلم المسلم حدیث ۲۳۱۰۔ صحیح مسلم' کتاب البر والصلۃ' باب تحریم الظلم حدیث ۲۵۸۰

"جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کر دیں گے۔"

اسی معنی کی حدیث امام طبرانی نے المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر میں روایت کی ہے جس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ "اسے جنت میں بھی داخل کر دیں گے"۔ ظاہر ہے جس کے گناہوں کی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرما دیں اس کی جنت میں کون حائل ہو سکتا ہے۔

۹۲ ۔ تنہا آدمی کا اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا کرنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((يَعْجَبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي - فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اُنْظُرُوا اِلٰى عَبْدِي هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّي فَقَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ)) (۹۰)

"اللہ تعالیٰ کو ایسا بکریوں کا چرواہا بہت پسند ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بھی اذان دے کر نماز ادا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میرے اس بندے کو دیکھو' اذان دیتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے' اسے میرا خوف ہے' چنانچہ میں نے اپنے اس بندے کو معاف کر دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

---

(۹۰) سنن ابی داود' کتاب الصلاۃ۔ باب الاذان فی السفر' حدیث ۱۲۰۳۔ سنن النسائی' کتاب الاذان' باب الاذان لمن یصلی وحدہ حدیث ۶۶۶۔ علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث ۴۱۔ نیز صحیح ابن حبان کتاب الصلاۃ' حدیث ۱۶۶۰۔ علامہ عبد القادر الارناووط نے بھی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۹۳ ـ حقوق و فرائض کو پابندی سے ادا کرنا

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے کہا : مجھے ایسا عمل بتائیں جسے اگر میں کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا' وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ' وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ' وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلٰى هٰذَا۔ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا)) (۹۱)

"تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ فرض نماز قائم کرتے رہو' اور فرض زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور رمضان کے روزے رکھو!"

اس اعرابی نے کہا : "اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس پر اضافہ نہیں کروں گا۔" جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"جس آدمی کو خوشی ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔"

۹۴ ـ ایک تیر کے طفیل تین آدمی جنت میں

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((إِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ : صَانِعُهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَ الرَّامِي بِهِ

(۹۱) صحیح البخاری ' کتاب الزکاۃ' باب وجوب الزکاۃ' حدیث ۱۳۲۳۔ صحیح مسلم ' کتاب الایمان' باب بیان الایمان الذی یدخل به الجنة حدیث ۱۴

وَالْمُمِدُّ بِهِ......)) (۹۲)

"اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت دیں گے (۱) جو آدمی بھلائی کی نیت سے (جہاد کی نیت سے) تیر بناتا ہے (۲) جو آدمی یہ تیر چلاتا ہے (۳) اور جو آدمی تیر مارنے والے کو تھماتا ہے۔"

۹۵ - مقامِ شہید

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ : يَغْفِرُاللّٰهُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، الْيَاقُوتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ)) (۹۳)

---

(۹۲) سنن الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ، حدیث ۱۶۳۸۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور علامہ الارناؤوط نے جامع الاصول ج ۵، ص ۴۲ پر بھی حسن شمار کیا ہے۔ جبکہ امام حاکم نے حدیث کو المستدرک ج ۲، ص ۹۵ پر ذکر کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ الذہبی بھی امام حاکم کی تائید کرتے ہیں۔

(۹۳) مسند امام احمد ج ۴، ص ۱۳۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشہادہ فی سبیل اللہ۔ سنن الترمذی، کتاب فضل الجہاد، باب ثواب الشہید، حدیث ۱۶۶۳۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔ علامہ الالبانی نے بھی صحیح کہا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر، حدیث ۵۱۸۲

"اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لئے چھ خصوصی اعزاز ہیں :

(۱) پہلی بار میں ہی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

(۲) جنت میں اس کا ٹھکانا اسے دکھا دیا جاتا ہے اور عذابِ قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

(۳) قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔

(۴) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک ایک ہیرا دنیا کی ہر چیز سے بہتر اور افضل ہے۔

(۵) بہتر (۷۲) آہو چشم حوروں سے اس کا نکاح ہو گا۔

(۶) ستر قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول ہو گی۔"

۹۶ ـ صاحبِ قرآن کا مقام و مرتبہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ : اِقْرَءْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي دَارِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ كُنْتَ تَقْرَءُهَا)) (۹۴)

"صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کی منزلیں چڑھتا جا

---

(۹۴) مسند امام احمد ج ۲، ص ۱۹۲۔ احمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ حدیث ۶۷۹۹۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ حدیث ۱۴۶۴۔ سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن، باب ۱۸، حدیث ۲۹۱۴۔ امام ترمذی حسن صحیح کہتے ہیں۔ المستدرک للحاکم ج ۱، ص ۵۵۳۔ علامہ احمد شاکر اور علامہ الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۸۱۲۲

اور جس طرح تم دنیا میں ترتیل و تجوید سے قرآن پڑھتے تھے اسی طرح پڑھو اور جس مقام پر تمہاری آخری آیت ہو وہی تمہاری منزل ہے۔"

۹۷ - سجدے کی عظمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اِذَا قَرَءَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ : يَا وَيْلِي ' أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ' وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)) (۹۵)

"جب آدم زاد آیتِ سجدہ تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ بھی کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے اس سے دور ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے : ہائے میری بدبختی' آدم زاد کو سجدے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کر لیا' چنانچہ اس کے لئے جنت ہے' اور مجھے سجدے کا حکم ملا تو میں نے انکار کیا' لہٰذا میرے لئے جہنم ہے۔"

۹۸ - اہلِ خانہ تک میں انصاف کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَلٰى يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ' وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ ' اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُّوْا"

(۹۵) صحیح مسلم ۔ کتاب الایمان ۔ باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ' حدیث ۸۱

"جو لوگ انصاف کرتے ہیں اپنے فیصلے میں' اپنے گھر والوں میں اور جس چیز کے بھی ذمہ دار بنا دیئے جائیں ان کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ہے کہ وہ (قیامت کے دن یا جنت میں) رحمٰن کے دائیں طرف نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے' اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔" (۹۶)

۹۹ - پڑوسیوں کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا :

((يَارَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةً تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا۔ قَالَ : "هِيَ فِي النَّارِ" قَالَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ فَاِنَّ فُلَانَةً تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَاَنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا۔ قَالَ : "هِيَ فِي الْجَنَّةِ")) (۹۷)

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں خاتون کی کثرتِ نماز' کثرتِ روزہ اور کثرتِ صدقہ کا اکثر تذکرہ ہوتا ہے' البتہ وہ زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "وہ آگ میں ہے"۔ پھر عرض کیا : "یا رسول اللہ! فلاں خاتون کے تھوڑے روزوں' معمولی صدقے اور

---

(۹۶) صحيح مسلم۔ كتاب الامارة' باب فضيلة الامام العادل' حديث ۱۸۲۷۔ سنن النسائى' كتاب آداب القضاة' باب فضل الحاكم العادل' حديث ۵۳۷۹

(۹۷) مسند امام احمد ج ۲' ص ۴۴۰ اور تحقیق احمد محمد شاکر حدیث ۹۶۷۳۔ علامہ شاکر نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ المستدرک للحاکم' ج ۴' ص ۱۶۶۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے بھی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

مختصر نماز کا تذکرہ ہے' البتہ وہ پنیر کے ٹکڑے لوگوں کو دیتی رہتی ہے اور وہ زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ فرمایا : "یہ خاتون جنت میں ہے۔"

۱۰۰ ۔ نفس کی ہر ناجائز خواہش چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو جانا

اگر دل میں جنت کی طلبِ صادق ہو اور آدمی اپنے آپ کو کسی غلط فہمی یا دھوکے میں مبتلا کر کے نہ بیٹھا ہو تو اس کے لئے جنت کا راستہ بہت واضح ہے کہ نعمتِ ایمان سے آراستہ ہونے کے بعد عملِ صالح پر جان کھپا دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝﴾

(البقرہ : ۸۲)

"اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں' اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

جس طرح ایمان اور عمل صالح کے لئے رنگ' نسل' زبان یا وطن کی کوئی نسبت ضروری نہیں' اسی طرح عمل صالح کرنے والا مرد ہو یا عورت اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا' سب کی محنت اللہ تعالیٰ کے ہاں یکساں محفوظ ہے۔ فرمایا :

﴿ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝﴾ (النساء : ۱۲۴)

"اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ ہو وہ مومن' تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی۔"

یہی بات سورت المؤمن / غافر (آیت ۴۰) میں بھی دہرائی گئی ہے۔

عملِ صالح پر کاربند رہنے کے لئے دو ہی اصول ہیں' دل میں خوفِ خدا ہو اور نفس کو ناجائز خواہشات سے لگام دے دی جائے۔ اور یہی راستہ جنت کی طرف جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ○ (النازعات : ۴۰-۴۱)

"اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی۔"

کانٹے کی بات تو یہی ہے کہ انسان فی الواقع اللہ تعالیٰ کا مکمل غلام بن جائے۔ اور اپنا تن' من' دھن اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے۔ جب' جہاں اور جو اللہ حکم دے بندہ خوش دلی سے اسے بجا لائے۔ یہی سعادت ہے' یہی نجات ہے اور یہی جنت کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(هود : ۲۳)

"رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور اپنے رب ہی کے ہو کر رہے تو یقیناً وہ جنتی لوگ ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

خاتمہ

زیر نظر کتاب کے مطالعہ کے بعد یقیناً آپ اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ جنت کے سچے طلب گار اور راہی کو :

- اللہ تعالیٰ ' فرشتوں 'کتابوں ' رسولوں 'بعث بعد الموت اور آخرت کے دن پر پوری جزئیات اور تفصیل کے ساتھ صدقِ دل سے ایمان لانا ہے۔
- نعمتِ ایمان سے محروم کر دینے والے فاسد نظریات اور غلط اعمال سے پرہیز کرنا ہے۔
- اُن بڑے بڑے گناہوں سے ہر شکل میں بچنا ہے جو اُس کی منزل کو کھوٹا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔
- ایسے نیک اور صالح کاموں کی تگ و دو کرنی ہے جو اسے جنت کے قریب کر سکتے ہیں۔

جان لیجئے کہ یہ ساری محنت راہِ جنت کا لازمہ اور بنیادی شرط کے طور پر ضروری ہے ' لیکن جنت ملے گی اسے ہی جسے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اپنی آغوش میں لے لے۔ یہ بات اس لئے واضح کر دی گئی کہ مبادا کوئی آدمی اپنے عمل پر گھمنڈ یا ناز نہ کرنے لگے اور نہ ہی کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ میرا عمل اللہ تعالیٰ کی بے پایاں جنت کا عوض اور بدل ہو سکتا ہے۔ اور پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی توفیق بھی رحمتِ خداوندی کا مظہر ہوتی ہے اور رب العزت کی رحمتِ خاص سے ہی انسان اس پر ثابت قدم رہ سکتا ہے ' ورنہ پاؤں پھسلتے دیر کہاں لگتی ہے۔ اور اہم ترین بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے انسان کی نیکی قبول ہوتی ہے۔ گویا کہ یہ ساری محنت اگر

جسم و قالب کا درجہ رکھتی ہے تو رحمتِ خداوندی اس کی روح ہے۔ جس طرح ہر روح کو نظر آنے کے لئے کسی قالب کی ضرورت ہے عین اسی طرح رحمتِ خداوندی کا نزول بھی ایمان اور عملِ صالح کے قالب پر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے رحمتِ باری تعالیٰ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

((لَنْ یُنْجِیَ اَحَدًا مِنْکُمْ عَمَلُهُ۔ قَالُوا : وَلَا اَنْتَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ)) (۹۸)

"تم میں سے کسی کا عمل اسے ہرگز نجات نہ دلا سکے گا"۔ صحابہ نے عرض کیا : نہ آپ ہی کو یا رسول اللہ ؟" آپ ﷺ نے فرمایا : "نہ مجھے ہی نجات مل سکتی ہے' الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص مجھے اپنی آغوش میں لے لے۔"

دوسری روایت میں ہے : "کسی آدمی کا عمل اسے جنت میں ہرگز نہ لے جا سکے گا۔" (۹۹)

معلوم ہوا کہ عذاب سے نجات اور جنت میں داخلہ رحمتِ خداوندی کے طفیل ہی ہو گا۔ لیکن یہ رحمت ملے گی صرف اسے جو سنّتِ مصطفیٰ ﷺ کے عین مطابق ایمان' عمل صالح اور ذاتی اصلاح سے لے کر اللہ کے دین کو دنیا میں غالب کر دینے کی جدوجہد تک تمام منزلیں تقویٰ اور اخلاص کے ساتھ طے کرتے ہوئے اِس دنیا سے رخصت ہو۔ دنیا میں نجات اور فلاحِ آخرت کا یہی محفوظ راستہ ہے اور یہی راہ جنت کو جاتی ہے۔

---

(۹۸) صحیح البخاری' کتاب الرقاق' باب القصد والمداومة علی العمل' حدیث ۶۰۹۸۔ صحیح مسلم' کتاب صفات المنافقین' باب لن یدخل احد الجنة بعمله حدیث ۲۸۱۶

(۹۹) حوالہ سابقہ

اللہ تعالیٰ مجھے' میرے والدین کو' میرے رشتہ داروں کو' میرے اساتذہ کو' قارئین کرام کو' اور تمام مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر آخری سانس تک گامزن رکھے اور اسی حال پر موت آئے۔ اور ہمارے اعمال قبول ہو کر رحمتِ خداوندی کا بہانہ بن جائیں اور بالآخر ہمیں جنت میں داخلے کی خوشخبری ملے۔

وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین!!

تحریر : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
۱۴/۱۲/۱۴۱۴ھ
بروز بدھ 'الدوادمی۔ سعودی عرب

نورِ اسلام اکیڈمی
کی دیگر مطبوعات

شوقِ حرم

محبتِ رسول

حقیقتِ وسیلہ

کاروانِ حدیث

سلام کے احکام و آداب

نماز میں خشوع

فرائضِ والدین